صحابہ رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بیمثال تحفہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

صوفی محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد اول

تالیف ◄◄◄ صوفی محمد اکرم رضوی (ریاض)

تقدیم ◄◄◄ مولانا افتخار احمد قادری رضوی اعظمی

نظرِ ثانی ◄◄◄ مولانا محمد احمد مصباحی

DATA ENTERED

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

صحابہ کا عشقِ رسول ﷺ

2.97-44
Cm 6289
۱۲۵۳۷۲

باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اگست 2012ء / شوال 1433ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزرز 0322-7202212
قیمت	

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے۔ تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

Marfat.com

انتساب

مجددِ ملت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت

امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

کے نام

جن کی ذاتِ بابرکات نے صرف برصغیر (پاک و ہند و بنگلہ دیش)
ہی نہیں بلکہ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے قلوب کو سوزِ
عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی دولت لازوال سے مالا
مال کیا۔

محمد اکرم رضوی

Marfat.com

فہرست مضامین

☆ انتساب ۳
☆ کلمہ آغاز ۵
☆ مقدمہ ۱۰
☆ تعظیم وادب ۲۵
☆ تعظیم ارشادِ رسول ﷺ ۳۸
☆ تعظیم تبرکات ۴۴
☆ عشق ومحبت ۵۰
☆ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عشق ووفا کی امتحان گاہ میں ۷۱
☆ معرکہ اُحد میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جاں نثاری ۱۰۰
☆ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلقِ خاطر پر عمومی نظر ۱۰۶
☆ حضور ﷺ کے وصال کا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ردِ عمل ۱۵۳
☆ حضور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں ۱۶۲
☆ بارگاہِ رسالت ﷺ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خراجِ عقیدت ۱۶۲
☆ سلام ۱۷۵

Marfat.com

کلمہ آغاز

باسمہ و حمدہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہٖ و جنودہٖ

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

عشق کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے۔ عشق نے بڑی بڑی مشکلات میں عقل انسانی کی رہنمائی کی ہے۔ عشق نے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کیا ہے۔ عشق کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

مدینہ کے پرآشوب ماحول میں جب کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے۔ اطرافِ مدینہ کے بہت سے لوگ دین اسلام سے پھر گئے۔ دشمنوں نے شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اسلامی لشکر کو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں روم کے مقابلہ پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں بھیج چکے تھے۔ سیاسی حالات نے سنگین رخ اختیار کر لیا ہے۔ صحابہ کرام کی رائے تھی کہ لشکر کو واپس بلا لیا جائے۔ لیکن وہ عشق ہی تھا جس نے سب کے برخلاف پکار کر کہا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ اس لشکر کو پیچھے لوٹائے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بھیجا ہے۔ خواہ کتے ہمارے ٹانگیں کھینچ لے جائیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا لشکر میں واپس نہیں بلا سکتا اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا باندھا ہوا پرچم کھول نہیں سکتا۔"

عشق کا فیصلہ عقل کے فیصلے سے بالکل متصادم تھا۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ جب عشق کا فیصلہ نافذ ہو گیا تو ساری سازشیں خود بخود دم توڑ گئیں۔ دشمنوں کے حوصلے شکست خوردہ ہو گئے

Marfat.com

اور سیاسی حالات کی کایا پلٹ گئی ہے۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما
اے دوائے جملہ علتہائے ما

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو جائے تو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ناگزیر بن جاتا ہے۔ احکام الٰہی کی تعمیل اور سیرت نبوی کی پیروی عاشق کے رگ وریشہ میں سما جاتی ہے۔ دل و دماغ اور جسم و روح پر کتاب وسنت کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ مسلمان کی معاشرت سنور جاتی ہے، آخرت نکھرتی ہے، تہذیب و ثقافت کے جلوے بکھرتے ہیں اور بے مایہ انسان میں وہ قوت رونما ہوتی ہے جس سے جہاں بینی و جہاں بانی کے جوہر کھلتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

اسی عشق کامل کے طفیل صحابہ کرام کو دنیا میں اختیار و اقتدار اور آخرت میں عزت و وقار ملا۔ یہ ان کے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل گھڑی، اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی انہیں اتباعِ رسول سے انحراف گوارا نہ تھا۔ وہ ہر مرحلہ میں اپنے محبوب آقا علیہ التحیۃ والثناء کا نقش پا ڈھونڈتے اور اسی کو مشعل راہ بنا کر جادہ پیمار ہتے، یہاں تک کہ:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

صحابہ سے تابعین نے یہ گراں بہا دولت حاصل کی۔ انہوں نے صحابہ کی رفاقت وصحبت میں رہ کر عشق رسول سیکھا، دل میں بسایا، سیرت میں اتارا، رزم و بزم میں نکھارا، اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوارا۔

آج عشق کی یہ لو مدہم ہوتی جا رہی ہے اور نئی نسل جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کہیں اور دل لگائے بیٹھی ہے۔ جیسے اسے خبر ہی نہ ہو کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا مرکز عشق و عقیدت کہاں ہے۔ عقل بے مایہ، علم بے عمل، جہل بے ثمر اور لہو بے ہنر نے ہمارا کاروانِ ظفر تاراج کر

Marfat.com

رکھا ہے اور اپنی بے بسی و بے کسی کا حل بھی نظر نہیں آتا۔

ضرورت ہے کہ ہم صحابہ کی محفل میں چلیں، فتح وظفر جن کے قدم چومتی تھی، عشق رسول جن کی متاع زندگی، اتباع رسول جن کا سرمایہ حیات اور جہاں بانی جن کی تقدیر بن چکی تھی۔ ہم انہیں دیکھیں کہ ذاتِ رسول سے ان کا کیسا والہانہ تعلق تھا۔ ان کی بارگاہ میں پہنچ کر ان سے درسِ محبت حاصل کریں۔

مگر اب وہ محفلیں، وہ رفاقتیں، وہ سعادتیں کہاں نصیب؟ وہ بے بہا دولت وہ جہاں آراء محبت، وہ حشر بداماں شرار عشق ہماری خاکستر میں آئے تو کیوں کر آئے؟

میں کہتا ہوں ہم اپنی نگاہ بصیرت تیز کریں اور صحابہ کرام کے واقعات میں ان کی چلتی پھرتی زندگی دیکھیں، بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی مقدس وباعظمت اداؤں کا مشاہدہ کریں، چشم تصور سے لوح دل پر ان کے پاکیزہ عشق کا نقشہ اتاریں۔ اس طرح گویا ہم بھی صحابہ رسول کی محفل میں ہوں گے اور ان کا فیضان عشق کچھ ہمارے اوپر بھی جلوہ بار ہوگا۔ ''اصحابی کا لنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔'' کا مژدہ جانفزا ہماری خاکستر میں بھی کچھ شعلے فروزاں کرے گا۔ عشق اور عشق کی حیرت انگیز تاثیر ہمارے قافلہ حیات کو بھی علم و ہنر، جہد و عمل اور فلاح وظفر سے آشنا کرے گی۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

یہی تخلیل اس کتاب کی ترتیب کا محرک بنا۔ موجودہ نسل کے سینے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت منتقل کرنے کے لئے قلم نے رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ کی محفل سجائی، ان کی رفاقتوں اور صحبتوں کے تابندہ نقوش ڈھونڈے اور اپنی دور افتادہ نسل کو صحابہ کرام کی صحبت کا ایک گونہ حظ اٹھانے کی راہ پیدا کی، بارگاہ رسول میں صحابہ کرام کی محبت وفدائیت اور احترام وعقیدت کے معتبر واقعات کا ایک شاندار گلدستہ تیار کیا اور اس توقع کے ساتھ اسلامیان عالم کی خدمت میں پیش کر دیا کہ وہ اپنی شوکت رفتہ کو اس دولت گم گشتہ یا کم گشتہ کی فراوانی وافزونی کے ذریعہ تلاش کریں۔ ان کا حال و مال درخشندہ وتابناک ضرور ہوگا۔

Marfat.com

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ ہمہ اوست
وگرباو نرسیدی تمام بولہبی ست
نظر ہو خواجہ کون و مکاں پر گرنثار اب بھی
تو ہوسکتی ہے نازل رحمت پروردگار اب بھی
فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے زمیں پر ہیں، قطار اندر قطار اب بھی

اس مجموعہ میں مختلف کتابوں سے زیادہ تر حالات وواقعات کے نقل واقتباس پر اکتفا کی گئی ہے اور بالعموم اپنی طرف سے کسی تبصرہ کی حجت محسوس نہ کی گئی کہ صحابہ کرام کی زندگی کے حسین نقوش اثر آفرینی وکردار سازی کے لئے خود ہی کافی ہیں...... بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر اپنے ان احباب کا تذکرہ نہ کروں جن کا کرم مواد کی فراہمی، کتاب کی ترتیب، مسودہ پر نظر ثانی، مقدمہ کی نگارش، پھر کتابت وتصحیح اور طباعت واشاعت کے تمام مراحل میں میرا ہمدم وغمگسار ثابت ہوا، اور ان کی عنایتوں کے طفیل یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچ سکی۔

<u>ان احباب سے میری مراد ہیں:</u> مولانا افتخار احمد قادری، مولانا یٰسین اختر اعظمی، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا نصر اللہ رضوی جزاھم اللہ احسن الجزاء وخصھم بعظیم نعمہ وجلیل کرمہ فی الدین والدنیا والاخرۃ

یہ دعویٰ نہیں زیر نظر کتاب اس موضوع پر حرفِ آخر ہے...... بلکہ ابھی اضافہ کی بہت گنجائش باقی ہے۔ لیکن قوی امید ہے کہ جس نیک جذبہ اور اہم مقصد کے پیش نظر یہ مجموعہ معرض وجود میں آیا ہے وہ انشاء اللہ المولیٰ القدیر بڑی حد تک اس سے حاصل ہوگا۔

رب کریم مسلمانوں کے سینے عشق رسول کے بحر بیکراں سے بھر دے اور انہیں اتباع حبیب واتباع فدایان حبیب سے دونوں جہاں میں سرفرازی وسرخروئی نصیب کرے۔ انہیں جینے اور مرنے کا سلیقہ عطا کرے اور غیروں کے بجائے رسول اکرم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ امت نواز سے ہر لحہ وہر آن وابستہ رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا، تیری گلی سے جائے کیوں
جان ہے عشقِ مصطفیٰ ' روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا، ناز دوا اٹھائے کیوں
سنگِ درِ حضور سے ، ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے، دل کو قرار آئے کیوں

محمد اکرم رضوی
جمعہ یکم جمادی الآخرۃ ۱۴۰۵ھ
۲۲ فروری ۱۹۸۵ء

Marfat.com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

قرآن ناطق ہے:

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآءُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ وَاِخۡوَانُکُمۡ وَاَزۡوَاجُکُمۡ وَعَشِیۡرَتُکُمۡ وَاَمۡوَالُ ںِ اقۡتَرَفۡتُمُوۡھَا وَتِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَھَآ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَجِھَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفَاسِقِیۡنَ ۔ (توبہ:۲۴)

ترجمہ: ”آپ فرمادیں اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائے ہوئے مال، تمہاری وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے اور تمہاری پسندیدہ رہائش گاہیں یہ سب کچھ اگر تم اللہ، اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں تو تم اللہ کے حکم (عذاب) کا انتظار کرو اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

Marfat.com

انسانوں کے اندر والدین، اولاد، بھائی، بیوی، خاندان اور مال، تجارت اور مکان ان سب چیزوں سے محبت فطری چیز ہے۔ لیکن ربّ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے اندر ان سب چیزوں کی محبت میری اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بڑھ جائے تو تم گویا خطرہ کی حد میں داخل ہو چکے ہو اور بہت جلد تم کو میرا غضب وعذاب اپنی لپیٹ میں لے لے گا، اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک مومن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ صرف یہ کہ فرض ہے بلکہ سب سے قریبی رشتہ داروں اور سب سے قیمتی متاع پر مقدم ہے.......... خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ (بخاری، کتاب الایمان)

ترجمہ: تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......... تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب کہیں تمہارا ایمان مکمل ہوا۔ (صحیح بخاری شریف)

جنگ اُحد میں ایک صحابیہ کے باپ، بھائی اور شوہر پروانہ وار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے انہیں جب یہ معلوم ہوا تو اس کا کچھ غم نہ کیا بس یہ پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ جب ان کو بتایا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بخیر وسلامت ہیں تو بولیں کہ مجھے حضور کو دکھا دو، آپ کو دیکھ کر (اور ایک روایت میں ہے کہ بے تابانہ آپ کا کپڑا پکڑ کر) کہنے لگیں۔ کل مصیبة بعدك جلل آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔" (سیرت ابن ہشام) یہ تھا محبت رسول کا جذبہ صادق کیا اس کی نظیر مل سکتی ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں میں اگر اپنے گھر میں رہتا ہوں، جب بھی، لیکن جس وقت آپ یاد آ جاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں قرار نہیں آتا' لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہو کر آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام میں ہوں گے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ کو دیکھ نہ سکوں، یہ سن کر حضور خاموش رہے اتنے میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (نساء ۶۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ لوگ جنت میں انہیں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ اور یہ لوگ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔ (درمنثور از علامہ سیوطی)

اسی لئے صحابہ کرام ایک لمحہ کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چین دیکھنا گوارہ نہ کرتے۔ فتح مکہ سے پہلے مشہور صحابی حضرت زید دشمنانِ اسلام کے نرغے میں آ گئے، صفوان بن امیہ نے ان کو قتل کرنے کے لئے اپنے غلام نسطاس کے سات تنعیم بھیجا، حضرت زید کو حدود حرم سے باہر لے جایا گیا تو ابوسفیان نے (جو ابھی اسلام نہ لائے تھے) ان سے پوچھا۔ زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم پسند کر سکتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس تمہاری جگہ ''محمد'' ہوں اور ہم ان کو قتل کریں، اور تم آرام و سکون سے اپنے اہل میں رہو۔ حضرت زید نے جواب دیا۔ ''اللہ کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس وقت میرے حضور جہاں کہیں بھی ہوں، ان کو ایک کانٹا بھی چبھے اور میں آرام و سکون سے اپنے اہل میں رہوں۔'' یہ سن کر ابوسفیان نے کہا ''میں نے ایسا کہیں نہیں دیکھا کہ کسی سے ایسی محبت کی جاتی ہو، جیسی محبت محمد سے ان کے اصحاب کرتے ہیں۔'' (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا

Marfat.com

گیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (سیرت ابنِ ہشام)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور کی صحبت میں پہنچنے کے بعد آپ کے لئے اپنا چین، چین نہ سمجھا اپنی راحت، راحت نہ سمجھی، اپنی جان، جان نہ سمجھی بلکہ یہ سب کچھ آپ نے حضور پر قربان کر دیا تھا۔ کوئی معرکہ ہو یا امن کا زمانہ، سفر ہو یا حضر...... حضور سفر میں ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے دھوپ کا وقت ہوتا تو حضور کے لئے سایہ کا انتظام کرتے، پڑاؤ ڈالا جاتا تو خیمہ نصب کرتے۔ معرکوں میں ہوتے تو یہ حضور کے محافظ ہوتے...... جب حضرت بلال کے انتقال کا وقت آ گیا تو ان کی بیوی نے کہا:...... وَاحُزْنَاہُ (ہائے غم)...... حضرت بلال نے کہا نہیں بلکہ:

وَافَرْحَتَاہُ غَدًا اَلْقٰی مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَہٗ

واہ خوشی کل ہم محمد اور ان کیا صحاب سے ملیں گے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے، اس کی ہر ادا سے محبت، اس کی رفتار سے محبت، اس کی گفتار سے محبت، اس کے لباس و طعام سے محبت غرض اس کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔

حضرت عبید بن جریج نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، میں نے دیکھا آپ بیل کے دباغت کئے ہوئے چمڑے کا بے بال جوتا پہنتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایسا ہی جوتا پہنا کرتے تھے جس میں بال نہ ہو اسی لئے میں بھی ایسا ہی جوتا پہننا پسند کرتا ہوں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت کی میں بھی حضور کے ساتھ گیا، جو کی روٹی اور شوربا حضور کے سامنے لایا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا، کھانے کے دوران میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو کی قاشیں تلاش کر رہے ہیں، اس لئے میں اسی دن سے کدو پسند کرنے لگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

امام ابو یوسف (شاگردِ امام اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ

Marfat.com

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے مجلس کے ایک شخص نے کہا لیکن مجھے یہ پسند نہیں یہ سن کر امام ابو یوسف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا...... جَدِّدِ الْاِیْمَانَ وَاِلَّا لَاَقْتُلَنَّکَ ...... تجدید ایمان کرو ورنہ تم کو قتل کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ (مرقاۃ ص ۷۷،ج ۲)

تعظیم رسول اور صحابہ کرام

جس بڑے سے محبت ہوتی ہے اس کی عظمت دل ودماغ پر چھا جاتی ہے پھر یہ چاہنے والا اپنے محبوب کی تعظیم اور اس کی عظمت کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے، اسلام نے تو ہر بڑے کی تعظیم کا درس دیا ہے...... مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا ...... ''جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں۔''

اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے بڑوں میں سب سے بڑے ہیں، اور اتنے بڑے ہیں کہ آج تک اتنا بڑا پیدا نہ ہوا اور نہ ہی پیدا ہوگا، اس لئے آپ کی تعظیم بھی سب سے بڑھ کر ہونی چاہئے...... قرآن ناطق ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (فتح:۹)

بے شک ہم نے آپ کو شاہد، خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

آپ غور کریں اس آیت میں پہلے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اس کے معاً بعد رسول معظم ومکرم کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا گیا ہے اور پھر کہیں اللہ عزوجل نے اپنی تسبیح کا تقاضا کیا ہے...... ربّ تعالیٰ نے اپنی تسبیح پر اپنے رسول کی تعظیم وتوقیر کو مقدم کر کے تعظیم حبیب کی اہمیت وعظمت میں کس قدر اضافہ کر دیا ہے گویا آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور رسول کی تعظیم کریں اور پھر رب کی تسبیح کریں۔

ایک مقام پر قرآن، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والوں کی کامرانی کا اس

Marfat.com

طرح اعلان کر رہا ہے:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اعراف ۱۵۷)

تو جو لوگ رسول پر ایمان لائے اور آپ کی تعظیم کی اور آپ کو توانائی دی اور آپ کے ساتھ اترنے والے نور کی پیروی کی بس یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس آیت کریمہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ونصرت کرنے والوں کو کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے۔

یہ ارشادات ربانی صحابہ کرام کے پیش نظر تھے، اس لئے انہوں نے اپنے سرکار کی ایسی تعظیم کی کہ دنیا کے کسی شہنشاہ کی بھی اس طرح تعظیم نہ کی جا سکی...... صحابہ کرام کی تعظیم وتوقیر کا حال دیکھ کر صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے نمائندہ عروہ بن مسعود نے جو ابھی ایمان نہ لائے تھے یہ تاثر پیش کیا تھا...... گویا یہ اپنے کا نہیں غیر کا تاثر ہے۔ آپ نے کہا:

''اے لوگو! خدا کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں بھی پہنچا ہوں، قیصر وکسریٰ اور نجاشی کی ڈیوڑھیوں پر بھی حاضری دے چکا ہوں۔ خدا کی قسم کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی، جتنی تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں...... خدا کی قسم جب کبھی بھی ان کی ناک سے رینٹ یا رطوبت نکلی وہ کسی نہ کسی شیدائی کے ہاتھ میں پڑی جسے اس نے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل میں دوڑ پڑتے ہیں، اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کے لئے جنگ کی نوبت آ جاتی ہے، اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو وہ لوگ خاموش اور پرسکون رہتے ہیں اور تعظیم وتوقیر میں ان کی طرف نظر بھر کر دیکھتے تک نہیں۔'' (صحیح بخاری)

یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انداز تعظیم وتوقیر کا اجمالی خاکہ جسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیگانے نے پیش کیا تھا، خود صحابہ کرام نے واقعات کی دنیا میں تعظیم وتوقیر رسول کی کیسی کیسی مثالیں پیش کی ہیں انہیں تو آپ اصل کتاب میں ملاحظہ کریں گے یہاں پر بس بعض

Marfat.com

مثالوں پر اکتفا کیا جائے گا۔

(۱) غزوہ خیبر کی واپسی میں مقام صہبا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا، حضرت علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاتا ہوں تو مبادا حضور کے خواب مبارک میں خلل آجائے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا، جب چشم نبوت کھلی تو حضرت علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور نے دعا فرمائی آفتاب پلٹ آیا حضرت علی نے نماز عصر ادا کی پھر سورج ڈوب گیا۔ (مشکل الآثار امام طحاوی)

تعظیم رسول کی خاطر افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) مولیٰ علی نے قربان کر دی چشم فلک نے ایسا منظر کبھی نہ دیکھا ہو گا رب تعالیٰ کے ایک بندہ کی درخواست پر اس کے ایک فدائی کے لئے سورج کو پلٹایا گیا ہو اور ایک فدائی نے محض تعظیم و توقیر رسول کے پیش نظر اتنی عظیم قربانی دی ہو اسی کو امام اہل سنت قدس سرہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

(۲) ہجرت کے موقع پر یار غار حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو جاںنثاری کی مثال قائم کی ہے وہ بھی اپنی جگہ بے مثال ہے کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں غار کے قریب پہنچے تو پہلے صدیق اکبر اترے صفائی کی، غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا، ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا ڈال کر اس کو بند کیا۔ پھر حضور انور کو بلایا اور حضور انور تشریف لے گئے اور حضرت صدیق اکبر کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے، اتنے میں سانپ نے صدیق اکبر کے پاؤں کو کاٹ لیا مگر صدیق اکبر نے شدت الم کے باوجود محض اس خیال سے کہ حضور کے آرام میں خلل نہ واقع ہو بدستور ساکن وصامت رہے، آخر جب پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' جب آنسو کے قطرے چہرہ اقدس پر گرے تو حضور بیدار ہوئے۔ ابو بکر صدیق نے واقعہ عرض کیا حضور نے ڈسے ہوئے حصے پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ فوراً آرام مل گیا۔ (صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ہے کہ سانپ کا یہ زہر ہر سال عود کرتا بارہ سال تک حضرت صدیق اکبر اس میں مبتلا رہے پھر آخر میں اسی زہر سے آپ کی شہادت ہوئی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوقعدہ ۶ ھ میں صحابہ کے ساتھ عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے جب آپ حدیبیہ پہنچے تو قریش پر خوف و ہراس طاری ہوا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا اور ان کو یہ ہدایات دیں کہ تم قریش کو یہ بتانا کہ ہم جنگ کے لئے نہیں عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں اور ان کو اسلام کی دعوت بھی دینا۔ اور وہ مسلمان مرد و عورت جو مکہ میں ہیں ان کو فتح کی خوشخبری سنانا۔ حضرت عثمان مکہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ان سے حضرت ابان بن سعید اموی ملے جو ابھی ایمان نہ لائے تھے انہوں نے حضرت عثمان کو اپنی پناہ وضمانت دی اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے ان کو مکہ مکرمہ لائے۔ حضرت عثمان نے لوگوں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا...... ادھر حدیبیہ میں صحابہ کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہیں کہ ان کو طواف بیت اللہ نصیب ہو چکا ہوگا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ عثمان میرے بغیر طواف نہ کریں گے، اسی دوران یہ افواہ اڑ گئی کہ حضرت عثمان مکہ میں قتل کر دیئے گئے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عثمان چونکہ اسوقت مکہ میں تھے اس لئے حضور اقدس نے خود اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر ان کو بیعت کے شرف میں داخل کیا...... اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ حضرت عثمان کا ہاتھ قرار پایا۔

بیعت رضوان کے بعد جب حضرت عثمان واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے ان سے کہا آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ نے طواف بیت اللہ کر لیا...... آپ نے جواب دیا: تم نے یہ میرے بارے میں بدگمانی کی ہے اس کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں مکہ میں ایک سال تک بھی پڑا رہتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا..... قریش نے مجھ سے طواف کرنے کے لئے کہا تھا مگر میں نے

Marfat.com

انکار کردیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و ادب کا یہ پاس قابل ملاحظہ ہے کہ کفار آپ سے پیشکش کررہے ہیں کہ طواف کرلو مگر آپ جواب دیتے ہیں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر تنہا طواف کرلوں..... ادھر مسلمانوں کا یہ تاثر کہ حضرت عثمان خوش نصیب ہیں کہ ان کو طواف کعبہ نصیب ہوگیا۔ حضور نے سن کر فرمایا عثمان ہمارے بغیر ایسا نہیں کرسکتا۔ گویا حضور کو بھی اپنے فدائی پر پورا اعتماد تھا۔ آقا ہو تو ایسا اور غلام ہو تو ایسا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قسم کی تعظیم اور اس طرح کا ادب صحابہ کرام کا اپنا کوئی ایجاد کردہ یا اختراعی نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کی تعظیم اور مجلس کے آداب خود بیان فرمائے ہیں، دنیا کا شہنشاہ آتا ہے تو اپنے دربار کے آداب خود بناتا ہے اور جب جاتا ہے تو اپنے نظام آداب کو بھی لے جاتا ہے..... مگر شہنشاہ اسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا عالم ہی نرالا ہے، جب آپ تشریف لاتے ہیں تو خالق کائنات آپ کے دربار کا ادب نازل فرماتا ہے اور کسی خاص وقت تک کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، ادب کے قوانین مقرر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔ (حجرات:۱)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

بعض صحابہ نے بقرعید کو نماز عید سے پہلے ہی قربانی کرلی تھی یا کچھ حضرات صحابہ نے رمضان المبارک کے روزے ایک دن پہلے ہی سے شروع کردیئے ان کو ہدایت کی گئی کہ ایسا نہ کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، ایسا کرنا خطرناک ہے..... آیت پر غور کرنے سے ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ رسول کی بے ادبی اللہ کی بے ادبی ہے، جن لوگوں نے پیش قدمی کی تھی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کی تھی، لیکن حکم اترا تو

Marfat.com

یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پہ پیش قدمی نہ کرو...... دوسرے یہ کہ کسی قول، کسی فعل میں پیش قدمی منع ہے کیونکہ آیت میں یہ حکم بلاقید ہے، مثلاً جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ کے لئے تشریف لے جائیں تو بغیر کسی خاص مصلحت کے آپ سے آگے چلنا بھی منع ہے...... اگر کوئی حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سوال کرے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور کو اس کا جواب بھی نہ دینا چاہیے، اسی طرح جب کھانا حاضر ہو تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کھانا شروع نہ کیا جائے...... پھر یہ بھی دیکھئے کہ جن صحابہ کرام نے پیش قدمی کی تھی اللہ کی عبادت میں کی تھی روزے رکھنے یا قربانی کرنے میں کی تھی، ایسا کرنا بظاہر کوئی جرم نہیں معلوم ہوتا مگر آسمان سے تنبیہ اتر رہی ہے کہ اے ایمان والو! جلیل القدر عبادتوں میں بھی تم میرے نبی سے آگے نہ بڑھنا اور اس معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا یقیناً اللہ عزوجل تمہاری ہر نقل و حرکت اور نشست و برخاست کو سنتا جانتا ہے...... اسی سورہ میں آگے اللہ عزوجل اس طرح اپنے نبی کی تعظیم کی تعلیم دے رہا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (حجرات ۲)

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور ان کے حضور زور سے باتیں نہ کرو جس طرح تم آپس میں چیخ کر باتیں کرتے ہو (اس طرح کرنے سے) کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ عزوجل نے اہل ایمان کو اپنے محبوب کا ایک عظیم ادب سکھایا ہے کہ تم میرے محبوب کے سامنے بولنے میں بھی باادب رہو، اس کے حضور ہلکی آواز میں باتیں کرو اگر تم نے زور زور سے چیخ کر ان کے حضور بات کی تو تمہارے عمل رائیگاں کر دیئے جائیں گے۔ غور کریں بڑے بڑے جرم کا ارتکاب عنداللہ معاف ہو سکتا ہے مگر ربّ تعالیٰ اپنے محبوب کی بے ادبی اور گستاخی معاف نہ فرمائے گا۔

Marfat.com

ادب گا ہے ست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز تھے۔ اس آیت کے بعد انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں اپنی آواز پست کریں وہ انتہائی ادب اور خوف کی وجہ سے خانہ نشین ہو گئے بارگاہ نبوی میں جب حاضر نہ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، یہ حضرت ثابت کے پڑوسی تھے انہوں نے جا کر حضرت ثابت سے پوچھا تو کہا میں تو دوزخی ہو گیا میری ہی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب سے بلند ہوتی تھی، حضرت سعد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثابت کا قول نقل کر دیا، حضور نے فرمایا: نہیں، ان سے کہہ دو وہ جنتی ہیں۔

اللہ عزوجل ان لوگوں کو سراہ رہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ (حجرات ۳)

بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے پاس پست رکھتے ہیں یہ وہی ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے انہیں کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

آیت کریمہ لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ کے نازل ہونے کے بعد حضرت فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ کرام اس قدر دھیمی آواز سے باتیں کرتے کہ حضور کو دوبارہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش آتی...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی تھی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح باتیں کروں گا جیسے سرگوشی کی جاتی ہے۔ ان حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کو سراہا گیا جو باادب ہیں اور نبی کریم کی بارگاہ میں آوازیں پست رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں کس قدر باادب رہتے تھے

Marfat.com

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں...... جس وقت آپ گفتگو شروع فرماتے آپ کے اصحاب اس طرح سر جھکا لیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔

(شمائل ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا محمد کہہ کر پکارنے والوں کی ربّ تعالیٰ مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (حجرات ۴،۵)

بے شک وہ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے کہ آپ باہر تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

قبیلہ بنی تمیم کا ایک وفد عین دوپہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے پہنچا آپ مکان شریف کے اندر آرام فرما رہے تھے، انہوں نے حجروں کے باہر سے یا محمد یا محمد کہہ کر پکارنا شروع کر دیا، حضور باہر تشریف لائے مگر خدائے تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ایسی بے ادبی گوارا نہ فرمائی اور ایسا سخت حکم نازل فرمایا کہ ایسا کرنے والے بے عقل ہیں، اور پھر ادب کی تعلیم دی کہ جو لوگ در دولت پر پہنچیں تو آپ کو آواز نہ دیں اور آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کریں۔

ربّ تعالیٰ ایک مقام پر اپنے محبوب کا ادب اس طرح ارشاد فرما رہا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (نور ۶۳)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس آیت کریمہ کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلائیں تو ان کے اس بلانے کو کسی معمولی آدمی کا بلانا نہ سمجھ بیٹھنا بلکہ میرے رسول کے بلانے کی شان تو یہ ہے کہ اگر وہ کسی کو عین نماز میں بھی آواز دیں تو فوراً نماز ہی کی حالت میں حاضر ہونا فرض ہے

Marfat.com

جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی میں چونکہ نماز پڑھ رہا تھا اس لئے جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہو کر حضور کی خدمت میں آ کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے حاضر نہ ہو سکا) حضور نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا ہے؟

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ (انفال:۲۴)

اے ایمان والو تم اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہارے لئے زندگی بخش ہے۔

اسی قسم کا واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی مروی ہے۔ یہ ہے رسول کے بلانے کی عظمت کہ نماز جیسا عظیم فریضہ بھی ترک کر کے تعمیل حکم کو پہنچنا فرض قرار دیا گیا۔

آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارنا جس طرح باہم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو، ان کو یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا خیر خلق اللہ وغیرہ صفاتی ناموں سے پکار سکتے ہو...... اللہ عزوجل اہل ایمان کو ایسا کیوں نہ حکم دیتا کہ اس نے خود اپنے پورے کلام عظیم میں کہیں بھی یا محمد کہہ کر نہیں پکارا ہے جب کہ دوسرے انبیائے کرام کو ان کے ذاتی ناموں سے خطاب فرمایا ہے۔

صحابہ کرام کے پیش نظر ربّ العالمین کے مذکورہ بالا ارشادات وفرامین تھے۔ انہوں نے ان احکام کو خوب خوب سمجھا تھا اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو اپنے سر کی آنکھوں سے اور بہت قریب سے دیکھا تھا۔ اسی لئے حضور کی عظمت وجلالت فطری طور پر ان کے قلوب واذہان میں رچ بس گئی تھی..... اسی لئے انہوں نے عقیدت ومحبت واحترام وادب کے ایسے ایسے نمونے پیش کئے جن کی مثال ملنی مشکل ہے، آپ اس کتاب میں اسی قسم کے واقعات پڑھیں گے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ کرام کا غایت درجہ

۱۳۵۴۷۲

Marfat.com

احترام وادب واضح ہوگا اور پھر آپ کے قلوب بھی محبت رسول سے محظوظ ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔اور یہی اس کتاب کا مقصد اصلی ہے۔

مؤلف' برادر مکرم صوفی محمد اکرم صاحب بڑے خوش بخت ہیں جنہوں نے یہ خدمت سرانجام دی اور صحابہ کی محبت، ادب اور تعظیم کے بکھرے پھولوں کا ایک حسین گلدستہ بنایا اور سجایا اور اہل ذوق تک پہنچانے کا انتظام بھی کیا۔

صوفی صاحب متعدد انفرادی خصوصیات و امتیازات کے مالک ہیں ان کے اوپر اللہ عزوجل کا فضل عظیم ہے۔ دینی اور دنیوی دونوں تعلیم سے بہرہ ور ہیں۔ پنجابی ان کی مادری زبان ہے مگر اردو' انگریزی' عربی اور فارسی میں بھی مہارت رکھتے ہیں...... خدمت اسلام کا بھی جذبہ بیکراں پایا ہے۔ اکثر اوقات اشاعت اسلام کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔ گزشتہ موسم حج (۱۴۰۳ھ) میں صوفی صاحب نے تبلیغ دین کے لئے یورپ کا سفر کیا تھا۔ آپ کا یہ تبلیغی دورہ مصر، انگلینڈ، ہالینڈ، ترکی اور جرمنی پر مشتمل تھا۔ وہاں کے اسلامی مراکز کے افراد سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کے علاوہ بعض نئے مراکز کی بھی دریافت ہوئی اور خدمت اسلام کی راہیں ہموار ہوئیں۔

انجمن خدام احمد رضا لاہور کے آپ صدر ہیں جس نے تھوڑے عرصہ میں متعدد مفید و کارآمد کتابیں شائع کر کے ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

ادھر دو سال سے مقابلہ مقالہ نگاری، امام احمد رضا ایوارڈ اور تقسیم انعامات کا بھی صوفی صاحب اہتمام کرتے ہیں۔ جو ہندو پاک اور بنگلہ دیش سطح پر منعقد ہوتا ہے..... مفید اور اہم کتابوں کی اشاعت میں بھی آپ خصوصی دلچسپی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ترجمہ انوار الحق فی الصلوٰۃ علی سید الخلق اور تعارف امام احمد رضا آپ ہی کے جذبہ دین پروری کا ثمرہ ہے۔ اول الذکر علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ کی عربی تصنیف کا ترجمہ ہے جو درود و سلام کے موضوع پر ایک شاندار کتاب ہے جبکہ دوسری کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے حالات پر ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے جس کے مرتب بھی خود صوفی صاحب ہیں۔

Marfat.com

زیر نظر کتاب ''صحابہ کا عشق رسول'' بھی آپ کے ذوق تصنیف کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے جو آپ کے سوز پنہاں اور عشق رسالت کا پتا دیتی ہے۔ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اسے پڑھیں اور لطف اندوز ہوں اور مؤلف و متعلقین کو دعائیں دیں۔

رب تعالیٰ صوفی صاحب کی یہ خدمت قبول فرمائے اور مزید اس قسم کی خدمات کی توفیق بخشے اور فلاح دارین سے نوازے۔ آمین

بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم۔

افتخار احمد قادری (ریاض)
رکن المجمع الاسلامی۔ مبارک پور
۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ ۹ فروری ۱۹۸۴ء

Marfat.com

تعظیم و ادب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر آپ پر ایمان لانا متصور نہیں ہے۔ مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان، باپ، بیٹے اور مخلوق سے زیادہ محبوب رکھے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:٦)

''یہ نبی مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہے۔''

اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تم میں سے کوئی ایک ہرگز ایماندار نہیں ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔'' یہ بھی فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہوگا جب تک میں اسے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔''

علاماتِ محبت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بہت سے علامتیں اور آثار ہیں جو آپ کی محبت کے امتحان کے لئے کسوٹی کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں سے ایک علامت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت ذکر کرنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ.

''جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے، اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔''

تعظیم

کثرت ذکر کے ساتھ ساتھ ایک علامت یہ بھی ہے کہ تعظیم و تکریم کا کوئی دقیقہ

Marfat.com

فروگزاشت نہ کیا جائے اور حضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کمال تعظیم وتکریم اور صلوٰۃ وسلام کے ساتھ لے اور نام پاک لیتے خوف وخشیت عجز وانکسار اور خضوع وخشوع کا اظہار کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور:۶۳)

"تم آپس میں رسول کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو"

تفسیر کبیر میں ہے:

لا تنادوه كما ينادى بعضكم بعضًا لا تقولوا يامحمد يا اباالقاسم ولكن قولوا يارسول الله يا نبى الله ۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، یوں نہ کہو یا محمد یا ابا القاسم! بلکہ عرض کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ!"

(یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا کنیت سے نہ پکارو بلکہ اوصاف اور القاب سے یاد کرو)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (حجرات:۲)

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں رسول اللہ کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان سے اونچی آواز میں بات نہ کرو، اس خوف سے کہ تمہارے اعمال ساقط ہو جائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو"

ابو محمد مکی فرماتے ہیں:

ای لاتسابقوه بالكلام ولا تغضوه بالخطاب ولا تنادوه باسمه نداء بعضكم لبعض ولكن عظموه و وقروه ونادوه باشرف

Marfat.com

مایحب ان ینادی به یارسول الله ، یا نبی الله ۔

''یعنی کلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہ کرو اور آپ سے ہمکلام ہوتے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور آپ کا نام لے کر نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ آپ کی تعظیم وتوقیر اور اشرف ترین اوصاف سے آپ کو نداء کرو جن سے نداء کئے جانے کو آپ پسند فرمائیں اور یوں کہو یارسول اللہ' یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے:

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر آواز بلند کرنے اور تعظیم و توقیر کے بغیر بلانے سے منع فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے ادبی کو روا نہیں رکھا اور اس عظیم جرم کے مرتکب کو اعمال کے برباد ہو جانے کی وعید سنائی، معلوم ہوا کہ بارگاہ رسالت کی بے ادبی اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب ہے اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کفر کے سوا کوئی گناہ، اعمال کے ضائع ہونے کا سبب نہیں ہے اور جو چیز اعمال کے ضیاع کا سبب ہے' کفر ہے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی، اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب ہے اور جو ضیاع اعمال کا سبب ہو، کفر ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے یہ بھی پیش نظر رہے کہ حیات ظاہری میں اور وصال کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان' تعظیم وتکریم کے سلسلے میں یکساں ہے۔

امام مالک کا ابوجعفر منصور سے مکالمہ:

ابوجعفر منصور بادشاہ مسجد نبوی میں حضرت امام مالک سے ایک مسئلہ میں گفتگو کر رہا تھا، امام مالک نے اسے فرمایا:

یاامیر المومنین لاترفع صوتك فی هذا المسجد فان الله عزوجل ادب قوما فقال لاترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی الایة ومدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتهم الایة وذم

Marfat.com

قوما فقال ان الذين ينادونك من وراء الحجرات الاية وان حرمته ميتا كحرمته حيا فاستكان لها ابوجعفر وقال يا اباعبدالله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله ؟ فقال ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة ابيك آدم يوم القيامة بل استقبله واستشفع به فيشفعك الله عزوجل ۔

''اے مسلمانوں کے امیر! اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ان الذین یغضون اصواتھم الایۃ وہ لوگ کہ رسول اللہ کے سامنے آوازیں پست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب فرما لیا ہے اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایۃ (جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں) بے شک بعد از وصال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی حیات ظاہرہ میں تھی''۔

''(یہ سن کر) ابوجعفر نے فروتنی کا اظہار کیا اور کہا اے ابوعبداللہ (امام مالک کی کنیت) قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کی طرف رخ کروں؟ امام مالک نے فرمایا: تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں رخ پھیرتا ہے حالانکہ حضور قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں تیرے اور تیرے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا''۔

صحابہ کرام اور تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جب قریش نے انہیں صلح حدیبیہ کے سال، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے صحابہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ تعظیم

Marfat.com

دیکھی، انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی وضوفرماتے تو صحابہ کرام وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے بے حد کوشش کرتے حتیٰ کہ قریب تھا کہ وضو کا پانی نہ ملنے کے سبب لڑ پڑیں۔ اس نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دہن مبارک یا بینی مبارک کا پانی ڈالتے تو صحابہ کرام اسے ہاتھوں میں لیتے، اپنے چہرے اور جسم پر ملتے اور آبرو پاتے، آپ کا کوئی بال جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتا تھا مگر اس کے حصول کے لئے جلدی کرتے، جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو فرماتے تو آپ کے سامنے آہستہ بولتے اور ازراہ تعظیم آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔"

○

"جب عروہ بن مسعود قریش کے پاس واپس گئے تو انہیں کہا: اے قوم قریش! میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی یعنی شاہ فارس، شاہ روم اور شاہ حبشہ کے پاس ان کی حکومت میں گیا ہوں، بخدا! میں نے ہرگز کوئی بادشاہ اپنی قوم میں اتنا محترم نہیں دیکھا جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں معزز ہیں"۔

ایک روایت میں ہے:

"میں نے کبھی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے اس کی اس قدر تعظیم کی ہو جتنی محمد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب نے آپ کی تعظیم کی ہے۔"

"تحقیق کہ میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو کبھی بھی محمد (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں چھوڑیں گے اور ہمیشہ آپ کی تعظیم کرتے رہیں گے"۔

○

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں چاہتا تھا کہ کسی امر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کروں لیکن آپ کی ہیبت کے سبب دو سال تک مؤخر کر دیتا تھا۔"

○

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ تو کوئی

Marfat.com

محبوب تھا اور نہ ہی میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کوئی محترم تھا اس کے باوجود آپ کے احترام کے سبب میں آنکھ بھر کر آپ کے جمال کی زیارت نہ کر سکتا تھا اگر مجھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت پوچھی جائے تو میں بیان نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں آنکھ بھر کے آپ کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا تھا۔"

○

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ صحابہ کرام آپ کے گرد اس طرح بیٹھے ہوئے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی وہ اپنے سروں کو حرکت نہیں دے رہے تھے کیونکہ پرندہ اس جگہ بیٹھتا ہے جو ساکن ہو۔

○

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ کابس بن ربیعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (صورۃً مشابہ ہیں پس جب حضرت کابس، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر معاویہ اپنے تخت سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ان کا استقبال کیا، ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں مرغاب (ایک مقام) عنایت فرمایا (یہ سب کچھ اس لئے تھا) کہ ان کی صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی۔"

اگر اجلہ صحابہ کرام کی تعظیم اور اس بابرکت بارگاہ کے احترام میں مبالغہ کرنے اور ہر باب میں آداب کی رعایت کرنے کی روایات کا احاطہ کیا جائے تو کلام طویل ہو جائے گا تمام صحابہ کرام اس ذات کریم کو بہترین القاب، کمال، تواضع اور مرتبہ و مقام کی انتہائی رعایت سے خطاب کرتے تھے اور ابتداء کلام میں صلوٰۃ وسلام کے بعد فَدَيْتُكَ بِأَبِي وَأُمِّي میرے والدین آپ پر فدا ہوں۔ يَا بِنَفْسِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! میری جان آپ پر نثار ہے۔ جیسے کلمات استعمال کرتے تھے اور فیض صحبت کی فراوانی کے باوجود محبت کے شدت کے تقاضے کی بنا پر تعظیم وتوقیر میں کوتاہی اور تقصیر کے مرتکب نہیں ہوتے تھے بلکہ ہمیشہ حضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال میں اضافہ کرتے تھے۔ (تحقیق الفتویٰ)

○

Marfat.com

تابعین اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اسی طرح تابعین اور تبع تابعین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم آثار کے معاملہ میں انہیں کے نقش قدم پر تھے۔ حضرت مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور ان کی پشت جھک جاتی یہاں تک کہ یہ امر ان کے ہم نشینوں پر گراں گزرتا، ایک دن حاضرین نے امام مالک سے ان کی اس کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جو کچھ میں نے دیکھا ہے تم دیکھتے تو مجھ پر اعتراض نہ کرتے، میں نے قاریوں کے سردار حضرت محمد بن منکدر کو دیکھا کہ میں نے جب بھی ان سے کوئی حدیث پوچھی تو وہ رو دیتے یہاں تک کہ مجھے ان کے حال پر رحم آتا تھا۔

واقعات تعظیم:

۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ قریب مدینہ ایک پڑاو پر ٹھہرا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرورت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں مشغول ہو گئیں ادھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ کا محمل شریف اونٹ پر کس دیا گیا اور انہیں یہی خیال رہا کہ ام المومنین اس میں ہیں۔ قافلہ چل دیا۔ آپ آ کر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا۔

قافلے کے پیچھے گری پڑی چیز اٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے۔ اس موقع پر حضرت صفوان اس کام پر تھے۔ جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پکارا۔ آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا انہوں نے اونٹنی بٹھائی۔ آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ منافقین سیاہ باطن نے اوہام فاسدہ پھیلائے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آ گئے اور ان کی زبان سے بھی کوئی کلمہ بے جا سرزد ہوا۔ ام المومنین بیمار ہو گئیں اور ایک ماہ بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ منافقین ان کی نسبت کیا بک رہے ہیں۔

Marfat.com

ایک روز اُم مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی اور اس سے آپ کا مرض اور بڑھ گیا۔ اور اس صدمہ میں اس قدر روئیں کہ آپ کے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھیں۔ اس حال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرت اُم المومنین کی طہارت میں آیات قرآنی نازل ہوئیں جن سے آپ کا شرف و مرتبہ اتنا بڑھایا گیا اور آپ کی طہارت وفضیلت از حد بیان ہوئی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے برسرِ منبر بقسم فرما دیا تھا: مجھے اپنے اہل کی پاکی و خوبی بالیقین معلوم ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کرسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ اُمّ المومنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔ تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے۔ تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگارِ عالم نے آپ کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا' جو پروردگار آپ کے نعلین کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے، ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور صحابیات نے قسمیں کھائیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر آپ کو قریش کے پاس بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان کو طواف کعبہ کی اجازت دے دی لیکن حضرت عثمان نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ:

Marfat.com

ما کنت لافعل حتی بطوف به رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم

میں اس وقت تک طواف نہیں کر سکتا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کرتے۔

○

بے نظیر ضیافت:

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے غریب خانہ پر اپنے دوستوں سمیت تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوت قبول فرمالی اور وقت پر مع صحابہ کرام کے حضرت عثمان کے گھر تشریف لے چلے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے لگے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک قدم مبارک جوان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہا تھا گننے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عثمان! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تک حضور کے جس قدر قدم پڑے اسی قدر غلام حضرت عثمان نے آزاد کیے۔ (جامع المعجزات)

○

شاہکار تعظیم:

غزوہ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی' آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے۔ زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا جب چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور نے دعا کی ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ مولیٰ علی نے نماز عصر ادا کی پھر

Marfat.com

ڈوب گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز وہ بھی نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر مولیٰ علی نے حضور کی نیند پر قربان کردی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں۔

○

بوقت ہجرت غارِ ثور میں پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، آپ تشریف لے گئے اور ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا انہوں نے اس خیال سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے چشم مبارک کھلی عرض حال کیا۔ حضور نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا۔ بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔ صدیق اکبر نے جان بھی سرکار کی نیند پر قربان کی۔

ان ہی نکات کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنے ان اشعار میں بیان فرمایا ہے:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے — اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

○

ادب سرکار:

صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو موذن نے حضرت ابوبکر سے پوچھ کر اذان کہی۔ اور انہوں نے امامت کی اس عرصہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا۔ جب نمازیوں

Marfat.com

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دستک دینے لگے۔ اس غرض سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہو جائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب صدیق اکبر نے دستک کی آواز سنی تو گوشہ چشم سے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو۔ صدیق اکبر نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امامت کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابوبکر! جب میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی۔ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔ (آداب رسول ص ۶۱)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

عزتِ رسول کے لئے مر مٹنے کا جذبہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مشہور اور بڑے صحابہ میں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے۔ میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ کیا مدد کر سکیں گے۔ اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا چچا جان! تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں، پہچانتا ہوں۔ تمہاری کیا غرض ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں مجھے اس کے اس سوال اور جواب پر تعجب ہوا۔ اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا۔ اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے

Marfat.com

بھی کہا۔ اتفاقاً ابوجہل میدان میں مجھے دوڑتا ہوا نظر پڑ گیا۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے۔ دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اس پر تلوار چلانی شروع کر دی یہاں تک کہ اس کو گرا دیا۔ (بخاری)

○

گستاخی کی سزا:

حضور کی ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو اپنی بہن حضرت زینب سے تین برس بعد پیدا ہوئیں جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۳ برس کی تھی اور بعض نے حضرت رقیہ کو حضرت زینب سے بڑی بتایا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں۔ حضور کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا تھا۔ جب سورہ ''تبت'' نازل ہوئی تو ابولہب نے ان سے اور ان کے دوسرے بھائی عتیبہ سے جس کے نکاح میں حضور کی تیسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثوم تھیں یہ کہا کہ میری ملاقات تم سے حرام ہے اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ اس پر دونوں نے طلاق دے دی۔ یہ دونوں نکاح بچپن میں ہوئے تھے رخصتی کی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ اس کے بعد فتح مکہ پر حضرت رقیہ کے خاوند (عتبہ) مسلمان ہو گئے تھے مگر بیوی کو پہلے ہی طلاق دے چکے تھے اور حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرصہ ہوا ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ نے دونوں مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ میں سے کون بڑی تھیں۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ اُمّ کلثوم بڑی تھیں۔ اول عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا مگر رخصتی نہیں ہوئی تھیں کہ سورہ تبت کے نازل ہونے پر طلاق کی نوبت آئی جیسا کہ حضرت رقیہ کے بیان میں گزرا لیکن ان کے خاوند تو مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ گزر چکا اور ان کے خاوند نے طلاق دی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر نہایت گستاخی و بے ادبی سے پیش آیا اور نامناسب الفاظ بھی زبان سے نکالے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا دی کہ یا اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک

Marfat.com

کتا اس پر مسلط فرما۔ ابوطالب اس وقت موجود تھے باوجود مسلمان نہ ہونے کے سہم گئے اور کہا کہ اس کی بددعا سے تجھے خلاصی نہیں۔ چنانچہ عتیبہ ایک مرتبہ شام کے سفر میں جارہا تھا اس کا باپ ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی کے کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا کی فکر ہے۔ قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں۔ ایک منزل پر پہنچے وہاں شیر زیادہ تھے۔ رات کو تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ سا بنا کر اس پر عتیبہ کو سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سوئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے اس کے بعد ایک زقند لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ کر عتیبہ کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ اس نے ایک آواز دی مگر ساتھ ہی کام تمام ہو چکا تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ مسلمان ہو چکا تھا اور یہ قصہ پہلے بھائی کے ساتھ پیش آیا۔ بہرحال حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہروں میں سے ایک مسلمان ہوئے، دوسرے کے ساتھ یہ عبرت کا واقعہ پیش آیا۔

Marfat.com

تعظیم ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا اور بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم میں اسے کبھی نہیں لوں گا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا تو میں اسے کبھی نہ لوں گا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

۲-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے؟ مجھے اس سوال سے حضور کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ چادر کیا ہوئی۔ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی۔ عورتوں کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہ تھا۔

(ابوداؤد)

۳-حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدے سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک قبہ (گنبددار حجرہ) دیکھا جو اوپر بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت کیا یہ

Marfat.com

کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضور سن کو خاموش رہے۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے۔ سلام کیا حضور نے اعراض فرمایا سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو دوبارہ سلام کیا حضور نے پھر اعراض فرمایا اور جواب نہیں دیا وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہ سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا پوچھا! تحقیق کیا کہ میں آج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں خیر تو ہے۔ انہوں نے کہا حضور انور باہر تشریف لے گئے تھے راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ یہ سن کر وہ صحابی فوراً آ گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کے برابر کر دیا کہ نام ونشان بھی نہ رہا اور پھر آ کر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضور ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا صحابہ نے عرض کیا: انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا تو ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے۔ انہوں نے آ کر اس کو بالکل توڑ دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔

(ابوداؤد)

۴- حضرت رافع کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کے اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتارلیں۔ (ابوداؤد)

۵- وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے میں سامنے آیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذباب، ذباب میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن خدمت میں حاضری ہوئی تو ارشاد فرمایا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ (ابوداؤد)

۶- عبداللہ بن مغفل کا ایک نوعمر بھتیجا خذف سے کھیل رہا تھا انہوں نے دیکھا اور فرمایا برادرزادہ ایسا نہ کرو۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو

Marfat.com

نقصان پہنچایا جاسکتا ہے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے۔ دانت ٹوٹ جائے۔ بھتیجا کم عمر تھا اس نے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا انہوں نے دیکھ لیا فرمایا کہ میں تجھے حضور کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر اسی کام کو کرتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے کہ خدا کی قسم تیرے جنازے کی نماز میں شریک نہ ہوگا اور نہ تیری عیادت کروں گا۔ (دارمی، ابن ماجہ)

نوٹ: حذف یہ ہے کہ انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکری رکھ کر انگلی سے پھینکی جائے یہ بچوں کا ایک بیکار اور اندیشہ ناک کھیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کے بھتیجے نے ارشاد رسول سن لینے کے بعد بھی پابندی نہ کی جسے صحابی رسول برداشت نہ کرسکے اور ترک کلام کی قسم کھالی۔ آج مسلمان اپنے حالات پر غور کریں کہ احادیث رسول اور ارشادات سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات کی پابندی ہم میں کتنی ہے؟

۷۔ حکیم بن حزام ایک صحابی ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ طلب کیا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ پھر کسی موقع پر کچھ مانگا۔ حضور نے پھر مرحمت فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر سوال کیا حضور نے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے حکیم یہ مال سبز باغ ہے ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے مگر اس کا دستور یہ ہے کہ اگر دل کے استغناء سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی ایسا ہوجاتا ہے (جیسے جوع البقر کی بیماری ہو) کہ ہر وقت کھاتے جائے اور پیٹ نہ بھرے۔ حکیم نے کہا یارسول اللہ! آپ کے بعد اب کسی کو نہیں (کے مال میں کمی نہ لاؤں گا) اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے زمانہ خلافت میں حکیم کو بیت المال سے کچھ عطا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ انہوں نے انکار کردیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے انکار ہی کیا۔ (بخاری)

۸۔ حضرت اسماء بڑی سخی تھیں۔ اوّل جو کچھ خرچ کرتی تھیں اندازہ سے ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں مگر جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باندھ باندھ کر نہ رکھا کر اور حساب نہ لگایا کر جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کیا کر تو پھر خوب خرچ کرنے لگیں۔ اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں

Marfat.com

ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرتی رہو گی تو ہونے کا ہی نہیں (کہ ضرورت خود بڑھتی رہتی ہے) اور اگر صدقہ کرتی رہو گی تو صدقہ میں خرچ کر دینے سے نقصان میں نہ رہو گی۔ (طبقات)

۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور فاطمہ کا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں! شاگرد نے کہا ضرور۔ فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو وغیرہ خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں میں نے فاطمہ سے کہا کہ تم بھی جا کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خدمت گار مانگ لو تاکہ تم کو کچھ مدد مل جائے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں مجمع تھا اور شرم مزاج میں بہت زیادہ تھی۔ اس لئے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی۔ واپس آ گئیں، دوسرے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کل تم کس کام کے لئے گئی تھیں وہ شرم کی وجہ سے چپ ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان کی یہ حالت ہے کہ چکی کی وجہ سے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان ہو گئے۔ ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں۔ میں نے کل ان سے کہا تھا کہ آپ کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں ایک یہ بھی مانگ لیں' اس لئے گئی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اور علی کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے۔ رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں، صبح کو اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی صبر کرو! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا تھا وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چوغہ تھا۔ رات کو بچھا کر اسی پر سو جاتے تھے۔ تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈر اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ

Marfat.com

۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کر یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا: میں اللہ سے اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے تھے اور وہ ان سے بہت محبت فرماتی تھیں۔ انہوں نے ہی گویا بھانجے کو پالا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اٹھائیں اور جو آئے فوراً خرچ کر دیں' ایک مرتبہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ فقرہ پہنچ گیا۔ اس پر ناراض ہو گئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو خالہ کی ناراضی سے بہت صدمہ ہوا۔ بہت لوگوں سے سفارش کرائی مگر انہوں نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا۔ آخر جب عبداللہ بن زبیر بہت ہی پریشان ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے۔ وہ دونوں حضرات اجازت لے کر اندر گئے یہ بھی چھپ کر ساتھ ہو لئے۔ جب وہ دونوں پردہ کے پیچھے بیٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت فرمانے لگیں تو یہ جلدی سے پردہ میں چلے گئے اور جا کر خالہ سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور خوشامد کی وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت اس کی آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان احادیث میں جو ممانعت اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر جو عتاب وارد ہوا اس کی تاب نہ لا سکیں اور رونے لگیں۔ آخر معاف فرما دیا اور بولنے لگیں لیکن اپنی قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کئے اور جب بھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آ جاتا تو اتنا روتیں کہ دوپٹہ تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ (بخاری)

شوقِ موافقت:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پیشتر اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کس دن ہوئی۔ اس سوال کی وجہ

Marfat.com

یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یوم وفات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت ہو۔ حیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع تھا ہی وہ ممات میں بھی آپ ہی کی اتباع چاہتے تھے۔

اللہ اللہ یہ شوق اتباع (بخاری کتاب الجنائز) کیوں نہ ہو صدیق اکبر تھے (رضی اللہ عنہ)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تعظیم تبرکات

۱- مہر نبوت چوم لی:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے مختلف دینی و مذہبی رہنماؤں کے پاس آتے جاتے رہے۔ ہر مذہبی رہنما انہیں وصیت کیا کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا یہ بھی پوچھ لیا کرتے کہ ان کی زندگی کے بعد کس کے پاس رہنا چاہئے۔ جب آپ نے آخری راہب سے پوچھا کہ اب مجھے کس کی خدمت میں رہنا ہوگا تو اس نے کہا کہ اب دنیا میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں امن و سلامتی نصیب ہو۔ ہاں! عنقریب نبی آخرالزماں تشریف لا رہے ہیں جو دین ابراہیمی پر ہوں گے۔ ان کی ہجرت گاہ ایسا مقام ہوگا جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوگا اور اس میں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائیں گے۔ نبی آخرالزماں کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ آپ ہدیہ قبول کریں گے، صدقہ نہیں کھائیں گے۔ حضرت سلمان فارسی نے اس نصیحت کو پیش نظر رکھا اور ملک عرب کی طرف رخ کیا جونہی وہ مدینہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے قبا میں تشریف لا چکے تھے۔ حضرت سلمان فارسی آپ کی خدمت میں کچھ چیزیں لے کر حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام سے عرض کیا! یہ صدقہ ہے حضور قبول فرمائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم کھالو۔ لیکن خود نہ کھایا۔ حضرت سلمان نے دل میں کہا ایک نشانی تو پوری ہوگئی۔ سلمان کہتے ہیں بعد ازاں صحابہ کی جماعت میں، میں مل گیا۔ جب آپ قبا سے مدینہ تشریف لائے تو میں کچھ چیزیں لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا! حضور! یہ ہدیہ ہے قبول فرمائیے۔ آپ نے صحابہ کے ساتھ مل کر کھا لیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا دو علامتیں پوری ہوگئی ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ جنت البقیع میں ایک صحابی کا جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے کندھوں پر دو شالہ تھا جسے آپ چادر اور ازار

Marfat.com

کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب کپڑے کا دامن ایک طرف ہوا تو میں نے مہر نبوت کو ویسا ہی پایا جیسے مجھے بتایا گیا تھا۔ میں جذبات سے اس قدر مغلوب ہوا کہ بے اختیار مہر نبوت کو بڑھ کر چوم لیا اور رونے لگا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ میں نے اپنی ساری سرگزشت حضور علیہ السلام کو سنائی۔ آپ نے اسے پسند فرمایا۔ صحابہ نے بھی میری سرگزشت سنی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۱۹)

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

○

۲-موئے مبارک:

مقام حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت بنوا کر تمام بال ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام اصحاب اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو ربّ العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۴۸)

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

○

۳-لعاب مبارک:

عتبہ بن فرقد جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں موصل کو فتح کیا ان کی بیوی اُمّ عاصم بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھیں تا کہ دوسری سے اطیب ہو اور عتبہ کوئی خوشبو نہ لگاتا تھا مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر داڑھی کو مل لیتا تھا اور ہم سے زیادہ خوشبودار تھا جب وہ باہر نکلتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ ہم استعمال

Marfat.com

خوشبو میں کوشش کرتی ہیں اور تو ہم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریزے نمودار ہوئے۔ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ سے اس بیماری کی شکایت کی۔ سرکار نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ میں نے کپڑے اتار دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا لعاب اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی۔ (طبرانی-اوسط)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۴-پسینہ:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ کو پسینہ آیا۔ میری ماں اُمّ سلیم نے ایک شیشی لی اور آپ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ جاگ اٹھے اور فرمانے لگے۔ اُمّ سلیم! تو یہ کیا کرتی ہے۔ اس نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے۔ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔ دوسری روایت مسلم میں ہے کہ اُمّ سلیم نے یوں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم باب طیب عرقہ)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے۔ میں اسے اس

Marfat.com

کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس کوئی خوشبو نہیں ہے۔ آپ کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا: میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے لے جا اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ خصائص کبریٰ)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۶- ادب و برکت اندوزی:

حدیث شریف میں مروی ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب وہ بیٹھتے اور ان بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین پر پہنچتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے بالوں کو اتنا کیوں بڑھایا۔ انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے ان کو نہیں کٹواتا کہ ایک وقت ان پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا تھا۔ اس لئے میں نے تبرکاً ان بالوں کو چھوڑ رکھا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۷- مسح دست کا کمال:

حافظ ابو نعیم (متوفی ۴۳۰ ہجری) نے بروایت عباد بن عبد الصمد نقل کیا ہے' انہوں نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ آپ نے کنیز سے کہا کہ دستر خوان لاتا کہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ رومال لاؤ وہ ایک میلا

Marfat.com

رومال لے آئی۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کر اس نے تنور گرم کیا پھر آپ کے حکم سے رومال اس میں ڈالا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ رومال ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روئے مبارک کو مسح فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم یوں صاف کر لیتے ہیں کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء علیہم السلام کے روئے مبارک پر سے گزری ہو۔

ہرچہ اسباب جمال است رخ خوب ترا
ہمہ بروجہ کمال است کمالا یخفے

(خصائص کبریٰ جزء ثانی)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۸۔ قطعہ پیراہن کی تاثیر:

حضرت محمد بن جابر کے دادا سیار بن طلق یمامی وفد بنی حنیفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اپنے کرتے کا ایک ٹکڑا عنایت فرمائیے۔ میں اس کے ساتھ اپنا دل بہلایا کروں گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنے کرتے کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا ہم اسے دھو کر بغرض شفا اپنے بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ (اصابہ ترجمہ سیار بن طلق)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

Marfat.com

ماکنت لافعل حتی یطوف بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں اس وقت تک طواف نہیں کرسکتا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کرتے۔

○

بے نظیر ضیافت:

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے غریب خانہ پر اپنے دوستوں سمیت تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوت قبول فرمالی اور وقت پر مع صحابہ کرام کے حضرت عثمان کے گھر تشریف لے چلے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے لگے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک قدم مبارک جو ان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہا تھا گننے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عثمان! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تک حضور کے جس قدر قدم پڑے اسی قدر غلام حضرت عثمان نے آزاد کئے۔ (جامع المعجزات)

○

شاہکار تعظیم:

غزوہ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جارہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے۔ زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا جب چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور نے دعا کی ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ مولیٰ علی نے نماز عصر ادا کی پھر

Marfat.com

ڈوب گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز وہ بھی نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر مولیٰ علی نے حضور کی نیند پر قربان کردی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں۔

○

بوقت ہجرت غار ثور میں پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، آپ تشریف لے گئے اور ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا انہوں نے اس خیال سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے چشم مبارک کھلی عرض حال کیا۔ حضور نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا۔ بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔ صدیق اکبر نے جان بھی سرکار کی نیند پر قربان کی۔

ان ہی نکات کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنے ان اشعار میں بیان فرمایا ہے:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

○

ادب سرکار:

صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو موذن نے حضرت ابوبکر سے پوچھ کر اذان کہی۔ اور انہوں نے امامت کی اس عرصہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا۔ جب نمازیوں

Marfat.com

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دستک دینے لگے۔اس غرض سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہو جائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب صدیق اکبر نے دستک کی آواز سنی تو گوشہ چشم سے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔لہٰذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو۔صدیق اکبر نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امامت کا حکم فرمایا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابوبکر! جب میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی۔عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔(آداب رسول ص ۶۱)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

عزت رسول کے لئے مر مٹنے کا جذبہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مشہور اور بڑے صحابہ میں ہیں۔فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے۔میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ کیا مدد کر سکیں گے۔اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا چچا جان! تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں، پہچانتا ہوں۔تمہاری کیا غرض ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں مجھے اس کے اس سوال اور جواب پر تعجب ہوا۔اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا۔اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے

Marfat.com

بھی کہا۔ اتفاقاً ابو جہل میدان میں مجھے دوڑتا ہوا نظر پڑ گیا۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے۔ دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اس پر تلوار چلانی شروع کر دی یہاں تک کہ اس کو گرا دیا۔ (بخاری)

○

گستاخی کی سزا:

حضور کی ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو اپنی بہن حضرت زینب سے تین برس بعد پیدا ہوئیں جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۳ برس کی تھی اور بعض نے حضرت رقیہ کو حضرت زینب سے بڑی بتایا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں۔ حضور کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا تھا۔ جب سورہ ''تبت'' نازل ہوئی تو ابولہب نے ان سے اور ان کے دوسرے بھائی عتیبہ سے جس کے نکاح میں حضور کی تیسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثوم تھیں یہ کہا کہ میری ملاقات تم سے حرام ہے اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ اس پر دونوں نے طلاق دے دی۔ یہ دونوں نکاح بچپن میں ہوئے تھے رخصتی کی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ اس کے بعد فتح مکہ پر حضرت رقیہ کے خاوند (عتبہ) مسلمان ہو گئے تھے مگر بیوی کو پہلے ہی طلاق دے چکے تھے اور حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرصہ ہوا ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ نے دونوں مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ میں سے کون بڑی تھیں۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ اُمّ کلثوم بڑی تھیں۔ اول عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا مگر رخصتی نہیں ہوئی تھیں کہ سورہ تبت کے نازل ہونے پر طلاق کی نوبت آئی جیسا کہ حضرت رقیہ کے بیان میں گزرا لیکن ان کے خاوند تو مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ گزر چکا اور ان کے خاوند نے طلاق دی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر نہایت گستاخی و بے ادبی سے پیش آیا اور نامناسب الفاظ بھی زبان سے نکالے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا دی کہ یا اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک

Marfat.com

کتا اس پر مسلط فرما۔ ابوطالب اس وقت موجود تھے باوجود مسلمان نہ ہونے کے سہم گئے اور کہا کہ اس کی بددعا سے تجھے خلاصی نہیں۔ چنانچہ عتیبہ ایک مرتبہ شام کے سفر میں جارہا تھا اس کا باپ ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی کے کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا کی فکر ہے۔ قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں۔ ایک منزل پر پہنچے وہاں شیر زیادہ تھے۔ رات کو تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ سا بنا کر اس پر عتیبہ کو سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سوئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے اس کے بعد ایک زقند لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ کر عتیبہ کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ اس نے ایک آواز دی مگر ساتھ ہی کام تمام ہو چکا تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ مسلمان ہو چکا تھا اور یہ قصہ پہلے بھائی کے ساتھ پیش آیا۔ بہرحال حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہروں میں سے ایک مسلمان ہوئے، دوسرے کے ساتھ یہ عبرت کا واقعہ پیش آیا۔

Marfat.com

تعظیم ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا اور بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم میں اسے کبھی نہیں لوں گا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا تو میں اسے کبھی نہ لوں گا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

۲-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے؟ مجھے اس سوال سے حضور کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ چادر کیا ہوئی۔ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی۔ عورتوں کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہ تھا۔

(ابوداؤد)

۳-حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدے سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک قبہ (گنبددار حجرہ) دیکھا جو اوپر بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت کیا یہ

Marfat.com

کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضور سن کو خاموش رہے۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے۔ سلام کیا حضور نے اعراض فرمایا سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو دوبارہ سلام کیا حضور نے پھر اعراض فرمایا اور جواب نہیں دیا وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہ سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا پوچھا! تحقیق کیا کہ میں آج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں خیر تو ہے۔ انہوں نے کہا حضور انور باہر تشریف لے گئے تھے راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ یہ سن کر وہ صحابی فوراً آ گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کے برابر کر دیا کہ نام و نشان بھی نہ رہا اور پھر آ کر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضور ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا صحابہ نے عرض کیا: انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا تو ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے۔ انہوں نے آ کر اس کو بالکل توڑ دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔

(ابوداؤد)

۴- حضرت رافع کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کے اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتار لیں۔ (ابوداؤد)

۵- وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے میں سامنے آیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذباب، ذباب میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن خدمت میں حاضری ہوئی تو ارشاد فرمایا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ (ابوداؤد)

۶- عبداللہ بن مغفل کا ایک نوعمر بھتیجا خذف سے کھیل رہا تھا انہوں نے دیکھا اور فرمایا برادرزادہ ایسا نہ کرو۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو

Marfat.com

نقصان پہنچایا جاسکتا ہے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے۔ دانت ٹوٹ جائے۔ بھتیجا کم عمر تھا اس نے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا انہوں نے دیکھ لیا فرمایا کہ میں تجھے حضور کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر اسی کام کو کرتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے کہ خدا کی قسم تیرے جنازے کی نماز میں شریک نہ ہوگا اور نہ تیری عیادت کروں گا۔ (دارمی، ابن ماجہ)

نوٹ: حذف یہ ہے کہ انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکری رکھ کر انگلی سے پھینکی جائے یہ بچوں کا ایک بیکار اور اندیشہ ناک کھیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کے بھتیجے نے ارشاد رسول سن لینے کے بعد بھی پابندی نہ کی جسے صحابی رسول برداشت نہ کر سکے اور ترک کلام کی قسم کھالی۔ آج مسلمان اپنے حالات پر غور کریں کہ احادیث رسول اور ارشادات سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات کی پابندی ہم میں کتنی ہے؟

۷۔ حکیم بن حزام ایک صحابی ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ طلب کیا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ پھر کسی موقع پر کچھ مانگا۔ حضور نے پھر مرحمت فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر سوال کیا حضور نے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے حکیم یہ مال سبز باغ ہے ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے مگر اس کا دستور یہ ہے کہ اگر دل کے استغناء سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی ایسا ہو جاتا ہے (جیسے جوع البقر کی بیماری ہو) کہ ہر وقت کھاتے جائے اور پیٹ نہ بھرے۔ حکیم نے کہا یارسول اللہ! آپ کے بعد اب کسی کو نہیں (کے مال میں کمی نہ لاؤں گا) اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے زمانہ خلافت میں حکیم کو بیت المال سے کچھ عطا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے انکار ہی کیا۔ (بخاری)

۸۔ حضرت اسماء بڑی سخی تھیں۔ اوّل جو کچھ خرچ کرتی تھیں اندازہ سے ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں مگر جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باندھ باندھ کر نہ رکھا کر اور حساب نہ لگایا کر جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کیا کر تو پھر خوب خرچ کرنے لگیں۔ اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں

Marfat.com

ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرتی رہو گی تو ہونے کا ہی نہیں (کہ ضرورت خود بڑھتی رہتی ہے) اور اگر صدقہ کرتی رہو گی تو صدقہ میں خرچ کر دینے سے نقصان میں نہ رہو گی۔ (طبقات)

۹-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور فاطمہ کا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں! شاگرد نے کہا ضرور۔ فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو وغیرہ خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں میں نے فاطمہ سے کہا کہ تم بھی جا کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خدمت گار مانگ لو تا کہ تم کو کچھ مدد مل جائے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں مجمع تھا اور شرم مزاج میں بہت زیادہ تھی۔اس لئے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی۔ واپس آ گئیں، دوسرے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کل تم کس کام کے لئے گئی تھیں وہ شرم کی وجہ سے چپ ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان کی یہ حالت ہے کہ چکی کی وجہ سے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان ہو گئے۔ ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں۔میں نے کل ان سے کہا تھا کہ آپ کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں ایک یہ بھی مانگ لیں اس لئے گئی تھیں۔بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اور علی کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے۔رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں، صبح کو اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی صبر کرو! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا تھا وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چوغہ تھا۔رات کو بچھا کر اسی پر سو جاتے تھے۔تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈر اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ

Marfat.com

۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کر یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا: میں اللہ سے اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے تھے اور وہ ان سے بہت محبت فرماتی تھیں۔ انہوں نے ہی گویا بھانجے کو پالا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اٹھائیں اور جو آئے فوراً خرچ کر دیں' ایک مرتبہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ فقرہ پہنچ گیا۔ اس پر ناراض ہو گئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو خالہ کی ناراضی سے بہت صدمہ ہوا۔ بہت لوگوں سے سفارش کرائی مگر انہوں نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا۔ آخر جب عبداللہ بن زبیر بہت ہی پریشان ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے۔ وہ دونوں حضرات اجازت لے کر اندر گئے یہ بھی چھپ کر ساتھ ہو لئے۔ جب وہ دونوں پردہ کے پیچھے بیٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت فرمانے لگیں تو یہ جلدی سے پردہ میں چلے گئے اور جا کر خالہ سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور خوشامد کی وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت اس کی آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان احادیث میں جو ممانعت اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر جو عتاب وارد ہوا اس کی تاب نہ لا سکیں اور رونے لگیں۔ آخر معاف فرما دیا اور بولنے لگیں لیکن اپنی قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کئے اور جب بھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آ جاتا تو اتنا روتیں کہ دوپٹہ تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ (بخاری)

شوقِ موافقت:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پیشتر اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کس دن ہوئی۔ اس سوال کی وجہ

Marfat.com

یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن ویوم وفات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت ہو۔
حیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع تھا ہی وہ ممات میں بھی آپ ہی کی اتباع چاہتے تھے۔

اللہ اللہ یہ شوق اتباع (بخاری کتاب الجنائز) کیوں نہ ہو صدیق اکبر تھے (رضی اللہ عنہ)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تعظیم تبرکات

۱۔مہر نبوت چوم لی:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے مختلف دینی و مذہبی رہنماؤں کے پاس آتے جاتے رہے۔ ہر مذہبی رہنما انہیں وصیت کیا کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا یہ بھی پوچھ لیا کرتے کہ ان کی زندگی کے بعد کس کے پاس رہنا چاہئے۔ جب آپ نے آخری راہب سے پوچھا کہ اب مجھے کس کی خدمت میں رہنا ہوگا تو اس نے کہا کہ اب دنیا میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں امن وسلامتی نصیب ہو۔ ہاں! عنقریب نبی آخرالزماں تشریف لا رہے ہیں جو دین ابراہیمی پر ہوں گے۔ ان کی ہجرت گاہ ایسا مقام ہوگا جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوگا اور اس میں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائیں گے۔ نبی آخرالزماں کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ آپ ہدیہ قبول کریں گے، صدقہ نہیں کھائیں گے۔ حضرت سلمان فارسی نے اس نصیحت کو پیش نظر رکھا اور ملک عرب کی طرف رخ کیا جونہی وہ مدینہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے قبا میں تشریف لا چکے تھے۔ حضرت سلمان فارسی آپ کی خدمت میں کچھ چیزیں لے کر حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام سے عرض کیا! یہ صدقہ ہے حضور قبول فرمایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم کھالو۔ لیکن خود نہ کھایا۔ حضرت سلمان نے دل میں کہا ایک نشانی تو پوری ہوگئی۔ سلمان کہتے ہیں بعدازاں صحابہ کی جماعت میں، میں مل گیا۔ جب آپ قبا سے مدینہ تشریف لائے تو میں کچھ چیزیں لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا! حضور! یہ ہدیہ ہے قبول فرمایئے۔ آپ نے صحابہ کے ساتھ مل کر کھالیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا دو علامتیں پوری ہوگئی ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ جنت البقیع میں ایک صحابی کا جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے کندھوں پر دوشالہ تھا جسے آپ چادر اور ازار

Marfat.com

کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب کپڑے کا دامن ایک طرف ہوا تو میں نے مہر نبوت کو ویسا ہی پایا جیسے مجھے بتایا گیا تھا۔ میں جذبات سے اس قدر مغلوب ہوا کہ بے اختیار مہر نبوت کو بڑھ کر چوم لیا اور رونے لگا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ میں نے اپنی ساری سرگزشت حضور علیہ السلام کو سنائی۔ آپ نے اسے پسند فرمایا۔ صحابہ نے بھی میری سرگزشت سنی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۱۹)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

○

۲۔موئے مبارک:

مقام حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت بنوا کر تمام بال ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام اصحاب اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو ربّ العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۴۸)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

○

۳۔لعاب مبارک:

عتبہ بن فرقد جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں موصل کو فتح کیا ان کی بیوی اُمّ عاصم بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھیں تا کہ دوسری سے اطیب ہو اور عتبہ کوئی خوشبو نہ لگاتا تھا مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر داڑھی کو مل لیتا تھا اور ہم سے زیادہ خوشبودار تھا جب وہ باہر نکلتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ ہم استعمال

Marfat.com

خوشبو میں کوشش کرتی ہیں اور تو ہم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریزے نمودار ہوئے۔ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ سے اس بیماری کی شکایت کی۔ سرکار نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ میں نے کپڑے اتار دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا لعاب اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی۔ (طبرانی-اوسط)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۴-پسینہ:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ کو پسینہ آیا۔ میری ماں اُمّ سلیم نے ایک شیشی لی اور آپ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ جاگ اٹھے اور فرمانے لگے۔ اُمّ سلیم! تو یہ کیا کرتی ہے۔ اس نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے۔ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔ دوسری روایت مسلم میں ہے کہ اُمّ سلیم نے یوں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم باب طیب عرقہ)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے۔ میں اسے اس

Marfat.com

کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس کوئی خوشبو نہیں ہے۔ آپ کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا: میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے لے جا اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ خصائص کبریٰ)

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

○

۶-ادب و برکت اندوزی:

حدیث شریف میں مروی ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب وہ بیٹھتے اور ان بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین پر پہنچتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے بالوں کو اتنا کیوں بڑھایا۔ انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے ان کو نہیں کٹواتا کہ ایک وقت ان پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا تھا۔ اس لئے میں نے تبرکاً ان بالوں کو چھوڑ رکھا ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

○

۷-مسح دست کا کمال:

حافظ ابو نعیم (متوفی ۴۳۰ ہجری) نے بروایت عباد بن عبد الصمد نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ آپ نے کنیز سے کہا کہ دستر خوان لاتا کہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ رومال لاؤ وہ ایک میلا

Marfat.com

رومال لے آئی۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کر اس نے تنور گرم کیا پھر آپ کے حکم سے رومال اس میں ڈالا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ رومال ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روئے مبارک کو مسح فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم یوں صاف کر لیتے ہیں کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء علیہم السلام کے روئے مبارک پر سے گزری ہو۔

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا
ہمہ بروجہ کمال است کمالا تیخے

(خصائص کبریٰ جزء ثانی)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

۸-قطعہ پیراہن کی تاثیر:

حضرت محمد بن جابر کے دادا سیار بن طلق یمامی وفد بنی حنیفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اپنے کرتے کا ایک ٹکڑا عنایت فرمائیے۔ میں اس کے ساتھ اپنا دل بہلا لیا کروں گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنے کرتے کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا ہم اسے دھو کر بغرض شفا اپنے بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ (اصابہ ترجمہ سیار بن طلق)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَلَّمْ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

○

Marfat.com

محبت کرنے لگتا ہے۔آپ سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں۔آپ کا طرز تکلم سب سے سچا، ایفاء عہد میں سب سے پکے، سب سے نرم طبع اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں۔میں نے آپ جیسا کسی کو نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں جس وقت حضرت مصعب بن عمیر یہ بیان کر رہے تھے صحابہ کی اس جماعت پر سکوت چھایا ہوا تھا وہ سبھی حضرات پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سراپائے قدس کو سماعت کر رہے تھے ابھی حضرت مصعب اپنا بیان مکمل بھی نہ کر سکے تھے کہ اہل محفل بیک زبان پکار اٹھے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (فدائیون من عصر الرسول ص ۶۰، ۶۱ از احمد الجدع)

محبت وفدائیت:

جب مدینہ طیبہ کے اندر اسلام سے وابستہ ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی۔قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے تو اہل مدینہ نے اپنے ہادی وآقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطن مدینہ مقدسہ تشریف لانے کی دعوت دی۔اس کے بعد انصار کے لوگ بڑی بے چینی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کی گھڑیاں گننے لگے۔اس وقت ان کے شوق دید کا عالم کیا تھا اسے بیان نہیں کیا جا سکتا جس لمحہ یہ بشارت ملی کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قریب آچکے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق ومحبین استقبال کے لئے ثنیۃ الوداع تک پہنچ گئے کہ اب حضور کے طلعت زیبا سے ان کی معراج ہونے والی ہے اور جس وقت ان حضرات نے حضور کو دیکھا ہے مرحبا کی صداؤں سے پوری فضا گونج اٹھی۔ان استقبال کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن انیس فدائی رسول بھی تھے۔یہ تو وفور مسرت سے بے قابو ہو رہے تھے (فدائیون ص ۳۰) یہی وہ صحابی رسول ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر اسلام کے ایک بہت بڑے دشمن ابورافع سلام بن ابوالحقیق کو اس کے قلعہ کے اندر گھس کر قتل کیا تھا۔واقعہ کی تھوڑی تفصیل یوں ہے۔سلام ابن ابوالحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا سخت دشمن تھا۔اس نے بنونضیر کے یہودیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر برانگیختہ کیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ صورتحال لائی گئی تو آپ نے اس دشمن دین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے صحابہ کی ایک جماعت منتخب کی ان میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے اس دستہ کی قیادت

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عتیک کو سونپی گئی۔ یہ دستہ اس مہم کے لئے روانہ ہوا۔ رات میں چلتا اور دن میں کمین گاہوں میں چھپا رہتا۔ تا آنکہ یہ دستہ اپنی حکمتوں سے سلام بن ابوالحقیق کے قلعہ کے اندر داخل ہوگیا۔ رات کا وقت تھا۔ جب قلعہ کے لوگ سو گئے۔ سلام بن ابوالحقیق قلعہ کے ایک بالا خانہ پر سو رہا تھا۔ نصف شب میں یہ لوگ آہستہ آہستہ اس تک پہنچنے کے لئے چل پڑے۔ جب اس کے کمرے تک پہنچے اس کی بیوی جاگ گئی۔ ایک صحابی آگے بڑھے اور اس کو ہراساں کرنے کے لئے اس پر تلوار اٹھائی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی کہ ابورافع سلام کے علاوہ کسی کو یہ قتل نہ کریں۔

وہ عورت خاموش ہوگئی اور تھر تھراتے ہوئے اپنی جگہ دبک گئی۔ دوسرے فدائی آگے بڑھے سخت تاریکی تھی۔ ابورافع کی صحیح جگہ کا پتا نہ چلتا تھا۔ فدائیوں کی تلواریں چلنے لگیں۔ لیکن اس کو کوئی خاص گہرا زخم نہ لگ سکا۔ حضرت عبداللہ بن انیس آگے بڑھے ان کے سامنے ابورافع کا لپٹا ہوا جسم تھا جس سے خون بہہ رہا تھا اور وہ چیخ و پکار کر رہا تھا کہ حضرت عبداللہ نے اپنی تلوار سے اس بدترین دشمن کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ جب ابورافع کی ہلاکت کا یقین ہو چکا تو صحابہ کی یہ جماعت مسرت و شادمانی کے ساتھ مدینہ مقدسہ کے لئے روانہ ہوئی۔ مدینہ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے کہ اپنے سرکار کو اس دشمن کی ہلاکت کی بشارت سنائیں۔ یہ قافلہ مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضور صحابہ سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ حضور نے ان کو اس عالم میں دیکھا کہ ان کے چہرے آثار خوشی سے دمک رہے ہیں۔ حضور نے تبسم فرماتے ہوئے کہا **افلحت الوجوہ** یہ چہرے کامیاب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والے یہ کلمات کتنے عظیم ہیں۔ صحابہ کی اس جماعت نے بھی بلا کسی تاخیر کہا **افلح وجھك یارسول اللہ** آپ کا چہرہ مبارک کامیاب ہے۔ ہاں ہاں آپ سے ہی یہ کامرانی ہے۔ اگر آپ کی ہدایت و رہنمائی نہ ہوتی تو ہم کامیاب نہ ہوتے۔

لوگ اس کامیابی سے پلٹنے والے قافلہ سے سلام بن ابوالحنیق کے قتل کی کیفیت دریافت کرنے کے لئے ان کے گرد جمع ہوگئے۔ سارے ہی مجاہدین کہہ رہے تھے میری تلوار نے ابورافع کا کام تمام کیا ہے۔ حضور پاک تبسم فرما رہے ہیں کہ اس شرف عظیم کو ہر شخص اپنے ہی حصہ میں لینا چاہتا ہے۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر

Marfat.com

فرمایا ہر شخص اپنی تلوار میرے سامنے پیش کرے۔ حضور نے سب کی تلواروں کا جائزہ لیا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ عبداللہ بن انیس کی تلوار نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ اس میں اس کا اثر اب بھی ہے۔ (فدائیون ص۳۴ تا ۳۵)

قبائل ہذیل خالد بن سفیان کی قیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے مقام نخلہ میں جمع ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راس الفتنہ خالد کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم مصمم فرمایا۔ اس مہم کے لئے حضور نے عبداللہ بن انیس کو منتخب کیا اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن سفیان مجھ سے جنگ کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ اس وقت نخلہ میں ہے تم وہاں جا کر اسے قتل کرو۔

سپاہی نے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہا لیکن اس مہم کا سر کرنا آسان نہ تھا۔ دشمن اپنے ہزاروں سپاہیوں کے بیچ میں ہے اور وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اب یہاں سوائے حرب فریب کے اور کوئی چارہ نہیں اور اس کے لئے بھی باتیں بنانی ہوں گی اور یہ چیز اسلام میں روا نہیں ناچار انہوں نے حضور سے اس کی اجازت چاہی۔

حضور نے ان کو اس پر چھوٹ دی کہ الحرب خدعة جنگ دھوکہ ہے۔

حضرت عبداللہ تلوار حمائل کیے ہوئے مہم سر کرنے کے لئے نکل پڑے اور عصر کے وقت نخلہ پہنچ گئے وہاں انہوں نے دشمنوں کی زبردست بھیڑ دیکھی پھر اپنے نشانہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ خالد کو دیکھا کہ عورتوں کے جھنڈ میں ہے۔

حضرت عبداللہ اسی وقت اپنا منصوبہ مکمل کرنا چاہتے تھے مگر عصر کی نماز فوت ہونے کا بھی انہیں اندیشہ تھا۔ ایسے وقت میں انہوں نے دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہی اشارہ سے نماز پڑھی اور خالد کے پاس پہنچ گئے۔ خالد نے ان سے پوچھا تم کون ہو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: عرب ہی کا ایک آدمی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے ان سے (حضور سے) لڑنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے تو میں بھی اسی کے لئے آیا ہوں۔

خالد نے کہا ہاں ہاں میرا بھی خیال ہے اب بہت جلد ہم مدینہ پر چڑھائی کر کے فتح حاصل کریں گے۔

خالد اپنی عورتوں سے صرف نظر کر کے حضرت عبداللہ سے باتیں کرنے لگا اور حضرت

Marfat.com

عبداللہ اپنے ذہن میں نشانہ فٹ کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ کا طرز تکلم بڑا ہی خوب تھا۔ خالد آپ سے مانوس اور مطمئن ہو گیا۔ حضرت عبداللہ خالد سے باتیں کر رہے ہیں اور موقع کی تاک میں ہیں۔ چنانچہ انہیں موقع ہاتھ آ ہی گیا۔ تلوار نیام سے نکالی اور خالد کا سر قلم کر دیا۔ اس کا دھڑ زمین پر جا گرا اور ایک دھمک سی ہوئی۔ خالد کی عورتیں متوجہ ہوئیں تو کیا دیکھتی ہیں اس کا سر اس کے تن سے جدا پڑا ہے۔ اب کیا تھا وہ عورتیں چیخ پڑیں وہاں کے سبھی لوگ خالد کی تلاش کی طرف متوجہ ہوئے اور ادھر حضرت عبداللہ کھسک نکلے۔ اب جب خالد کے لوگ قاتل کی تلاش کر رہے ہیں تو قاتل کا پتا ہی نہیں۔ ابھی اسے دفنایا بھی نہ گیا تھا کہ اس کے گرد جمع ہونے والوں کا بادل چھٹنے لگا اور صبح تک پورا نخلہ خالی ہو گیا۔ ادھر حضرت عبداللہ کا دل حضور کا منشا پورا کر دینے پر خوشی و مسرت سے لبریز ہے۔ دوڑتے ہوئے سرکار کی خدمت میں آ رہے ہیں۔ زمین سمٹ کیوں نہیں جاتی کہ فوراً اپنے سرکار کو ہلاکت دشمن کی بشارت سنا دوں۔ حضرت عبداللہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضور صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ جب حضور نے ان کی آمد محسوس کی تو آپ کی طرف مسکراتے ہوئے نظر اٹھائی اور اشارہ فرمایا افلح الوجہ یہ چہرہ کامیاب ہے۔

حضرت عبداللہ نے عرض کیا: آپ کا چہرہ مبارک کامیاب ہے۔ میں نے اس دشمن کو قتل کر ڈالا حضور نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

اس وقت حضرت عبداللہ یہ اشعار سنانے لگے۔

اقول له والسیف یعجم رأسه — انا ابن انیس فارساً غیر مقعد
وقلت له خذها بضربة ماجد — حنیف علی دین النبی محمد
وکنت اذا هم النبی لکافر — سبقت الیه باللسان و بالید

(فدائیون ص ۴۵ تا ۵۰)

☆ میں اس سے اس وقت کہہ رہا تھا جب تلوار اس کا سر چاٹ رہی تھی کہ میں ابن انیس شہسوار ہوں کوئی اپاہج نہیں ہوں۔

☆ اور میں نے کہا مجھ جیسے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہنے والے، صاحب مجد شخص کا ایک وار ہی کافی ہے۔

☆ اور میرا حال تو یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو انجام تک پہنچانے

Marfat.com

کا ارادہ فرماتے ہیں تو میں اس کی طرف زبان سے اور ہاتھ سے سبقت کرتا ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی محبت وفدائیت:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کافروں اور ان کے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ تھے جو ہم پر چڑھائی کر کے آئے تھے اور حملہ کے لئے تیار تھے اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنوقریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل وعیال کو بالکل ختم نہ کر دیں ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلے میں پڑے ہوئے تھے منافقوں کی جماعت گھر کا تنہا اور خالی ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے گھروں کو واپس جارہی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرما دیتے تھے۔ اسی دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد' اندھیرا اس قدر زیادہ کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے، ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے، اور اس اندھیرے میں ہر طرف تحقیقات فرما رہے تھے اتنے میں میرے پاس سے حضور کا گزر ہوا میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا۔ صرف ایک چھوٹی سے چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں بیوی کی تھی، اس کو اوڑھے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا۔ حضور نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا: حذیفہ۔ مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ اور خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا مگر تعمیل ارشاد میں اٹھ کر فوراً چل دیا جب مین جانے لگا تو حضور نے دعا دی اللهم احفظه من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه ومن تحته اللہ تو اس کی حفاظت فرما سامنے سے اور پیچھے سے' دائیں سے اور بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ گویا مجھ سے خوف سردی بالکل

Marfat.com

جاتا رہااور ہر ہر قدم پر معلوم ہو رہا تھا کہ گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔حضور نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی حرکت کر کے نہ آنا چپ چاپ دیکھ کر چلے آؤ کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا آگ جل رہی ہے اور لوگ اس میں سینک رہے ہیں۔ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چل دو واپس چل دو کی صدائیں آرہی ہیں، ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دے کر کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیمے پر برس رہے تھے خیموں کی رسیاں ٹوٹی جاتی تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔ابوسفیان جو گویا اس وقت ساری جماعتوں کا سردار بن رہا تھا آگ پر سینک رہا تھا۔میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کا کام تمام کر ڈالوں۔ترکش میں سے تیر نکال کر کمان میں بھی رکھ لیا مگر پھر حضور کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کرنا دیکھ کر چلے آنا اس لئے میں نے تیر کو ترکش میں رکھ دیا اس کو شبہ ہو گیا کہنے لگا تم میں کوئی جاسوس ہے، ہر شخص نے اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑا میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون؟ اس نے کہا سبحان اللہ تو مجھے نہیں جانتا فلاں ہوں میں وہاں سے واپس آیا جب آدھے راستے پر تھا تو تقریباً بیس سوار مجھے عمامہ باندھے ہوئے ملے انہوں نے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اللہ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا ہے بے فکر رہیں۔میں واپس پہنچا تو حضور ایک چھوٹی سے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی تو حضور نماز کی طرف توجہ فرماتے۔نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا عرض کیا۔جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے۔حضور نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے قریب لٹا دیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصہ مجھ پر ڈال دیا میں نے اپنے سینے کو حضور کے تلوؤں سے چمٹا لیا۔

Marfat.com

صحابہ کرام عشق ووفا کی امتحان گاہ میں

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حال:

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس خیال سے کہ ان کو کافروں سے اذیت نہ پہنچے اخفا کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس (۳۹) تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق نے اظہار کی درخواست کی اور چاہا کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ اسلام کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد کعبہ شریف میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے ہیں، خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف کفار ومشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں عام طور سے ان کی عظمت وشرافت مسلم تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب لہولہان ہوگئے، پہچانے نہ جاتے تھے، جوتوں سے مارا پاؤں میں روندا جو نہ کرنا تھا سب کچھ ہی کیا، حضرت ابوبکر صدیق بے ہوش ہوگئے۔ بنو تمیم یعنی حضرت ابوبکر کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہاں سے اٹھا کر لائے۔ سب کو یقین ہو چلا تھا کہ ابوبکر اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے۔ بنو تمیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا حضرت ابوبکر صدیق کی اگر حادثہ میں وفات ہوگئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابوبکر صدیق کو بے ہوشی رہی باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دیئے پر وہ بولے تو سب سے پہلا یہ لفظ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں کی طرف سے اس پر بہت ملامت ہوئی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور ہی کا جذبہ اور ان ہی کے لئے۔ لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ بددلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ کی والدہ اُمّ خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکر کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور کا کیا حال ہے۔ حضور پر کیا گزری۔ ان کی والدہ نے فرمایا: مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا: اُمّ جمیل (حضرت عمر کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست پوری کرنے کے لئے اُمّ جمیل کے پاس گئیں اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں فرمانے لگیں، میں کیا جانوں کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کون ابوبکر، تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا۔ اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں۔ اُمّ خیر نے قبول کرلیا اور ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکی بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کئے کی سزا دے۔ حضرت ابوبکر نے پھر پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے۔ اُمّ جمیل نے حضرت ابوبکر کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں آپ نے فرمایا: ان سے خوف نہ کرو تو اُمّ جمیل نے خیریت سنائی اور عرض کیا: بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کہ حضور کی زیارت نہ کرلوں۔ ان کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور کی زیارت نہ کرلوں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔

Marfat.com

جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر کو لے کر حضور کی خدمت میں ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابوبکر حضور سے لپٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابوبکر کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر نے درخواست کی یہ میری والدہ ہیں۔ آپ ان کے لئے ہدایت کی دعا فرما دیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرما دیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ان کی ہدایت کی دعا کی' اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

(تاریخ خمیس)

(۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ اسلام:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، جن کا شمار صحابہ کرام کے جلیل القدر زاہدوں اور عظیم علماء میں ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ ابوذر ایسے علم کے حامل ہیں جن سے لوگ عاجز ہیں مگر انہوں نے اسے محفوظ رکھا ہے جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اس کے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ اخلاق کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے اور نہ کاہنوں کی خبریں۔ ابوذر کو اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی تو خود سامان سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے۔ حضور کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا، شام تک اسی حال میں رہے۔ شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ ایک پردیسی مسافر ہے۔ مسافروں، غریبوں، پردیسیوں کی خبر گیری اور ان کی ضرورت کا پورا کرنا ان حضرات کی عادت وطبیعت تھی، اس لئے ان کو اپنے گھر لے آئے۔ میزبانی فرمائی لیکن ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو اور کیوں آئے؟ مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا! صبح کو پھر مسجد میں آ گئے اور دن بھر اسی حال میں گزرا کہ کوئی پتا نہ چلا اور کسی سے دریافت بھی نہ کیا غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ حضور کے ساتھ دشمنی کے قصے بہت مشہور تھے۔ آپ کو اور آپ کے ملنے والوں کو ہر طرح تکلیفیں دی جاتی تھیں، ان کو خیال ہوا کہ صحیح حل معلوم

Marfat.com

نہیں ہوگا اور بدگمانی کی وجہ سے مفت کی تکلیفیں بھی ہوں گی، دوسری شام کو بھی حضرت علی کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس غرض کے لئے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی اس لئے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو کھلایا سلایا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہیں آئی۔ تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی تو حضرت علی نے دریافت کیا کہ تم کس کام کے لئے آئے ہو کیا غرض ہے تو حضرت ابوذر نے قسم اور عہد و پیمان کے بعد ان سے اپنی غرض بتائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: وہ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور صبح کو جب میں جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا میں وہاں تک پہنچادوں گا لیکن مخالفت کا زور ہے، اس لئے راستہ میں اگر مجھے کوئی ایسا شخص ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں پیشاب کرنے لگوں گا یا اپنا جوتا درست کرنے لگوں گا، تم سیدھے چلے چلنا میرے ساتھ ٹھہرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرا ساتھ ہونا معلوم نہ ہو۔ چنانچہ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے پیچھے حضور کی خدمت میں پہنچے وہاں جا کر بات چیت ہوئی، اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ۔ جب ہمارا غلبہ ہو جائے اس وقت چلے آنا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمہ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا، چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا، پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کر دیا، مرنے کے قریب ہو گئے۔ حضور کے چچا حضرت عباس جو اس وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے ان کے اوپر بچانے کے لئے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کیا ظلم کرتے ہو یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے۔ تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے اگر یہ مر گیا تو شام کا آنا جانا بند ہو جائے گا۔ اس پر ان لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ وہاں کا راستہ بند ہو جانا مصیبت ہے۔ اس لئے ان کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پھر اسی طرح انہوں نے جا کر با آواز بلند کلمہ پڑھا اور لوگ اس کلمہ کے سننے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے ان پر ٹوٹ پڑے۔ دوسرے دن بھی حضرت عباس نے اسی طرح ان کو سمجھا کر ہٹایا کہ تمہاری تجارت کا

Marfat.com

راستہ بند ہو جائے گا۔

حضرت ابوذر کا یہ جوش اظہار غلبہ حق کے ولولہ کی بنا پر تھا اور سرکار کا منع اظہار شفقت کی بنیاد پر۔ لیکن حضرت ابوذر نے دیکھا کہ سرکار جب خود مصائب جھیل رہے ہیں تو ہمیں پیچھے رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے اپنی راحت پر سرکار کے اتباع عمل کو ترجیح دی اور پھر اطاعت حق میں ہمیشہ سرگرم رہے۔

(۳) حضرت عمار اور ان کے والدین (رضی اللہ عنہم):

حضرت عمار اور ان کے ماں باپ کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں مکہ کی سخت گرم اور ریتیلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف گزر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے، آخر ان کے والد حضرت یاسر اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا اور ان کی والدہ حضرت سمیہ کی شرمگاہ پر ابوجہل ملعون نے ایک برچھا مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں۔ ضعیف تھیں مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا خیال نہیں کیا۔ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور کے لئے ایک سایہ دار مکان بنانا چاہئے جس میں تشریف رکھا کریں اور دوپہر کو آرام فرما لیا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ لیا کریں تو قبا میں حضرت عمار نے اول پتھر جمع کئے اور پھر مسجد بنائی۔ لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ مزے میں آ کر کہنے لگے اب جا کر دوستوں سے ملیں گے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے ملیں گے اتنے میں پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا۔ اس نے دودھ سامنے کیا اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے کہ میں نے حضور سے سنا کہ تو دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پئے گا اس کے بعد شہید ہو گئے۔ اس وقت چورانوے برس کی عمر تھی بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے۔

(اسد الغابہ)

ان کی والدہ حضرت سمیہ بنت خیاط مظلومانہ شہادت کے علاوہ اور بھی سختیاں جھیل چکی ہیں۔ ان کو گرمی کے وقت سخت دھوپ میں کنکریوں پر ڈالا جاتا، لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ

Marfat.com

میں کھڑا کیا جاتا تا کہ دھوپ کی گرمی سے لوہا تپنے لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوتا تو صبر کی تلقین اور جنت کا وعدہ فرماتے یہاں تک کہ سب سے بڑے دشمن اسلام ابو جہل کے ہاتھوں ان کی شہادت ہوئی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاھا عنا)

(۴) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا اسلام:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم صحابی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرماتھے کہ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازے پر اتفاقیہ اکٹھا ہو گئے۔ ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضور کے فیض سے مستفید ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اس زمانہ میں قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا۔ ہر طرح ستائے گئے۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آخر تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔ اس لئے جس کسی کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات پا نہ سکے۔ چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لئے گئی۔ انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو تم کو معلوم ہے کہ میں تم سے زیادہ تیرانداز ہوں ایک بھی تیر میرے پاس باقی رہے گا تو تم لوگ مجھ تک آ نہیں سکو گے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا۔ اس لئے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتا بتا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ تم سب لے لو! اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے۔ حضرت صہیب نے اپنا مال دے کر جان چھڑائی اسی بارہ میں آیت پاک وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (البقرہ:۲۰۷) نازل ہوئی۔ (درمنثور) ترجمہ: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

حضور اس وقت قبا میں تشریف فرما تھا۔ صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت کی۔ صہیب کہتے ہیں کہ حضور اس وقت کھجور تناول فرما رہے تھے اور میری آنکھ دکھ رہی تھی میں بھی

Marfat.com

ساتھ کھانے لگا۔ حضور نے فرمایا کہ آنکھ تو دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو۔ میں نے کہا حضور اس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو درست ہے۔ حضور یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔ حضرت صہیب بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم فضول خرچی کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہونے لگا تو انہیں کو جنازہ کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی۔

(اسد الغابہ)

(۵) حضرت عمر کے بہنوئی اور بہن (رضی اللہ عنہم):

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کون واقف نہیں؟ قبل اسلام یہ بھی نمایاں تھے اور اسلام واہل اسلام کی عداوت میں سرگرم یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے رہتے تھے۔ ایک روز کفار نے مشورہ کی کمیٹی قائم کی کہ کوئی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کروں گا! لوگوں نے کہا بے شک تمہیں کر سکتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے اٹھے اور چل دیئے۔ اسی فکر میں جا رہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ بنوزہرہ کے جن کا نام حضرت سعد بن ابی وقاص ہے بعض نے حضرت نعیم کا نام لکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ عمر کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کی فکر میں ہوں۔ (نعوذ باللہ) سعد نے کہا: بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور بنو عبد مناف سے کیسے مطمئن ہو گئے وہ تم کو بدلہ میں قتل کر دیں گے اس جواب پر بگڑ گئے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے تو بھی بے دین (یعنی مسلمان) ہو گیا ہے۔ لا پہلے تجھی کو نمٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار سونت لی اور حضرت سعد نے بھی یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں تلوار سنبھالی۔ دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت سعد نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ غصہ سے بھر گئے اور سیدھے بہن کے گھر گئے۔ وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کواڑ بند کئے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے کواڑ کھلوائی ان کی آواز سے حضرت خباب تو جلدی سے اندر چھپ گئے اور وہ صحیفہ بھی جلدی میں باہر ہی رہ گیا جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ ہمشیرہ نے کواڑ کھولے۔ حضرت عمر کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو بہن کے سر پر مارا جس سے سر سے خون بہنے لگا اور کہا کہ اپنی

Marfat.com

جان کی دشمن تو بھی بد دین ہوگئی۔ اس کے بعد گھر میں آئے اور پوچھا کیا کر رہے تھے اور یہ آواز کس کی تھی۔ بہنوئی نے کہا کہ بات چیت کر رہے تھے۔ کہنے لگے: کیا تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا؟ بہنوئی نے کہا: اگر دوسرا دین حق ہو تو؟ یہ سننا تھا کہ ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا۔ بہن نے چھڑانے کی کوشش کی تو ان کے منہ پر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ خون نکل آیا۔ وہ بھی آخر عمر ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں: عمر! ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے۔ بے شک ہم مسلمان ہو گئے جو تجھ سے ہو سکے تو کر لے۔ اس کے بعد حضرت عمر کی نظر اس صحیفے پر پڑی جو جلدی میں باہر رہ گیا تھا اور غصہ کا جوش بھی اس مار پیٹ سے کم ہو گیا تھا اور بہن کے اس طرح خون میں بھر جانے سے شرم سی بھی آ رہی تھی۔ کہنے لگے: اچھا مجھے دکھلاؤ یہ کیا ہے؟ بہن نے کہا کہ تو ناپاک ہے اور اس کو ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہر چند کوشش کیا مگر وہ بے وضو اور غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ حضرت عمر نے غسل کیا اور اس کو لے کر پڑھا۔ اس پر سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا اور اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:۱۴) تک پڑھا تھا کہ حالت ہی بدل گئی۔ کہنے لگے اچھا مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو۔ یہ الفاظ سن کر حضرت خباب اندر سے نکلے اور کہا: اے عمر! تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ کل شب پنج شنبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ! عمر یا ابوجہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما (یہ دونوں قوت میں مشہور تھے) معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔ اس کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جمعہ کی صبح مسلمان ہوئے۔

(۶) حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہجرت اور وفات:

دو جہاں کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب نبوت سے دس سال پہلے جبکہ حضور کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں۔ اور خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت حضور کے ساتھ نہ جا سکیں۔ ان کے

Marfat.com

خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور قید ہوئے۔ اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیئے ارسال کیے تو حضرت زینب نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کے لئے مال بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہیز میں دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ ہوگئی۔ آبدیدہ ہوئے۔ صحابہ کے مشورے سے یہ قرار پایا کہ ابوالعاص کو بلافدیہ چھوڑ دیا جائے اس شرط پر کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیج دیں۔ حضور نے دو آدمی حضرت زینب کو لینے کے لئے ساتھ کر دیئے کہ وہ مکہ سے باہر ٹھہر جائیں اور ابوالعاص حضرت زینب کو ان تک پہنچا دیں۔

چنانچہ حضرت زینب اپنے دیور کنانہ کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں، کفار کو جب اس کی خبر ہوئی تو آگ بگولہ ہوگئے اور ایک جماعت مزاحمت کے لئے پہنچ گئی جس میں ہبار بن اسود جو حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی کا لڑکا تھا اور اس لحاظ سے حضرت زینب کا بھائی ہوا وہ اور اس کے ساتھ اور ایک شخص بھی تھا ان دونوں میں سے کسی نے اور اکثر نے ہبار ہی کو لکھا ہے۔ حضرت زینب کو نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہو کر اونٹ سے گریں چونکہ حاملہ تھیں اس وجہ سے پیٹ کا بچہ بھی ضائع ہوا۔ کنانہ نے تیروں سے مقابلہ کیا۔ ابوسفیان نے ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی اور اس طرح علی الاعلان چلی جائے یہ گوارا نہیں۔ اس وقت واپس چلو پھر چپکے سے بھیج دینا۔ کنانہ نے اس کو قبول کر لیا اور واپس لے آئے۔ دو ایک روز بعد پھر روانہ کیا۔ حضرت زینب کا یہ زخم کئی سال تک رہا اور کئی سال تک اس میں بیمار رہ کر ۸ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا عنا۔ حضور نے فرمایا: وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔

(۷) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی جلی ہوئی پیٹھ:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی۔ آپ نے دیکھا کہ پوری پشت مبارک میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اے خباب! یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: امیر المومنین! آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لے

Marfat.com

کر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر کاٹنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبت رسول کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت کفار مکہ نے مجھ کو آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر ربّ کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے میری زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلا۔

امیر المومنین حضرت خباب کی مصیبت سن کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ اے خباب! کرتا اُٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے؟ جو محبت رسول کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ تذکرہ خباب)

(۸) حضرت عمار رضی اللہ عنہ آگ کے کوئلوں پر:

اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پہلے چوب اور کوڑوں کی مار سے کفار نے نڈھال کر دیا پھر آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا مگر یہ استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اسی حالت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گزرے تو حضرت عمار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر آپ کو پکارا۔ حضرت عمار کی یہ مصیبت دیکھ کر رحمت عالم کے سینے میں شیشے سے زیادہ نازک دل صدموں سے چور چور ہوگیا اور فرمایا: یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ یعنی اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈک اور سلامتی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی تھی۔ رحمت عالم حضرت عمار کے زخموں پر اپنا دست شفقت پھیرتے ہوئے فرماتے تھے کہ عمار طیب و مطیب یعنی پاکیزہ اور خوشبودار ہے۔ (اکمال)

(۹) ہجرت حبشہ اور شعب ابی طالب:

مسلمانوں کو ان کے سردار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے جب تکالیف پہنچتی ہی رہیں اور آئے دن ان میں بجائے کمی کے اضافہ ہی ہوتا رہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس کی اجازت فرما دی کہ وہ یہاں سے دوسری جگہ چلے جائیں۔ بہت سے حضرات نے حبشہ کی ہجرت فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہ اگرچہ نصرانی تھے اور اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے مگر

Marfat.com

ان کے رحم دل اور منصف مزاج ہونے کی شہرت تھی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں برس رجب کے مہینہ میں پہلی جماعت کے گیارہ یا بارہ مرد اور چار یا پانچ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ مکہ والوں نے ان کا پیچھا بھی کیا کہ یہ نہ جاسکیں مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے۔ وہاں پہنچ کر ان کو یہ خبر ملی کہ مکہ والے سب مسلمان ہو گئے اور اسلام کو غلبہ ہو گیا۔ اس خبر سے یہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے وطن واپس آ گئے لیکن مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور مکہ والے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دشمنی اور ایذا رسانی میں مصروف ہیں تو بڑی دقت ہوئی۔ ان میں سے بعض حضرات وہیں سے واپس ہو گئے اور بعض کسی کی پناہ لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہ حبشہ کی پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔ اس کے بعد ایک بڑی جماعت نے (جو تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں بتائی جاتی ہے) متفرق طور پر ہجرت کی اور یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔ بعض صحابہ نے دونوں ہجرتیں کیں اور بعض نے ایک، کفار نے جب یہ دیکھا یہ لوگ حبشہ میں چین کی زندگی بسر کرنے لگے تو ان کو اور بھی غصہ آیا اور بہت سے تحفے تحائف کے ساتھ نجاشی شاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھیجا جو بادشاہ کے لئے بھی بہت سے تحفے لے کر گیا اور اس کے خواص اور پادریوں کے لئے بھی بہت سے ہدیئے لے کر گیا۔ جا کر اول پادریوں اور حکام سے ملا اور ہدیئے دے کر ان سے بادشاہ کے یہاں اپنی سفارش کا وعدہ لیا اور بادشاہ کی خدمت میں یہ وفد حاضر ہوا۔ اول بادشاہ کو سجدہ کیا اور پھر تحفے پیش کر کے اپنی درخواست پیش کی اور رشوت لینے والے حکام نے تائید کی۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند بے وقوف لڑکے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہو گئے جس کو ہم جانتے ہیں اور نہ آپ جانتے ہیں اور آپ کے ملک میں آ کر رہنے لگے ہم کو شرفائے مکہ نے اور ان کے باپ چچا نے اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ ان کو واپس لائیں۔ آپ ان کو ہمارے سپرد کر دیں۔ بادشاہ نے جواب دیا جن لوگوں نے میری پناہ لی ہے بغیر تحقیق ان کو حوالہ نہیں کر سکتا۔ اول ان سے بلا کر تحقیق کر لوں اگر یہ صحیح ہوا تو حوالہ کر دوں گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو بلایا گیا۔ مسلمان اول بہت پریشان ہوئے کیا کریں مگر اللہ کے فضل نے مدد کی اور ہمت سے یہ طے کیا کہ چلنا چاہئے اور صاف بات کہنا چاہئے۔ بادشاہ کے یہاں پہنچ کر سلام کیا۔ کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے بادشاہ کو آدابِ شاہی کے موافق سجدہ نہیں کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے نبی نے اللہ

Marfat.com

کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔اس کے بعد بادشاہ نے ان سے حالات دریافت کئے۔حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا ہم لوگ جہالت میں پڑے ہوئے تھے نہ اللہ کو جانتے تھے نہ اس کے رسولوں سے واقف تھے۔پتھروں کو پوجتے تھے۔مردار کھاتے تھے۔ برے کام کرتے تھے، رشتے ناتوں کو توڑتے تھے۔ہم میں کا قوی ضعیف کو ہلاک کر دیتا تھا۔ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ایک رسول بھیجا۔جس کے نسب' جس کی سچائی' اور امانت داری کو ہم خوب جانتے ہیں۔اس نے ہم کو ایک اللہ واحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور پتھر اور بتوں کے پوجنے سے منع فرمایا۔اس نے ہم کو اچھے کام کرنے کا حکم دیا۔نماز، روزہ، صدقہ، خیرات کا حکم دیا اور اچھے اخلاق تعلیم کئے۔زنا، بدکاری، جھوٹ بولنا، یتیم کا مال کھانا، کسی پر تہمت لگانا اور اس قسم کے برے اعمال سے منع فرمایا۔ہم کو قرآن پاک کی تعلیم دی۔ہم اس پر ایمان لائے اور اس کے فرمان کی تعمیل کی جس پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور ہم کو ہر طرح ستایا۔ہم لوگ مجبور ہو کر آپ کی پناہ میں اپنے نبی کے ارشاد سے آئے ہیں۔بادشاہ نے کہا جو قرآن تمہارے نبی لے کر آئے ہیں وہ کچھ ہمیں سناؤ۔حضرت جعفر نے سورہ مریم کی اول کی آیتیں پڑھیں جس کو سن کر بادشاہ بھی رو دیا اور ان کے پادری جو کثرت سے موجود تھے سب کے سب اس قدر روئے کہ داڑھیاں تر ہو گئیں۔اس کے بعد بادشاہ نے کہا خدا کی قسم یہ کلام اور جو کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں اور ان لوگوں سے صاف انکار کر دیا کہ میں ان کو تمہارے حوالہ نہیں کر سکتا۔وہ لوگ بڑے پریشان ہوئے کہ بڑی ذلت اٹھانا پڑی۔آپس میں صلاح کر کے ایک شخص نے کہا کہ کل میں ایسی تدبیر کروں گا کہ بادشاہ ان کی جڑ ہی کاٹ دے۔ساتھیوں نے کہا بھی کہ ایسا نہیں چاہئے۔یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہو گئے ہیں مگر پھر بھی ہمارے رشتہ دار ہیں مگر اس نے نہ مانا۔دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ ان کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا۔صحابہ کہتے ہیں کہ دوسرے دن کے بلانے سے ہمیں اور بھی زیادہ پریشانی ہوئی۔بہر حال گئے! بادشاہ نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی پر ان کی شان میں نازل ہوا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔اس کی روح ہیں اور اس

Marfat.com

کے کلمہ ہیں جس کو خدا نے کنواری اور پاک مریم کی طرف ڈالا۔ نجاشی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ پادری لوگ آپس میں کچھ چخ چخ کرنے لگے۔ نجاشی نے کہا تم جو چاہو کہو۔ اس کے بعد نجاشی نے وفد مکہ کے تحفے واپس کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا تم امن سے رہو جو تمہیں ستائے اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اس کا اعلان بھی کرا دیا کہ جو شخص ان کو ستائے گا اس کو تاوان دینا ہوگا (خمیس) اس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کا اکرام اور بھی زیادہ ہونے لگا اور اس وفد کو ذلت سے واپس آنا پڑا۔

پھر کفار مکہ کا جتنا بھی غصہ جوش کرتا ظاہر ہے اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے نے ان کو اور جلا رکھا تھا اور ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ ان لوگوں کا ان سے ملنا جلنا بند ہو جائے اور اسلام کا چراغ کسی طرح بجھے۔ اس لئے سرداران مکہ کی ایک بڑی جماعت نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کھلم کھلا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیا جائے لیکن قتل کرنا بھی آسان کام نہ تھا۔ اس لئے کہ بنو ہاشم بھی بڑے جتھے اور اونچے طبقہ کے لوگ شمار ہوتے تھے۔ وہ اگرچہ اکثر مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جو مسلمان نہیں تھے وہ بھی حضور کے قتل ہو جانے پر آمادہ نہیں تھے۔ اس لئے ان سب کفار نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا بائیکاٹ کیا جائے نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے نہ ان سے کوئی خرید وفرخت کرے نہ بات چیت کرے نہ ان کے گھر جائے نہ ان کو اپنے گھر میں آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ زبانی ہی گفتگو پر ختم نہیں ہوا بلکہ یکم محرم ۷ نبوی کو ایک معاہدہ تحریری لکھ کر بیت اللہ میں لٹکایا گیا تا کہ ہر شخص اس کا احترام کرے اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس معاہدہ کی وجہ سے تین برس تک یہ حضرات دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں نظر بند رہے کہ نہ کوئی ان سے مل سکتا تھا نہ یہ کسی سے مل سکتے تھے نہ مکہ کے کسی آدمی سے کوئی چیز خرید سکتے تھے نہ باہر سے آنے والے کسی تاجر سے مل سکتے تھے اگر کوئی شخص باہر نکلتا تو پیٹا جاتا اور کسی سے ضرورت کا اظہار کرتا تو صاف جواب پاتا۔ معمولی سامان غلہ وغیرہ جو ان لوگوں کے پاس تھا وہ کہاں تک کام دیتا۔ آخر فاقوں پر فاقے گزرنے لگے اور عورتیں اور بچے بھوک سے بے تاب ہو کر روتے اور چلاتے اور ان کے اعزہ کی اپنی بھوک اور تکالیف سے زیادہ ان بچوں کی

Marfat.com

تکالیف ستاتی۔ آخر تین برس کے بعد وہ صحیفہ دیمک کی نذر ہوا اور ان حضرات کی یہ مصیبت دور ہوئی۔ تین برس کا زمانہ ایسے سخت بائیکاٹ اور نظر بندی میں گزرا اور ایسی حالت میں ان حضرات پر کیا کیا مشقتیں گزری ہوں گی وہ ظاہر ہے لیکن اس کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنے دین پر جمے رہے بلکہ اس کی اشاعت فرماتے رہے۔

(۱۰) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہم کے زن وفرزند:

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ صاحب الہجرتین ہیں۔ پہلے حبشہ کو ہجرت کی پھر وہاں سے واپس ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے وقت انہوں نے اپنی بیوی اُمّ سلمہ اور اکلوتے بیٹے سلمہ کو اونٹ پر بٹھایا۔ اور خود نکیل پکڑ کر چلے۔ دفعۃً اُمّ سلمہ کے میکے والے خاندان بنو مغیرہ کے لوگ آ گئے اور کہا کہ خبردار! اے ابو سلمہ تم خود جا سکتے ہو۔ مگر ہم اپنی لڑکی اُمّ سلمہ کو ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ مدینہ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ظالموں نے اُمّ سلمہ اور بچے سلمہ کو اونٹ سے اتار لیا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ بیوی اور بچے کی محبت ابو سلمہ کو ہجرت سے روک لے گی مگر واہ رے! محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ کہ بیوی اور بچے کی جدائی سے کلیجہ شق ہو رہا تھا مگر قدم نہیں ڈگمگائے اور بیوی بچے کو خدا حافظ کہہ کر اکیلے مدینہ چلے گئے۔ پھر ابو سلمہ کے خاندان والے بنی عبد الاسد نے بچے سلمہ کو یہ کہہ کر بنی مغیرہ سے چھین لیا کہ لڑکی تمہاری ہے مگر بچہ ہمارے خاندان کا ہے۔ اس طرح بی بی اُمّ سلمہ اپنے شوہر اور لختِ جگر دونوں سے جدا ہو گئیں اور ایک سال تک شوہر اور بچے کے فراق میں روتی رہیں۔ بالآخر ان کے چچا زاد بھائی نے سب کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا کہ اُمّ سلمہ اپنے بچے کو لے کر ابو سلمہ کے پاس چلی جائے۔ بی بی اُمّ سلمہ کا جذبہ ہجرت دیکھو کہ بچے کو لے کر تنہا مدینہ روانہ ہو گئیں۔ تنعیم کے پاس عثمان بن طلحہ ملے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر نہایت شریف انسان اور ابو سلمہ کے دوست تھے۔ پوچھا تم اکیلی کہاں جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا مدینہ۔ پوچھا تمہارے ساتھ کوئی نہیں؟ بی بی اُمّ سلمہ نے کہا ہمارے ساتھ اللہ کی ذات کے سوا کوئی بھی نہیں۔ عثمان بن طلحہ کی رگ شرافت پھڑک اٹھی، کہنے لگے یہ غیر ممکن ہے تم ایک شریف کی بیوی ہو کر تنہا اتنا لمبا سفر کرو خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر بی بی اُمّ سلمہ کو مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ راستے میں اونٹ پر سامان لاد کر اونٹ کو بٹھا دیتے اور خود کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے۔ جب اُمّ سلمہ سوار ہو جاتی تھیں تو یہ اونٹ کی

Marfat.com

نکیل پکڑ کر چل دیتے تھے۔ اس طرح بی بی اُمّ سلمہ مدینہ منورہ اپنے شوہر ابو سلمہ کے پاس پہنچ گئیں۔ پھر جب ۴ ھ میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا ایک جنگ میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی اُمّ سلمہ سے نکاح فرما لیا۔ اور ان کو امت مسلمہ کی مادر مقدس ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

○

نوٹ: سفر ہجرت ہر ایک پر فرض تھا۔ رفاقت محرم یا شوہر کی شرط بھی نہ تھی اور آیت حجاب اس وقت ابھی نازل نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا حضرت اُمّ سلمہ کے اس سفر پر کوئی اشکال نہیں۔

(۱۱) عشق و وفا کا عجیب منظر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار چھ یا دس آدمیوں کی جماعت اہل مکہ کی خبر لانے کے لئے بھیجی۔ راستہ میں بنولحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوا جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں نے اُحد میں اپنے مقتول کا فر عزیزوں کے جوش انتقام میں ان حضرات کو فریب وحیلہ سے اپنے یہاں بلایا۔ سلافہ نامی ایک عورت جس کے دو لڑکے اُحد میں مارے گئے تھے اس نے منت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹوں کے قاتل عاصم کا سر ہاتھ آ جائے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اس نے اعلان کر دیا کہ جو عاصم کا سر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دوں گی۔ سفیان بن خالد نے سو اونٹوں کی طمع میں قبیلہ عضل و قارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا۔ انہوں نے وہاں اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور سرکار سے کہہ کر چند حضرات کی جماعت اپنے یہاں تبلیغ دین کی غرض بتا کر ساتھ کر لائے جن میں حضرت عاصم، حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ، حضرت عبداللہ بن طارق بھی تھے۔ رضی اللہ عنہم راستہ میں لے جا کر بدعہدی کی اور دو سو آدمیوں کو مقابلہ کے لئے بلا لیا جن میں سو آدمی مشہور تیر انداز تھے۔

دس یا چھ بزرگوں کی یہ مختصر جماعت دشمنوں کی بدنیتی دیکھ کر فدفد نامی ایک پہاڑی پر چڑھ گئی۔ کفار نے کہا ہم تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے۔ صرف اہل مکہ سے تمہارے بدلے کچھ مال لینا چاہتے ہیں تم ہمارے ساتھ آ جاؤ۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کے عہد میں آنا نہیں چاہتے اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا جب تیر ختم ہو گئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔ حضرت

Marfat.com

عاصم نے ساتھیوں سے جوش میں کہا تم سے دھوکہ کیا گیا مگر گھبرانے کی بات نہیں شہادت کو غنیمت سمجھو۔ تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہے اور جنت کی حوریں تمہاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ دشمنوں کا مجمع کثیر تھا آخر شہید ہوگئے اور دعا کی یا اللہ! اپنے رسول کو ہمارے حال سے آگاہ فرما دینا۔ سرکار کو اسی وقت اس واقعہ کا علم ہوگیا۔ حضرت عاصم یہ بھی سن چکے تھے کہ سلافہ نے میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی ہے اس لئے مرتے وقت دعا کی یا اللہ میرا سر تیرے راستے میں کاٹا جا رہا ہے تو ہی اس کا محافظ ہے۔ چنانچہ شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا (اور بعض راویتوں میں بھڑوں کا) ایک غول بھیج دیا جنہوں نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کافروں کا خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے مگر رات کو بارش کی ایک رو آئی اور ان کی نعش کو بہا کر لے گئی۔ اسی طرح سات آدمی یا تین آدمی شہید ہوگئے۔ غرض تین باقی رہ گئے۔ حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق۔ ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ تم نیچے آجاؤ ہم تم سے بدعہدی نہ کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے اور نیچے اترنے پر کفار نے ان کی کمانوں کی تانت اتار کر ان کی مشکیں باندھیں۔ حضرت عبداللہ بن طارق نے فرمایا: یہ پہلی بدعہدی ہے میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا ان شہید ہونے والوں کی اقتداء ہی مجھے پسند ہے انہوں نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا مگر یہ نہ ٹلے تو ان لوگوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ صرف دو حضرات ان کے ساتھ رہے جن کو لے جا کر ان لوگوں نے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک حضرت زید بن دثنہ جن کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ امیہ کے بدلے قتل کر دے۔ (بخاری شریف کی روایت ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا کہ انہوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا) صفوان نے اپنے قیدی حضرت زید کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جائیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے حد حرم سے باہر لے گئے تو اس کا تماشا دیکھنے کے لئے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھے۔ (جو اب تک اسلام نہ لائے تھے) ابوسفیان نے حضرت زید سے یوں کہا:

Marfat.com

''اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ پسند کرتے ہوئے کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے محمد ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں بیٹھو۔''

حضرت زید نے جواب دیا:

''اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں۔''

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا:

''میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد کے اصحاب، محمد سے رکھتے ہیں۔'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس کے غلام نسطاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (سیرت ابن ہشام بروایت ابن اسحاق)---- حضرت خبیب ایک عرصہ تک قید میں رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہوگئیں کہتی ہیں کہ جب خبیب ہم لوگوں کی قید میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ خبیب ایک دن انگور کا بہت بڑا خوشہ آدمی کے سر برابر ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہے تھے اور مکہ میں اس وقت انگور بالکل نہیں تھا۔ وہی کہتی ہیں کہ جب ان کے قتل کا وقت قریب آیا تو انہوں نے صفائی کے لئے استرہ مانگا وہ دے دیا گیا۔ اتفاق سے ایک کمسن بچہ اس وقت، خبیب کے پاس پہنچ گیا لوگوں نے دیکھا کہ استرہ ان کے ہاتھ میں ہے اور بچہ ان کے پاس یہ دیکھ کر گھبرائے خبیب نے کہا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں بچہ کو قتل کر دوں گا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ان کو حرم سے باہر لایا گیا اور سولی پر لٹکانے کے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہ کی ملاقات قریب ہے۔ چنانچہ مہلت دی گئی۔ انہوں نے دو رکعتیں بڑے اطمینان سے پڑھیں اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر سے دیر کر رہا ہوں تو دو رکعت اور پڑھتا اس کے بعد سولی پر لٹکا دیئے گئے۔

Marfat.com

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ تختہ دار پر:

جب مشرکین مکہ نے حضرت خبیب کو تختہ دار پر کھڑا کیا تو جناب خبیب نے اہل مکہ کے لئے بددعا کی۔ حضرت امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے زمین پر لٹا دیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر زمین پر لیٹ جائیں تو بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔ اس بددعا سے حضرت سفیان پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی۔ مجھ پر اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ کئی سالوں تک میری شہرت ختم رہی۔ کہتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر جتنے آدمی بھی سولی پر چڑھاتے وقت موجود تھے مرکھپ گئے۔ سعید بن عامر بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر نے انہیں ایک عمل بتایا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ غشی کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جب خبیب کو سولی پر کھڑا کیا گیا تو میں وہاں موجود تھا جونہی اس کا نقشہ سامنے آتا ہے میں حواس کھو بیٹھتا ہوں۔ تختہ دار پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا:

> ''اے اللہ! ہم نے اپنے آقا و مولانا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ پر عمل کیا یہاں کوئی بھی نہیں جو میرا پیغام ان تک پہنچا دے۔ تو قادر قیوم ہے میرا اسلام ان تک پہنچا دے''۔

حضرت اسامہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آثار وحی ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بتایا کہ خدا نے خبیب کا سلام مجھے پہنچایا ہے۔ آپ نے بشارت دی جو شخص حضرت خبیب کو تختہ دار سے نیچے اتارے گا اس کا مقام بہشت ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۳۸)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسالت:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو بالکل آغاز اسلام میں مشرف باسلام ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ ایسے خوفناک ماحول میں جب اسلام لانے کی پاداش میں سخت ترین مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ حضرت بلال کو کفار مکہ سخت سے سخت اذیتیں دیتے تھے۔ ان کو پکڑ کر لے جاتے اور دھوپ میں لٹا دیتے اور پتھر لا کر ان کے

Marfat.com

پیٹ پر رکھ دیتے اور کہتے تمہارا دین لات وعزیٰ کا دین ہے۔ حضرت بلال کہتے میرا پروردگار اللہ ہے۔ ایسے ایسے مصائب جھیلتے مگر سینے میں عشق مصطفیٰ اس طرح پیوست تھا کہ سارے آلام ومصائب اس کے سامنے ہیچ تھے۔

ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے قریش کو اس کا علم نہ تھا آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا بس آپ بتوں کے پاس آ کر ان پر تھوکنے لگے اور کہنے لگے وہ لوگ ناکام اور خسارہ میں ہیں جنہوں نے تمہاری پرستش کی۔ قریش نے ان کو گرفتار کرنا چاہا، لیکن آپ نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اور اپنے مالک عبداللہ بن جدعان کے گھر میں چھپ گئے۔ قریش کے لوگ عبداللہ کے پاس آئے اور اس کو آواز دی وہ باہر آیا تو اس سے ان لوگوں نے کہا: کیا تم بے دین ہو گئے؟ اس نے کہ مجھ جیسے شخص سے بھی ایسی بات کہی جا رہی ہے۔ اب تو میں محض اس کے کفارہ میں لات وعزیٰ کے لئے سو اونٹنیاں قربان کروں گا۔ قریش کے لوگوں نے کہا تمہارے کالے (بلال) نے یہ کر ڈالا ہے۔ اس نے ان کو بلایا۔ لوگ ان کو تلاش کر کے عبداللہ کے پاس لائے یہ ان کو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے خولیہ کو بلا کر پوچھا: یہ کون ہے کیا میں نے تم کو یہ حکم نہ دے رکھا تھا کہ مکہ کے غلاموں میں سے کسی کو یہاں نہ رہنے دینا۔ خولیہ نے کہا یہ تمہاری بکریاں چراتا تھا اور اس کے علاوہ کوئی اور ان کو بکریوں کو پہچانتا نہ تھا۔ اس طرح میں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اس کے بعد عبداللہ نے ابوجہل اور امیہ بن خلف سے کہا بلال تمہارے حوالہ ہے۔ تم لوگ اس کے ساتھ جو چاہو کرو یہ دونوں ان کو بطحا کے تپتے ہوئے حصہ پر کھینچتے ہوئے لاتے ہیں اور ان کے دونوں بازوؤں پر چکی رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں اکفر بمحمد محمد کا انکار کرو۔ یہ کہتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ دامن مصطفیٰ چھوڑوں اور پھر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں۔

اس عذاب کا سلسلہ ٹوٹا نہ تھا کہ وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا: اس اسود (کالے) کو کیا کرنا چاہتے ہو، خدا کی قسم تم اس سے انتقام لے ہی نہیں سکتے۔

امیہ بن خلف نے اپنے آدمیوں سے کہا دیکھو میں ابوبکر کے ساتھ ایک ایسا کھیل کھیلتا ہوں کہ ابھی تک ان کے ساتھ یہ کھیل کھیلا نہ گیا ہوگا۔ پھر وہ ہنس کر بولا: ابوبکر! تمہارا میرے اوپر قرض ہے تم مجھ سے بلال کو خرید لو۔ آپ نے فرمایا: ہاں (کیا لوگے) اس نے کہا تمہارے غلام نسطاس

Marfat.com

کو۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: اگر میں اسے دے دوں تو تم بلال کو مجھے دے دو گے اس نے کہا ہاں حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ میں نے یہ کرلیا۔ پھر وہ ہنس کر بولا نہیں واللہ آپ کو اس کے ساتھ اس کی بیوی کو بھی دینا ہوگا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: چلو یہی سہی پھر اس نے وہی شرارت کی کہ نہیں آپ کو اس کی بیوی کے ساتھ اس کی لڑکی کو بھی دینا ہوگا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: چلو یہ بھی سہی۔ پھر وہ ہنس کر بولا اتنے میں بھی نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ ان کے ساتھ دوسو دینار نہ دیں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا تمہیں جھوٹ سے کچھ شرم نہیں۔ اس نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا اگر آپ یہ دوسو دینار بھی دے دیں تو ضرور اپنی اپنی بات پوری کروں گا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: یہ بھی سہی۔

اب جا کر یہ سودا مکمل ہوتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اتنی بھاری قیمت پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر رضائے الٰہی کے لئے آزاد کر دیتے ہیں۔ (تہذیب تاریخ دمشق ۳۰۵ تا ۳۷۰) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جاں گسل مصائب و آلام سے چھٹکارا ملتا ہے۔

(۱۰) سرکار کے کمسن جانباز:

غابہ مدینہ طیبہ سے چار پانچ میل پر ایک آبادی ہے وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اونٹ چرا کرتے تھے۔ کافروں کے ایک مجمع کے ساتھ عبدالرحمٰن فزاری نے ان کو لوٹ لیا جو صاحب چراتے ان کو قتل کر دیا۔ اور اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔ یہ لٹیرے لوگ گھوڑے پر سوار تھے اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حضرت سلمہ بن اکوع صبح کے وقت پیدل تیر کمان لئے ہوئے غابہ کی طرف چلے جارہے تھے کہ اچانک ان لٹیروں پر نظر پڑی بچے تھے دوڑتے بہت تھے کہتے ہیں کہ ان کی دوڑ ضرب المثل اور مشہور تھی۔ یہ اپنی دوڑ میں گھوڑے پکڑ لیتے تھے اور گھوڑا ان کو پکڑ نہیں سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تیر اندازی میں بہت مشہور تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ کر لوٹ کا اعلان کیا اور خود تیر کمان ساتھ تھی ہی ان لٹیروں کے پیچھے دوڑ لئے حتیٰ کہ ان کے پاس تک پہنچ گئے اور تیر مارنے شروع کئے اور اس پھرتی سے دمادم تیر برسائے کہ وہ لوگ بڑا مجمع سمجھے اور چونکہ خود تنہا تھے اور پیدل بھی تھے اس لئے جب کوئی گھوڑا لوٹا کر پیچھا کرتا تو کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے اور آڑ میں سے اس کے گھوڑے کو تیر مارتے جس سے وہ زخمی ہو جاتا اور وہ اس خیال سے واپس جاتا کہ گھوڑا اگر گیا تو میں پکڑا جاؤں گا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ غرض وہ بھاگتے رہے اور میں پیچھا کرتا رہا حتیٰ کہ جتنے

Marfat.com

اونٹ انہوں نے حضور کے لوٹے تھے وہ میرے پیچھے ہو گئے اور اس کے علاوہ تیس برچھے اور تیس چادریں وہ اپنی چھوڑ گئے۔ اتنے میں عینیہ ابن حصن کی ایک جماعت مدد کے طور پر ان کے پاس پہنچ گئی اور ان لٹیروں کو قوت حاصل ہو گئی۔ یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا کہ میں اکیلا ہوں۔ ان کے کئی آدمیوں نے مل کر میرا پیچھا کیا۔ میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ بھی چڑھ گئے۔ جب میرے قریب ہو گئے تو میں نے کہا کہ ذرا ٹھہرو! پہلے میری ایک بات سنو! تم مجھے جانتے بھی ہو کہ میں کون ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بتا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ابن الاکوع ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی تم میں سے کوئی اگر مجھے پکڑنا چاہے تو نہیں پکڑ سکتا اور میں تم میں سے جس کو پکڑنا چاہوں وہ مجھ سے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔ ان کے متعلق چونکہ عام طور سے یہ شہرت تھی کہ بہت زیادہ دوڑتے ہیں حتیٰ کہ عربی گھوڑا بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ دعویٰ کچھ عجیب نہیں تھا۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح ان سے بات چیت کرتا رہا اور میرا مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کے پاس تو مدد پہنچ گئی ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے میری مدد بھی آ جائے کہ میں بھی مدینہ میں اعلان کر کے آیا تھا غرض ان سے اسی طرح میں بات کرتا رہا اور درختوں کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف غور سے دیکھتا تھا کہ مجھے ایک جماعت گھوڑسواروں کی دوڑ کر آتی ہوئی نظر آئی۔ ان میں سے سب سے آگے اخرم اسدی تھے۔ انہوں نے آتے ہی عبدالرحمٰن فزاری پر حملہ کیا اور عبدالرحمٰن بھی ان پر متوجہ ہوا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے پر حملہ کیا اور پاؤں کاٹ دیئے جس سے وہ گھوڑا گرا اور عبدالرحمٰن نے گرتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا جس سے وہ شہید ہو گئے اور عبدالرحمٰن فوراً ان کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ان کے پیچھے ابوقتادہ تھے فوراً انہوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے ابوقتادہ کے گھوڑے کے پاؤں پر حملہ کیا جس سے وہ گرے اور گرتے ہوئے انہوں نے عبدالرحمٰن پر حملہ کیا جس سے وہ قتل ہو گیا اور ابوقتادہ فوراً اس کے گھوڑے پر (جو پہلے اخرم اسدی کا تھا اور اب اس پر عبدالرحمٰن سوار ہو رہا تھا) سوار ہو گئے۔

(ابوداؤد)

(۱۱) مجاہدانہ جواب:

قریش مکہ نے مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے جب جنگ بدر کی بنیاد ڈالی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا کہ دشمن لڑنے پر آمادہ ہے۔

Marfat.com

بتاؤ! تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے مہاجرین نے جواب دیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ وہی کریں جس بات کا خدا نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم ایسا نہ کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (المائدہ:۲۴) ''یعنی جا تو اور تیرا ربّ دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں''۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم حضور کے نام پر قربان ہو جانے کو تیار ہیں۔ انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں دریا میں کود جانے کا اشارہ فرمائیں گے تو ہم اس میں کود جائیں گے۔ یارسول اللہ! آپ ہم سے مشورہ کیوں طلب فرماتے ہیں ہم بے وفائی کرنے والے نہیں ہیں۔

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کا یہ مجاہدانہ جواب پا کر بہت خوش ہوئے۔

(تاریخ اسلام و مدارج النبوۃ ص ۵۳ ج ۲)

(۱۲) حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی دردناک کہانی:

تین صحابی حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر کسی قوی عذر کے سستی کے باعث جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل کے ساتھ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں جنگ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا کہ تبوک کے وقت تھا۔ اس وقت میرے پاس خود ذاتی دو اونٹنیاں تھیں اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹنیاں نہ ہوئی تھیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر دور کا تھا اور گرمی بھی شدید تھی اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرما دیا تا کہ لوگ تیاری کر لیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں اور پتا نہ چلے تو ہو سکتا تھا اس کے ساتھ ہی پھل بالکل پک رہے تھے۔ میں بھی سامان سفر کی تیاری کا اردہ صبح ہی سے کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت

Marfat.com

نہ آتی۔ میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب پختہ ارادہ کروں گا تیاری فوراً ہو جائے گی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپ کے ساتھ ساتھ تھے مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا۔ پھر مجھے یہ خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر لشکر سے جا ملوں گا۔ اسی طرح کل پر ٹالتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور نبی کریم کے تبوک پہنچنے کا زمانہ آ گیا۔ اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا۔ اب جب مدینہ منورہ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا معذور تھے۔ ادھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی! ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کو مال و جمال کے فخر نے روکا۔ حضرت معاذ نے فرمایا کہ غلط کہا۔ ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلے آدمی ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ ارشاد نہ فرمایا حتیٰ کہ چند روز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم ہوا اور فکر پیدا ہوئی۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے جان بچا لوں۔ پھر کسی وقت معافی کی درخواست کر لوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی۔ حضور کی عادت تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضور تشریف لائے تو مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں تشریف فرما رہے اور منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہر حال کو قبول فرماتے رہے کہ اتنے میں، میں بھی حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضور نے ناراضی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ نے اعراض کیوں فرما لیا۔ خدا کی سم میں نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہاں آ میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میں کسی دنیادار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصے سے کوئی ناکوئی

Marfat.com

بات بنا کر خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن یارسول اللہ! آپ کے متعلق مجھے علم ہے کہ آپ کے سامنے جھوٹ نہیں چل سکتا۔ یارسول اللہ! بے شک آپ کو غصہ آرہا ہے لیکن قریب ہے خدا کی ذات پاک آپ کے عتاب کو زائل کر دے گی۔ حضور میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ! مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ خود فرمائے گا۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی کہ تو نے اس سے پہلے کبھی کوئی گناہ نہ کیا تھا۔ اگر تو کوئی عذر کر کے حضور سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو بھی ملا ہے جو تجھ کو ملا۔ ایک ہلال بن امیہ دوسرے مرارہ بن ربیع میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ اب اس ارشاد کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تعمیل اس طرح کر کے دکھادی کہ کعب فرماتے ہیں کہ حضور کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کیا۔ گویا دنیا ہی بدل گئی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہمیں تنگ معلوم ہونے لگی۔ سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے۔ درودیوار بیگانے ہوگئے۔ مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ میں اس حال میں مرگیا تو حضور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور کا وصال شریف ہوگیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا نہ میری نماز جنازہ پڑھے گا کہ حضور کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے۔ غرض ہم تینوں نے پچاس دن اسی حال میں گزارے۔ میرے دونوں ساتھی شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں سب میں قوی تھا چلتا پھرتا بازار میں جاتا نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے بات کوئی نہ کرتا۔ حضور کی مجلس میں حاضر ہوکر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور کے لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں؟ نماز کے بعد حضور کے قریب ہی کھڑے ہوکر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا

Marfat.com

کر دیکھتا کہ حضور مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں۔ جب میں مشغول ہوتا تو حضور مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا تو حضور منہ پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرما لیتے۔ غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کی بات چیت بند کر دینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابوقتادہ کی دیوار پر چڑھا اور وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا۔ تو انہوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے انہوں نے اس کا جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا اللہ جانے اور اس کا رسول۔ یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک کا پتا بتائے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا۔ وہ نصرانی میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تجھ پر ظلم کر رکھا ہے۔ تجھے اللہ ذلت کی جگہ نہ رکھے اور ضائع نہ کرے تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خط پڑھ کر انا اللہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے ہیں اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگی ہیں۔ یہ ایک مصیبت اور آئی اور اس خط کو میں نے ایک تنور میں پھونک دیا اور حضور سے جا کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اب تو آپ کے اعراض کی وجہ سے کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔ اسی حالت میں ہم پر چالیس روز گزرے تھے کہ حضور کا قاصد میرے پاس حضور کا یہ ارشاد لے کر آیا کہ اپنی بیوی کو بھی چھوڑ دو۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا منشاء ہے اس کو طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کر لو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے میں چلی جا جب تک اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ نہ فرمائے۔ وہیں رہنا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہلال بالکل بوڑھے شخص

Marfat.com

ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہو جائیں گے اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ کام کاج اِن کا کر دیا کروں۔ حضور نے فرمایا: اچھا اس بات کی تجھے اجازت ہے مگر قربت نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس بات کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے۔ پچاسویں دن صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب! ''خوشخبری ہو تم کو'' میں اتنا ہی سن کر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی جو سب سے پہلے پہنچ گئی۔ اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار بھاگے ہوئے آئے میں نے اپنے پہننے کے کپڑے اس بشارت دینے والے کی نذر کئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لے کر لوگ گئے۔ میں جب مسجد نبوی میں گیا تو وہ لوگ جو خدمت اقدس میں حاضر تھے مبارکباد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ نے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرہ انور کھل رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہے تھے۔ حضور کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جتنی جائیداد ہے وہ سب اللہ کے راستہ میں صدقہ ہے (اس لئے کہ یہ امارت وثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی) حضور نے فرمایا: اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا: بہتر ہے کچھ حصہ میرے پاس بھی رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی۔ اس لئے میں نے عہد کر لیا کہ ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔

(بخاری شریف ص ۶۷۵ ج ۲، درمنثور، فتح الباری، روح البیان)

(۱۴۳) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک یہودی اور ایک منافق میں کسی بات پر

Marfat.com

جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یہودی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں اسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلوں۔ چنانچہ وہ کوشش کر کے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عدالت میں لے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعات سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ وہ منافق یہودی سے کہنے لگا کہ میں تو عمر کے پاس چلوں گا اور ان کا فیصلہ منظور کروں گا۔ یہودی بولا! عجب الٹے آدمی ہو۔ کوئی بڑی عدالت سے ہو کر چھوٹی عدالت میں بھی جاتا ہے۔ جب تمہارے پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) فیصلہ دے چکے تو اب عمر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر وہ منافق نہ مانا اور اس یہودی کو لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ طلب کرنے لگا۔ یہودی بولا! جناب پہلے یہ بات سن لیجئے کہ ہم اس سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ لے آئے ہیں اور انہوں نے فیصلہ میرے حق میں فرما دیا ہے مگر یہ شخص اس فیصلہ پر مطمئن نہیں اور اب یہاں آپ کے پاس آ پہنچا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو منافق سے پوچھا کیا یہودی جو کچھ بیان کر رہا ہے درست ہے۔ منافق نے کہا ہاں سرکار اس کے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں۔ فاروق اعظم نے فرمایا: اچھا ٹھہرو میں ابھی آیا اور ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور پھر ایک تلوار لے کر نکلے اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے ہوئے ماری کہ جو حضور کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: واقعی عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں اٹھتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الخ (النساء: ۶۵)

تیرے ربّ کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں اپنا حکم نہ مانیں اور تمہارا فیصلہ تسلیم نہ کریں۔ (تاریخ الخلفاص ۸۸)

(۱۴) شمشیرِ عمر اور ماموں کا سر:

جنگ بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ غصے میں بھرا ہوا جنگ کے لئے میدان میں نکلا۔ حضرت فاروق اعظم نے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ اور بھانجے نے ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک اتر گئی اور فاروق اعظم نے قیامت تک کے

Marfat.com

لئے یہ نظیر قائم کر دی کہ قبیلہ اور رشتہ داری سب کچھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔

(۱۵) بیٹے کی تلوار باپ کا سر:

۵ ھ میں بنوالمصطلق کی مشہور جنگ ہوئی۔ اس میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کی باہم لڑائی ہوگئی۔ معمولی بات تھی مگر بڑھ گئی ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دو فریق ہوگئے۔ قریب تھا کہ آپس میں لڑائی ہو جائے مگر بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر صلح کرا دی۔ عبداللہ بن اُبی منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا سخت مخالف تھا مگر چونکہ اسلام ظاہر کرتا تھا اس لئے اس کے ساتھ خلاف کا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور یہی اس وقت منافقوں کے ساتھ عام برتاؤ تھا۔ اس کو جب اس قصے کی خبر ہوئی تو اس نے حضور اقدس کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں ٹھکانہ دیا اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ دیا اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو ابھی سب چلے جائیں اور یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ان ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم نوعمر بچے تھے وہاں موجود تھے یہ سن کر تاب نہ لا سکے۔ کہنے لگے خدا کی قسم تو ذلیل ہے تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ تیرا کوئی حمایتی نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ رحمٰن کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا اچھا چپکا رہ میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا مگر حضرت زید نے جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر دیا۔ حضرت عمر نے درخواست بھی کی کہ اس کافر کی گردن اڑا دی جائے مگر حضور نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ عبداللہ بن اُبی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضور تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی ایسا لفظ نہیں کہا ہے۔ زید نے جھوٹ نقل کر دیا ہے۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے انہوں نے بھی سفارش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! عبداللہ قوم کا سردار ہے بڑا آدمی شمار ہوتا ہے ایک بچے کی بات اس کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہو یا سمجھنے میں۔ حضور نے اس کا عذر قبول فرما لیا۔ حضرت زید کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اس نے جھوٹی قسموں سے اپنے کو سچا ثابت کر دیا اور زید کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ

Marfat.com

سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ بالآخر سورہ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زید کی سچائی اور عبداللہ بن اُبی کی جھوٹی قسموں کا راز کھل گیا۔ حضرت زید کی وقعت موافق ومخالف سب کی نظروں میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن اُبی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہو گیا۔ عبداللہ بن اُبی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ تھا اور بڑے پکے مسلمان اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنگ سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے اس وقت تک مدینہ میں داخل ہونے نہیں دوں گا جب تک تو اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ کیونکہ یہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضور کے مقابلے میں باپ کی کوئی عزت ومحبت دل میں نہ رہی۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو سکا۔ (تاریخ خمیس وغیرہ)

○

اسی طرح جنگ بدر میں کفار کا سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ جب میدان میں نکلا تو اس کے فرزند حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اس کے مقابلے کو نکلے مگر رحمت عالم نے اس کو گوارا نہیں فرمایا کہ بیٹے کی تلوار باپ کے خون سے رنگین ہو۔ اس لئے ابوحذیفہ مقابلہ سے ہٹا دیئے گئے اور عتبہ بن ربیعہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار سے قتل ہوا۔ (سیرت ابن ہشام)

(۱۶) باپ ناپاک بستر پاک:

ام المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان صلح حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ آئے۔ اپنی بیٹی سے ملنے گئے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو بی بی اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کے حبیب کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو۔ اس لئے تم اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابوسفیان کو اس سے بڑا رنج ہوا مگر حضرت اُمّ حبیبہ کے دل میں جو عظمت ومحبت رسول تھی اس کے لحاظ سے وہ کب برداشت کر سکتی تھیں کہ بستر نبوت پر ایک مشرک بیٹھے۔ اللہ اکبر! حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کی عظمت ومحبت کو محبت رسول پر قربان کر دیا کیونکہ یہی ایمان کی شان ہے کہ باپ چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے مگر عظمتِ مصطفیٰ اور محبتِ رسول کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

Marfat.com

معرکہ اُحد میں صحابہ کی جاں نثاری

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ:

غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو کچھ شکست کا سامنا ہوا۔ اس وقت مسلمان چاروں طرف سے کفار کے نرغے میں آ گئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شہید بھی ہوئے اور کچھ بھاگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کفار کے ایک جتھے کے نرغے میں آ گئے اور کفار نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔

صحابہ اس خبر سے بہت پریشان حال تھے اور اسی وجہ سے بہت سے بھاگے بھی اور اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کفار نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری نظر سے اوجھل ہو گئے تو میں نے آپ کو اول زندوں میں تلاش کیا نہ پایا پھر شہداء میں جا کر تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی سے بھاگ جائیں۔ بظاہر حق تعالیٰ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر ناراض ہوا۔ اس لئے اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس لئے اب اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ میں تلوار لے کر کافروں کے جتھے میں گھس جاؤں۔ یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ میں نے تلوار لے کر حملہ کیا۔ یہاں تک کہ کفار بیچ میں سے ہٹتے گئے۔ میری نگاہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑ گئی۔ تو بے حد مسرت ہوئی اور میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعے اپنے محبوب کی حفاظت کی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! ان کو روکو۔ میں نے تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا اور ان کے منہ پھیر دیئے اور بعضوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کے لئے بڑھی۔ آپ نے پھر حضرت علی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے پھر تنہا اس جماعت

Marfat.com

کا مقابلہ کیا۔اس کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس جوانمردی اور مدد کی تعریف کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہ منی وانا منہ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔یعنی کمال اتحاد کی طرف اشارہ فرمایا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: وانا منکما اور میں آپ دونوں سے ہوں۔

صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ

(۲) غسیل الملائکہ:

جنگ اُحد کے ایام میں حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی تھی جس رات آپ اپنی دلہن کو بیاہ کر لائے تھے اسی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی ہوگئی کہ کفار مکہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ان کے مقابلے کے لئے میدان جہاد میں چلو۔حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ باوجودیکہ نوجوان تھے اور شادی کی پہلی شب تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جہاد سن کر سب کچھ بھول گئے اور اپنی دلہن کو بھی نظر انداز کیا گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ:

سب سے بیگانہ رہے یار وشنا سا تیرا حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

میدانِ جہاد میں چلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس محویت کے عالم میں آپ کو اپنے غسل کرنے کی ضرورت بھی یاد نہ رہی۔اسی حالت میں معرکہ جنگ میں تشریف لے گئے اور اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہید بھی ہوگئے۔جب لڑائی ختم ہوئی تو شہداء کی لاشیں جمع کرنے کا حکم نبوی ہوا۔سب لاشیں مل گئیں مگر حضرت حنظلہ کی لاش مبارک نہ ملی۔یکا یک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ حضرت حنظلہ کی لاش فرشتے اوپر لے جا کر ایک نورانی تختے پر لٹا کر آب رحمت سے غسل دے رہے ہیں اسی دن سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہوا۔

(۳) شوق شہادت:

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوہ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے سعد! آؤ مل کر دعا کریں ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق دعا کرے اور دوسرا آمین کہے۔پھر دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا کی۔اول حضرت سعد نے

Marfat.com

دعا کی یااللہ! جب کل لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرمانا۔ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں۔ حضرت عبداللہ نے آمین کہی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے دعا کی اے اللہ! کل میدان جہاد میں ایک بہادر سے بمقابلہ کرا جو سخت حملہ والا ہو میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور میں بہتوں کو قتل کر کے پھر خود بھی شہید ہو جاؤں اور شہید ہونے کے بعد کافر میرے ناک کان کاٹ لیں پھر قیامت میں جب تیرے حضور پیش کیا جاؤں تو، تو فرمائے عبداللہ! تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں یااللہ! تیرے اور تیرے رسول کے راستے میں کاٹے گئے پھر تو کہے کہ سچ ہے۔ میرے ہی راستے میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی تو دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھیں۔ (کنز العمال، اسد الغابہ وغیرہ)

(۴) قدم رسول پر شہادت:

جنگ اُحد کی ہل چل اور بدحواسی میں جب مہر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجوم کفار کے دل بادل نے گھیر لیا اور اس وقت سید المحبوبین نے پکارا کہ کون مجھ پر جان دیتا ہے تو حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ چند انصاریوں کو لے کر یہ خدمت ادا کرنے کے لئے بڑھے۔ ہر ایک نے جان بازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کر دی۔ مگر ایک زخم بھی رحمت عالم کو لگنے نہیں دیا اور زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ زخموں سے چور چور ہو کر دم توڑ رہے تھے۔ رحمت عالم نے حکم دیا کہ ان کا لاشہ میرے قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی آپ نے زمین پر گھسٹ کر اپنا منہ محبوب خدا کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی، (مسلم غزوہ احد) سبحان اللہ! اس موت پر ہزاروں زندگیاں قربان ۔

تیرے قدموں پر سر ہو اور تار زندگی ٹوٹے
یہی انجام الفت ہے، یہی مرنے کا حاصل ہے

(۵) اسی زخم:

حضرت انس بن نضر جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے چچا تھے لڑتے بھڑتے بہت آگے نکل گئے۔ دیکھا کہ کچھ لوگوں نے ہتھیار پھینک دیا ہے۔ انس بن نضر نے پوچھا کہ

Marfat.com

یہاں تم لوگ کیا کرتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ پتا نہیں چلتا! لوگوں نے کہا اب لڑ کر کیا کریں گے؟ جن کے لئے لڑتے تھے وہی نہیں رہے۔ ہم نے سنا ہے کہ رحمت عالم شہید ہو گئے۔ انس بن نضر یہ سن کر تڑپ گئے اور فرمایا کہ پھر ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ کہہ کر دشمن کی فوج میں گھس گئے اور لڑ کر شہادت پائی۔ جنگ کے بعد جب ان کی لاش دیکھی گئی تو اسی (۸۰) سے زیادہ تیر تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان تک نہ سکا ان کی بہن نے انگلی دیکھ کر لاش کو پہچانا۔ (بخاری غزوہ اُحد ص ۵۷۸ مسلم ج ۲ ص ۱۳۸)

(۶) حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

حضرت وہب بن قابوس ایک صحابی ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اور اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے بکریاں چراتے تھے اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے پوچھا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ اُحد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں۔ بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضور کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی آئی حضور نے فرمایا: جو ان کو منتشر کر دے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔ حضرت وہب نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی، تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا حضور نے ان کو جنت کی خوشخبری دی اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفار کے جم گھٹے میں گھس گئے اور شہید ہو گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے وہب جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی اور شہید ہونے کے بعد حضور کو میں نے دیکھا کہ وہب کے سرہانے کھڑے تھے اور ارشاد فرماتے تھے اللہ تم سے راضی ہو میں تم سے راضی ہوں۔ اس کے بعد حضور نے خود اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا باوجودیکہ اس لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی زخمی تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کے عمل پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہب کے عمل پر آیا میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔ (اصابہ، قرۃ العیون)

(۷) حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ جنگ اُحد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر میدان میں کود پڑیں۔ اور جب کفار نے حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر وتلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب ابن قمیہ ملعون نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار چلا دی تو حضرت اُمّ عمارہ نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا۔ چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا۔ پھر خود بڑھ کر ابن قمیہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا، اس لئے بچ گیا۔ اس جنگ میں بی بی اُمّ عمارہ کے سر وگردن پر تیرہ زخم لگے تھے۔ حضرت بی بی اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ اُحد میں زخمی کر دیا۔ اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ اُمّ عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا بیٹا اٹھو۔ کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُمّ عمارہ! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت اُمّ عمارہ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے اور فرمایا کہ اے اُمّ عمارہ! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ حضرت اُمّ عمارہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف عطا فرمائے۔ اس وقت آپ نے ان کے لئے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کے لئے اس طرح دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ ''یا اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔''

حضرت بی بی اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت مجھ پر آ جائے تو مجھ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ ج۲ ص۱۲۶)

(۸) پیامِ سعد رضی اللہ عنہ:

اسی اُحد کی لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سعد بن ربیع کا حال معلوم نہیں ہوا کہ کیا گزری۔ ایک صحابی کو تلاش کے لئے بھیجا وہ شہداء کی جماعت میں تلاش

Marfat.com

کررہے تھے آوازیں بھی دے رہے تھے کہ شاید وہ زندہ ہوں پھر پکار کر کہا کہ مجھے حضور نے بھیجا ہے کہ سعد بن ربیع کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے بہت ہی ضعیف آواز آئی یہ اس طرف بڑھے جا کر دیکھا کہ سات مقتولین کے درمیان پڑے ہیں اور ایک آدھ سانس باقی ہے جب یہ قریب پہنچے تو حضرت سعد نے کہا کہ حضور سے میرا سلام کہہ دینا اور کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے آپ کو اس سے افضل اور بہتر بدلہ عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کے امتی کی طرف سے بہتر سے بہتر عطا کیا ہو اور مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اگر کافر حضور تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی چمکتی ہوئی رہے یعنی وہ زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی عذر بھی تمہارا نہ چلے گا اور یہ کہہ کر جاں بحق ہوئے۔ (تاریخ خمیس)

(۹) حضرت جابر کا شوق ووارفتگی:

اُحد کی لڑائی سے فراغ پر مسلمان مدینہ طیبہ پہنچے۔ سفر مدینہ کی تکان تھی مگر مدینہ منورہ پہنچتے ہی یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان نے لڑائی سے واپسی پر حمراء الاسد (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچ کر ساتھیوں سے مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے ایسے موقع پر غنیمت سمجھنا چاہئے تھا کہ نہ معلوم پھر ایسا وقت آئے یا نہ آئے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کر کے لوٹنا چاہئے تھا۔ اس اردہ سے اس نے واپسی کا مشورہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ جو لوگ اُحد میں ساتھ تھے وہی صرف ساتھ ہوں اور دوبارہ حملہ کے لئے چلنا چاہئے۔ اگرچہ مسلمان اس وقت تھکے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود سب کے سب تیار ہو گئے چونکہ حضور نے اعلان فرما دیا تھا کہ صرف وہی لوگ ساتھ چلیں جو اُحد میں ساتھ تھے۔ اس لئے حضرت جابر نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری تمنا اُحد میں بھی شرکت کی تھی مگر والد نے یہ کہہ کر اجازت نہ دی کہ میری سات بہنیں ہیں کوئی مرد اور ہے نہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم دونوں میں سے ایک کا رہنا ضروری ہے اور خود جانے کا ارادہ فرما چکے تھے۔ اس لئے مجھے اجازت نہ دی تھی۔ اُحد کی لڑائی میں ان کی شہادت ہوگئی۔ اب حضور مجھے اجازت مرحمت فرما دیں کہ میں بھی ہمرکاب چلوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی۔ ان کے علاوہ اور کوئی ایسا شخص نہیں گیا جو اُحد میں شریک نہ ہو۔ (تاریخ خمیس)

Marfat.com

ذات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کے تعلقِ خاطر پر عمومی نظر

○

اُسوۂ صحابہ کا درخشاں باب

Marfat.com

صحابہ کرام اور بارگاہ رسالت مآب

صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم

برکت اندوزی:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے برکت اندوز ہوتے رہتے۔ مثلاً بچے بیمار پڑتے یا پیدا ہوتے تو ان کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتے، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔

حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار پڑا تو میری خالہ مجھ کو آپ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت کی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لڑکا پیدا ہوا تو آپ کی خدمت میں لائے، آپ نے اس کا نام رکھا، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کو برکت کی دعا دی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو لے کر آئیں اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ نے کھجور منگا کر چبائی اور اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر برکت کی دعا دی۔ آپ بچوں کے منہ میں کلی کر دیتے۔ بعض کے منہ میں لعاب ڈال دیتے اور بعض کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے۔ (بخاری کتاب الدعوات، باب الدعاء للصبیان بالبرکہ ومسح رؤسہم وکتاب العقیقہ باب تسمیۃ المولود...... تحنیکہ)

حضرت زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے بچپن ہی میں ان کی والدہ ان کو آپ کی خدمت میں لائیں اور کہا کہ اس سے بیعت لیجئے۔ آپ نے فرمایا: ابھی بچہ ہے یہ کہہ کر ان کے

Marfat.com

سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی، چنانچہ جب ان کو لے کر ان کے دادا غلہ خریدنے کے لئے بازار جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ ہم کو بھی شریک کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو برکت کی دعا دی ہے۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکت حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام کو آپ کی خدمت میں اپنی اولاد کو حاضر کرنے کا بڑا شوق تھا۔"

نماز فجر کے بعد صحابہ کرام کے ملازم برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے آپ ان میں دست مبارک ڈال دیتے وہ متبرک ہو جاتا۔ (بخاری کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام)

جب پھل پختہ ہوتے تو پہلا پھل آپ کی خدمت میں پیش کرتے، آپ برکت کی دعا فرماتے اور سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا اس کو دے دیتے۔ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی صحابہ کے لئے آب حیات تھا، جس پر وہ جان دیتے تھے۔

ایک بار حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو تمام صحابہ نے اس کو جھپٹ لیا۔ (نسائی کتاب الطہارۃ باب انتفاع بفضل الوضو)

ایک دن آپ نے وضو کیا، پانی بچ گیا تو تمام صحابہ نے اس کو لے کر جسم پر مل لیا۔

(بخاری کتاب الوضو باب استعمال فضل وضو بالناس)

ایک بار آپ سر منڈوا رہے تھے صحابہ کرام نے آپ کو گھیر لیا، حجام سر مونڈتا جاتا تھا اور صحابہ اوپر ہی اوپر سے بالوں کو اچک لینا چاہتے تھے۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی علیہ السلام وتبرکہم)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر ہاتھ پھیر دیا، اس کے بعد انہوں نے عمر بھر نہ سر کے آگے کے بال کٹوائے نہ مانگ نکالی۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیفیۃ الاذان) بلکہ ان کو بطور تبرک یادگار کے قائم رکھا۔

آپ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکان پر تشریف لاتے تو وہ آپ سے برکت

Marfat.com

حاصل کرنے کی درخواست کرتے۔

ایک بار آپ ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے دعوت کی، جب چلنے لگے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض کی کہ "میرے لئے دعا فرمایئے۔" آپ نے دعائے برکت اور دعائے مغفرت فرمائی۔ (ایضاً کتاب الاشربہ فی النفخ فی الشراب)

ایک بار آپ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ انہوں نے آہستہ سے جواب دیا ان کے صاحبزادے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن نہیں دیتے' بولے "چپ رہو مقصد یہ ہے کہ آپ ہم پر بار بار سلام کریں۔" آپ نے دوبارہ سلام کیا، پھر اسی قسم کا جواب ملا، تیسری بار سلام کر کے آپ واپس چلے، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ میں آپ کا سلام سنتا تھا لیکن جواب اس لئے آہستہ سے دیتا تھا کہ آپ ہم پر متعدد بار سلام کریں۔"

(ایضاً کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان)

محافظت یادگار رسول:

صحابہ کرام کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاریں محفوظ تھیں جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں یزید کے دربار سے پلٹ کر مدینہ میں آئے تو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ملے اور مجھ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مجھے دے دو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس کو چھین لیں، خدا کی قسم اگر تم نے مجھے یہ تلوار دی تو جب تک جسم میں جان باقی ہے کوئی شخص اس کی طرف دست درازی نہیں کر سکتا۔

(ابوداؤد باب ما یکرہ ان تجمع بینھن من النساء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب ان کے خاندان میں کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔

(مسند ابن حنبل ج ۶ ص ۳۴۸)

Marfat.com

بہت سے صحابہ ان یادگاروں کو زادِ آخرت سمجھتے تھے اور ان کو بعد مرگ بھی اپنے پاس سے جدا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو ایک شیشی میں بھر کر اپنی خوشبو میں ملا دیتی تھیں۔ چنانچہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو وصیت کی کہ یہ خوشبو ان کے حنوط میں شامل کر دی جائے۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ آپ کے بال کو بھی شیشی میں بھر لیتی تھیں۔ لیکن علامہ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں پہلے تو اس کو ایک بے جوڑ چیز سمجھا ہے لیکن اس کے بعد لکھا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک اس سے وہ بال مراد ہیں جو کنگھی کرنے میں آپ کے سر سے جھڑ جاتے تھے۔

پھر حضرت انس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منیٰ میں اپنے بال منڈوائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال لے لئے اور ان کو حضرت انس کی والدہ کے حوالے کیا جن کو انہوں نے اپنی خوشبو میں شامل کر لیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس خوشبو میں یہ بال شامل تھے اسی میں وہ پسینے کو بھی شامل کر لیتی تھیں۔

(بخاری کتاب الاستیذان من زار قوما فقال عندہم)

غزوہ خیبر میں آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اتنی قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔ (مسند ابن حنبل ج۶ ص ۳۸۰)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کا ایک کرتا، ایک تہبند، ایک چادر اور چند موئے مبارک تھے، انہوں نے وفات کے وقت وصیت کی کہ یہ کپڑے کفن میں لگائے جائیں اور موئے مبارک منہ اور ناک میں بھر دیئے جائیں۔

(نزہۃ الابرار تذکرہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا چنانچہ انہوں نے ایک دن ایک صحابی کو ایک یمنی تہبند اور ایک کمل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم سرکار نے ان ہی کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔

(ابوداؤد کتاب اللباس، باب فی لبس الصوف والشعر)

Marfat.com

ایک صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ ریشم کا ایک عمامہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے اس کو محفوظ رکھا تھا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار بخارا میں خچر پر سوار ہو کر نکلے تو عمامہ دکھا کر کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عنایت فرمایا تھا۔ (ایضاً باب ماجاء فی الخنہ)

آپ کے چند بال حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بطور یادگار کے محفوظ رکھے تھے اور جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو ایک برتن میں پانی بھر کر بھیج دیتا تھا اور وہ اس میں بالوں کو دھو کر واپس کر دیتی تھیں۔ جس کو وہ شفا حاصل کرنے کے لئے پی جاتا تھا یا اس سے غسل کر لیتا تھا۔

(بخاری کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب مع فتح الباری)

خلفاء ان یادگاروں کی نہایت عزت کرتے تھے اور ان سے برکت اندوز ہوتے تھے۔

ایک بار آپ نے کسی عجمی بادشاہ کے نام خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ جب تک خط پر مہر نہ ہو اہل عجم اس کو نہیں پڑھتے۔ اس لئے آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جس کے نگینہ پر محمد رسول اللہ کندھا تھا۔ اس انگوٹھی کو خلفائے ثلثہ نے محفوظ رکھا تھا۔ آخر میں حضرت عثمان کے ہاتھ سے ایک کنویں میں گر پڑی۔ انہوں نے تمام کنویں کا پانی نکال ڈالا، لیکن یہ گوہر نایاب نہ مل سکا۔ (ابوداؤد اول کتاب الخاتم)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدے کے صلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی چادر عنایت فرمائی تھی، یہ چادر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے صاحبزادے سے خرید لی اور ان کے بعد تمام خلفاء عیدین میں وہی چادر اوڑھ کر نکلتے تھے۔

(اصابہ تذکرہ حضرت کعب بن زہیر)

آپ جس پیالے میں پانی پیتے تھے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس محفوظ تھا۔ ایک بار وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کو چاندی کے تار سے جڑوایا، اس میں ایک لوہے کا حلقہ بھی لگا ہوا تھا بعد کو حضرت انس نے اس میں سونے یا چاندی کا حلقہ لگوانا چاہا لیکن حضرت طلحہ نے منع کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا ہے اس میں تغیر نہیں کرنا چاہئے۔

آپ کے دو اور پیالے حضرت سہل اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما کے پاس محفوظ تھے۔ (بخاری کتاب الاشربہ باب الشرب من قدوح النبی)

ایک دن آپ حضرت اُمّ سلیم کے گھر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا،

Marfat.com

آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگا کر پانی پیا، حضرت اُمّ سلیم نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اُمّ سلیم)

آپ حضرت شفاء بنت عبداللہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے، اس غرض سے انہوں نے آپ کے لئے ایک خاص بستر اور ایک خاص تہبند بنوالیا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے یہ یادگاریں ایک مدت تک ان کے پاس محفوظ رہیں آخر میں مروان نے ان سے لے لیا۔ (اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفاء بنت عبداللہ)

ان یادگاروں کے علاوہ صحابہ کرام آپ کی ہر چیز کو یادگار سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس کی زیارت کراتے تھے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپ معتکف ہوتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الصیام باب ان یکون الاعتکاف)

ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرتے تھے اس کا اظہار سینکڑوں طریقہ سے ہوتا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیب تن کر لیتے ایک صحابیہ فرماتی ہیں:

جمعت علی ثیابی حین امسیت فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شام ہوئی تو میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

(ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل)

بغیر طہارت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے، مدینہ کے کسی راستہ میں آپ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سامنا ہوگیا ان کو نہانے کی ضرورت تھی گوارا نہ ہوا کہ اس حالت میں آپ کے سامنے آئیں، اس لئے آپ کو دیکھا تو کترا گئے اور غسل کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے دیکھا تو فرمایا ابوہریرہ! کہاں تھے؟ بولے میں پاک نہ تھا اس لئے آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا تھا۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یصافح)

Marfat.com

آپ کے سامنے بیٹھتے تو فرط ادب سے تصویر بن جاتے، احادیث میں اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ کانما علی رؤسھم الطیر یعنی صحابہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیا بیٹھی ہوتی ہیں۔

(ابوداؤد اول کتاب الطب باب الرجل تیداوی)

گھر میں بچے پیدا ہوتے تو ادب سے ان کا نام محمد نہ رکھتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی کے گھر میں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے محمد نام رکھا۔ لیکن ان کی قوم نے کہا ہم نہ یہ نام رکھنے دیں گے نہ اس کنیت سے تم کو پکاریں گے تم اس کے متعلق خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرلو۔ وہ بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔''

(مسلم کتاب الادب باب النہی عن التکنی بابی القاسم وبیان مایستحب من الاسماء)

اگر راستے میں کبھی ساتھ ہو جاتا تو ادب سے آپ کے ساتھ سواری پر سوار ہونا پسند نہ کرتے۔ ایک بار حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کا خچر ہانک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: سوار کیوں نہیں ہو لیتے؟ لیکن انہوں نے اس کو بڑی بات سمجھا کہ آپ کے خچر پر سوار ہوں، تاہم امتثالا للامر تھوڑی دور تک سوار ہو لئے۔ (نسائی کتاب الاستعاذہ ص ۸۰۳)

فرط ادب سے کسی بات میں آپ پر تقدم یا مسابقت گوارا نہ کرتے۔ آپ غزوہ تبوک کے سفر میں قضائے حاجت کے لئے صحابہ سے الگ ہو گئے۔ نماز فجر کا وقت آ گیا تو صحابہ نے آپ کے آنے سے پیشتر ہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی امامت میں نماز شروع کر دی۔ آپ پہنچے تو ایک رکعت نماز ہو چکی تھی اس لئے آپ دوسری رکعت میں شریک ہوئے، نماز ہو چکی تو تمام صحابہ نے اس کو بے ادبی بلکہ گناہ خیال کیا اور اس لئے سب کے سب سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم نے اچھا کیا۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین)

ایک بار آپ کوئی نزاع چکانے کے لئے قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں گئے۔ نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا کہ نماز پڑھا دیجئے۔ وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ سرکار آ کر شریک جماعت ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگرچہ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے تاہم جب لوگوں نے متصل تالیاں بجائیں تو مڑ کر دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو، انہوں نے پہلے تو خدا کا شکر کیا کہ آپ نے ان کی امامت کو پسند فرمایا۔ پھر پیچھے ہٹ آئے اور آپ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جب میں نے حکم دیا تو تم کیوں اپنی جگہ سے ہٹ آئے؟ بولے کہ ابن ابی قحافہ کا یہ منہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔ (ایضاً کتاب الصلوٰۃ باب التصفیق فی الصلوٰۃ)

ایک بار آپ پیدل جا رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک صحابی گدھے پر سوار آئے۔ آپ کو پیدل دیکھا تو خود فرط ادب سے پیچھے ہٹ گئے اور آپ کو آگے سوار کرنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا: ''تم آگے بیٹھنے کے زیادہ مستحق ہو، البتہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں آگے بیٹھ سکتا ہوں۔''

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب رکب الدابۃ احق بصدرھا)

اگر کبھی آپ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو جب تک آپ کھانا شروع نہ کرتے تمام صحابہ فرط ادب سے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ (ایضاً کتاب الاطمعہ باب التسمیۃ علی الطعام)

ادب کے باعث آپ سے آگے چلنا پسند نہیں کرتے۔

ایک سفر میں حضرت عمر ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نکل نکل جاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا کہ کوئی آپ سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ (بخاری کتاب الھبہ باب من اہدی لہ ہدیۃ وعندہ جلسا فہو احق بہا)

کسی چیز میں آپ سے مقابلہ کی جرأت نہ کرتے، ایک بار چند صحابہ جو قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے باہم تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا: ''اے بنو اسماعیل! تیر پھینکو کیونکہ تمہارے باپ تیرانداز تھے اور میں فلاں قبیلہ کے ساتھ ہوں''۔ دوسرے گروہ کے لوگ فوراً رک گئے، آپ نے پوچھا کہ تیر کیوں نہیں پھینکتے؟ بولے اب کیونکر مقابلہ کریں جبکہ آپ ان کے ساتھ ہیں، فرمایا تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (ایضاً کتاب الجہاد، باب التحریض علی الرمی)

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ لوگ اس لئے رک گئے کہ اگر وہ اپنے فریق پر غالب آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھ ہیں تو آپ بھی مغلوب ہو جائیں گے، اس لئے انہوں نے ادب سے مقابلہ ہی کرنا چھوڑ دیا اس ادب و

Marfat.com

احترام کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی نسبت کسی قسم کا سوءِ ادب گوارا نہ کرتے۔

آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا اور آپ نیچے کے حصہ میں اور ان کے اہل وعیال اوپر کے حصے میں رہنے لگے ایک رات حضرت ابوایوب بیدار ہوئے تو کہا کہ ہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چلیں پھریں۔ اس خیال سے تمام اہل وعیال کو ایک کونے میں کر دیا۔ صبح کو آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ اوپر قیام فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ نیچے کا حصہ ہمارے لئے زیادہ موزوں ہے۔ بولے کہ ''جس چھت کے نیچے آپ ہوں ہم اس پر نہیں چڑھ سکتے مجبوراً آپ کو بالا خانہ پر قیام کرنا پڑا۔''

بعض صحابہ آپ سے سن میں بڑے تھے لیکن ان کو فرط ادب سے یہ گوارا نہ تھا کہ ان کو آپ سے بڑا کہا جائے۔

ایک بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی سے پوچھا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ بولے بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں البتہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا۔ (ترمذی ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر نادانستگی میں بھی آپ کی شان میں کوئی نامناسب بات نکل جاتی تو اس کی معافی چاہتے۔

ایک صحابیہ کا بچہ مر گیا، اور وہ اس پر رو رہی تھیں آپ کا گزر ہوا تو فرمایا خدا سے ڈرو اور صبر کرو۔ بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پروا ہے، آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا تھا۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمہ)

اگر کسی دوسرے شخص کے متعلق آپ کی نسبت بے ادبی کا خیال ہوتا تو صحابہ کرام سخت برہم ہوتے، ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شانہ نبوت میں آئے، دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا با آواز بلند بول رہی ہیں فوراً طمانچہ اٹھایا اور کہا اب کبھی آپ کے سامنے آواز بلند نہ ہونے پائے۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح)

آپ پر ایک شخص کا کچھ قرض تھا، اس نے گستاخانہ طریقے سے تقاضا کیا تو تمام صحابہ اس

Marfat.com

پر ٹوٹ پڑے بالآ خر خود آپ نے بیچ بچاؤ کیا۔

(ابن ماجہ ابواب الصدقات باب لصاحب الحق سلطان)

ایک بار آپ سفر میں تھے ایک بدو آیا اور وحشیانہ لہجہ میں آواز کو بلند کیا اور پکارا ''یا محمد، یا محمد'' صحابہ کرام نے کہا ''ہیں، ہیں'' یہ کیا؟ منع ہے؟

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل التوبہ والاستغفار وماذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ)

ایک بار آپ نے فرمایا: انصار کے خاندانوں میں سب سے افضل بنونجار ہیں، پھر بنو عبدالاشہل پھر بنوحرث بن الخزرج، پھر بنوساعدہ، ان کے علاوہ انصار کے تمام خاندان اچھے ہیں، حضرت سعد بن عبادہ قبیلہ بنوساعدہ سے تھے، ان کو جب معلوم ہوا کہ آپ نے ان کے قبیلے کو چوتھے نمبر پر رکھا ہے تو ان کو کسی قدر ناگوار ہوا، بولے میرے گدھے پر زین کسو، میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق گفتگو کروں گا؟ لیکن ان کے بھتیجے حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تردید کے لئے جاتے ہیں حالانکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وجوہ فضیلت کے سب سے زیادہ عالم ہیں، یہ کیا کم ہے کہ آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فی خیر دور الانصار)

صلح حدیبیہ کے بعد کافروں کا مسلمانوں میں اختلاط ہوگیا۔ حضرت سلمہ آئے اور ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے، چار مشرک بھی اس جگہ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا، ان کو گوارا نہ ہوسکا۔ اٹھ گئے۔ دوسری جگہ چلے گئے اور چاروں مشرک بھی تلوار کو لٹکا کر سو رہے، اسی حالت میں شور ہوا کہ ابن زنیم قتل کر دیا گیا، حضرت سلمہ نے موقع پا کر تلوار میان سے کھینچ لی اور چاروں پر حالت خواب میں حملہ کر کے ان کے تمام ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی، تم میں سے جو شخص سر اٹھائے گا اس کا دماغ پاش پاش کر دیا جائے گا۔ (مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد وغیرہ)

ایک شخص کا نام محمد تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی ان کو گالی دے رہا ہے، بلا کر کہا دیکھو تمہاری وجہ سے محمد کو گالی دی جا رہی ہے، اب تادم مرگ تم اس نام سے پکارے نہیں جاسکتے چنانچہ اسی وقت اس کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا گیا۔ پھر بنوطلحہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جو لوگ اس نام کے ہوں ان کے نام بدل دیئے جائیں، اتفاق سے وہ لوگ سات آدمی

Marfat.com

تھے اوران کے سردار کا نام محمد تھا۔ لیکن انہوں نے کہا، خود رسول اللہ ہی نے میرا نام محمد رکھا ہے، بولے اب میرا اس پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۲۱۶)

چھوٹے چھوٹے بچے بھی اگر آپ کے ساتھ کسی قسم کی شوخی کرتے تو صحابہ کرام ان کو ڈانٹ دیتے۔

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے باپ کے ساتھ حاضر خدمت ہوئیں اور بچپن کی وجہ سے خاتم النبوۃ سے کھیلنے لگیں، ان کے والد نے ڈانٹا، لیکن آپ نے فرمایا: کھیلنے دو۔

(بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیہ والرطانۃ)

جو چیزیں شان نبوت کے خلاف ہوتیں، صحابہ کرام آپ کے سامنے ان کے ذکر تک کو سوءِ ادب سمجھتے۔ آپ نے جب عمرہ قضا ادا فرمایا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے اشعار پڑھتے چلتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور حدود حرم کے اندر شعر پڑھتے ہو لیکن آپ نے خود اس کو مستحسن فرمایا

(نسائی کتاب المناسک انشاء والشعر فی الحرم والمشی بین ایدی الامام، ترمذی میں ہے کہ اشعار حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے پڑھے تھے اور یہی صحیح بھی ہے)

ایک بار کچھ لوگوں نے جمعہ کے دن آپ کے منبر کے سامنے شور وغل کرنا شروع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا کہ آپ کے منبر کے سامنے آواز اونچی نہ کرو۔

(مسلم کتاب الامارۃ فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ)

یہ تعظیم، یہ ادب، یہ عزت آپ ہی کی زندگی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام آپ کا اسی طرح ادب کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد قبر کے متعلق اختلاف ہوا کہ لحد کھودی جائے یا صندوق، اس پر لوگوں نے شور وغل کرنا شروع کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ کے سامنے موت و حیات دونوں حالتوں میں شور وشغب نہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الشق)

صحابہ کرام کے اس ادب واحترام کا منظر صلح حدیبیہ میں عروہ کو نظر آیا تو وہ سخت متاثر ہوا۔ اس نے صلح سے متعلق آپ سے گفتگو کی، تو عرب کے طریقے کے مطابق ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا جاتا، لیکن جب جب ہاتھ بڑھاتا تھا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تلوار

Marfat.com

کے ذریعہ سے روک دیتے تھے، اس واقعہ سے عروہ کی اس طرف توجہ ہوگئی اور اس نے صحابہ کے طرزِ عمل کو بغور دیکھنا شروع کیا تو اس پر یہ اثر پڑا کہ پلٹا تو کفار سے بیان کیا کہ ''میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں اس قدر کسی بادشاہ کے رفقاء نہیں کرتے اور اگر وہ تھوکتے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں میں ان کا تھوک گرتا ہے، اور وہ اپنے جسم پر و چہرہ پر اس کو ملتے ہیں۔ اگر وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ لوگ بچے کھچے پانی کے لئے باہم لڑ پڑتے ہیں، اگر ان کے سامنے بولتے ہیں تو ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں، اور وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔'' (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد المصالحۃ مع اہل العرب)

جاں نثاری:

صلح حدیبیہ میں جب عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایسے چہرے اور مخلوط آدمی دیکھتا ہوں جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل پر اس طنز آمیز فقرہ نے نشتر کا کام دیا، انہوں نے برہم ہو کے کہا: ''ہم اور آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟'' (ایضاً)

یہ ایک قول تھا جس کی تائید ہر موقع پر صحابہ کرام نے اپنے عمل سے کی۔

ابتداء اسلام میں ایک بار آپ نماز پڑھنے میں مشغول تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا، اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو دھکیل دیا اور کہا کہ ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا معبود اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے خدا کی جانب سے دلائل لے کر آیا ہے۔ (بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہجرت کے بعد خطرات اور بھی زیادہ ہو گئے تھے کفار مکہ کے علاوہ اب منافقین اور یہود نئے دشمن ہو گئے تھے جن کا رات دن خطرہ رہتا تھا مگر صحابہ کرام آپ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو ان تمام خطرات میں ڈال دیتے تھے چنانچہ ابتداء ہجرت میں آپ ایک شب بیدار ہوئے تو فرمایا: ''کاش آج کی رات کوئی صالح بندہ میری حفاظت کرتا''۔ تھوڑی دیر کے بعد ہتھیار کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی، آپ نے آواز سن کر فرمایا، کون ہے؟ جواب ملا ''میں سعد بن ابی وقاص، فرمایا کیوں آئے؟ بولے میرے دل میں آپ کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لئے

Marfat.com

حفاظت کے لئے حاضر ہوا۔" (ترمذی کتاب الفضائل مناقب سعد بن ابی وقاص)

ان خطرات کی وجہ سے اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی آنکھ سے اوجھل ہو جاتے تو جان نثاروں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔

آپ ایک دن صحابہ کرام کے حلقہ میں رونق افروز تھے، کسی ضرورت سے اٹھے تو پلٹنے میں دیر ہوگئی۔ صحابہ کرام گھبرا گئے کہ خدانخواستہ دشمنوں کی طرف سے کوئی چشم زخم (بری نظر کا دکھ یا نقصان) تو نہیں پہنچا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی پریشانی کی حالت میں گھبرا کر آپ کی جستجو میں انصار کے ایک باغ میں پہنچے۔ دروازہ ڈھونڈھا تو نہیں ملا، دیوار میں پانی کی ایک نالی نظر آئی اس میں گھس کر آپ تک پہنچے اور صحابہ کی پریشانیوں کی داستان سنائی۔

(مسلم کتاب الایمان باب من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعا)

غزوات میں یہ خطرات اور بھی بڑھتے جاتے تھے۔ اس لئے صحابہ کرام کی جان نثاری میں اور بھی ترقی ہوتی جاتی تھی۔

غزوہ ذات الرقاع میں ایک صحابی نے ایک مشرک کی بیوی کو گرفتار کیا، اس نے انتقام لینے کے لئے قسم کھائی کہ "جب تک اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی کے خون سے زمین کو رنگین نہ کرلوں گا چین نہ لوں گا۔" اس لئے جب آپ واپس ہوئے تو اس نے تعاقب کیا۔ آپ منزل پر فروکش ہوئے تو دریافت فرمایا کہ کون میری حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لے گا؟ مہاجرین و انصار دونوں میں سے ایک ایک بہادر اس شرف کو حاصل کرنے کے لئے اٹھے۔ آپ نے حکم دیا کہ گھاٹی کے دہانے پر جاکر متمکن ہو جائیں (کہ وہی کفار کی کمین گاہ ہو سکتی تھی) دونوں بزرگ وہاں پہنچے تو مہاجر بزرگ سو گئے اور انصاری نے نماز پڑھنا شروع کی، مشرک آیا اور فوراً تاڑ گیا کہ یہ محافظ اور نگہبان ہیں، تین تیر مارے اور تینوں کے تینوں ان کے جسم پر ترازو ہو گئے۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من الدم) لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔

آپ غزوہ حنین کے لئے نکلے تو ایک صحابی نے شام کے وقت خبر دی کہ میں نے آگے جا کر پہاڑ کے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے زن و مرد چارپایوں اور مویشیوں کو لے کر امنڈ آئے ہیں، آپ مسکرائے اور فرمایا، آج میری پاسبانی کون کرے گا؟ حضرت انس

Marfat.com

بن ابی مرثد غنوی نے کہا، یارسول اللہ! میں، ارشاد ہوا کہ سوار ہو جاؤ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تو فرمایا کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ جاؤ۔ آپ نماز فجر کے لئے اٹھے تو صحابہ سے فرمایا کہ تمہیں اپنے شہسوار کی بھی خبر ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ جماعت قائم ہوئی تو آپ نماز پڑھاتے جاتے تھے اور مڑ مڑ کر گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ نماز ادا کر چکے تو فرمایا لو مبارک ہو تمہارا شہسوار آ گیا۔ صحابہ کرام نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان سے دیکھا تو وہ آ پہنچے اور خدمت مبارک میں حاضر ہو کر سلام کیا اور فرمایا کہ میں گھاٹی کے بلند ترین حصے پر جہاں آپ نے مامور فرمایا تھا چڑھ گیا، صبح کو دونوں گھاٹیاں بھی دیکھیں تو ایک متنفس بھی نظر نہ آیا، آپ نے فرمایا، کبھی نیچے بھی اترے تھے، بولے صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے۔ ارشاد ہوا تم کو جنت مل چکی ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی عمل نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الحرس فی سبیل اللہ عزوجل)

ایک غزوہ میں صحابہ کرام نے ایک ٹیلے پر قیام فرمایا، اس شدت سے سردی پڑی کہ بعض لوگوں نے زمین میں گڑھا کھودا اور اس کے اندر گھس کر اوپر سے ڈھال ڈال دی۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ آج کی شب میری حفاظت کون کرے گا؟ میں اس کو دعا دوں گا۔ ایک انصاری نے کہا کہ یارسول اللہ! میں، آپ نے قریب بلا کر ان کا نام پوچھا اور دیر تک دعا دیتے رہے۔ حضرت ابوریحانہ نے یہ دعا سنی تو کہا کہ ''میں دوسرا نگہبان بنوں گا۔'' آپ نے قریب بلا کر نام پوچھا اور ان کو بھی دعا دی۔ (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۱۳۴) آیت کریمہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدہ:۶۷) ''اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے''۔ نازل ہونے کے بعد آپ نے اپنے لئے پاسبان مقرر کرنا بند کر دیا۔

غزوہ بدر میں جب آپ نے کفار کے مقابلے کے لئے صحابہ کرام کو طلب کیا تو حضرت مقداد بولے، ہم وہ نہیں ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہہ دیں:

''تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ اور لڑو'' بلکہ ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے لڑیں گے۔ آپ نے یہ جاں نثارانہ فقرے سنے تو چہرہ مبارک فرط مسرت سے چمک اٹھا۔ (بخاری کتاب المغازی، باب غزوہ بدر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جان نثارانہ جذبات کا ظہور سب سے زیادہ غزوہ اُحد میں

Marfat.com

ہوا، چنانچہ اس غزوہ میں کسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف نو صحابہ (جن میں سات انصاری اور دو قریشی تھے یعنی حضرت طلحہ اور حضرت سعد رہ گئے) اس حالت میں کفار آپ پر دفعۃً ٹوٹ پڑے تو آپ نے ان جان نثاروں کی طرف خطاب کر کے فرمایا، کہ ان اشقیا کو کون میرے پاس سے ہٹا سکتا ہے؟ ایک انصاری فوراً آگے بڑھے اور لڑ کر آپ پر قربان ہو گئے۔ اسی طرح کفار برابر آپ پر حملہ کرتے جاتے اور آپ بار بار پکارتے جاتے تھے اور ایک ایک انصاری بڑھ کر آپ پر اپنی جان قربان کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ ساتوں بزرگ شہید ہو گئے۔ (صحیح مسلم باب غزوہ بدر)

حضرت طلحہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی جان نثاری کا وقت آیا تو حضرت سعد کے سامنے آپ نے اپنا ترکش بکھیر دیا اور فرمایا کہ ''اے سعد! تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان''۔ حضرت طلحہ سپر لے کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور تیر چلانے لگے اور اس شدت سے تیراندازی کی کہ دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر آپ گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تھے تو وہ کہتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں گردن اٹھا کر نہ دیکھیں، مبادا کوئی تیر لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے سامنے ہے۔ (بخاری باب غزوہ اُحد)

اس غزوہ میں حضرت شماس بن عثمان کی جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے ان کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آتی تھی۔ آپ پر غشی طاری ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو آپ کی سپر بنا لیا یہاں تک ک اسی حالت میں شہید ہوئے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ)

اسی غزوہ میں آپ نے ایک صحابی کو حضرت سعد بن ربیع انصاری کی تلاش میں روانہ فرمایا، وہ لاشوں کے درمیان ان کو ڈھونڈھنے لگے تو حضرت سعد بن ربیع خود بول اٹھے کیا کام ہے؟ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارا ہی پتا لگانے کے لئے بھیجا ہے، بولے جاؤ، آپ کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دو، اور کہہ دو کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم لگے ہیں، اور اپنے قبیلہ میں اعلان کر دو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور ان میں ایک متنفس بھی زندہ رہا تو خدا کے نزدیک ان کا کوئی عذر قابلِ سماعت نہ ہو گا۔

(موطا امام مالک کتاب الجہاد باب الترغیب فی الجہاد)

Marfat.com

نہ صرف مرد بلکہ عورتیں بھی آپ کی جان نثاری کی آرزو رکھتی تھیں حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی مدد کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے۔

(استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیر)

خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتے تھے۔ اس لئے متعدد بزرگوں نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ابتداء بعثت ہی سے آپ کی خانہ داری کے تمام کاروبار کا انتظام اپنے ذمے لے لیا تھا اور اس کے لئے طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ لیکن آپ کے شرف خدمت کا چھوڑنا کبھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ حضور کا معمول تھا کہ جب کوئی غریب مسلمان خدمت مبارک میں حاضر ہوتا اور اس کے بدن پر کپڑے نہ ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے اور وہ قرض دام لے کر اس کی خوراک ولباس کا انتظام کرتے۔

ایک بار کسی مشرک سے اس غرض کے لئے قرض لیا لیکن ایک دن اس نے دیکھا تو نہایت سخت لہجے میں کہا او حبشی! تجھے معلوم ہے کہ اب مہینے میں کتنے دن رہ گئے ہیں۔، چار دن، اسی عرصہ میں قرض وصول کرلوں۔ ورنہ جس طرح تو پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا اسی طرح بکریاں چرواؤں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس سے سخت رنج ہوا۔ عشاء کے بعد آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ مشرک نے مجھے یہ کچھ کہا ہے اور وہ مجھے ذلیل کر رہا ہے۔ اجازت فرمائیے تو جب تک قرض ادا نہ ہو جائے مسلمان قبائل میں بھاگ کر پناہ لوں، گھر واپس آئے تو بھاگنے کا تمام سامان بھی کر لیا لیکن رزاق عالم نے صبح تک خود قرض کے ادا کرنے کا سامان کر دیا۔ (ابوداؤد کتاب الخراج باب فی الامام وقبول ہدایا المشرکین)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ کہیں جاتے تو وہ پہلے آپ کو جوتیاں پہناتے، پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو

Marfat.com

آپ کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے۔ پھر آپ کو عصا دیتے آپ اٹھتے پھر اسی طرح جوتیاں پہناتے آگے آگے عصا لے کر چلتے اور حجرہ مبارکہ تک پہنچا جاتے۔

آپ نہاتے تو پردہ کرتے، آپ سوتے تو بیدار کرتے، آپ سفر میں جاتے تو بچھونا مسواک جوتا اور وضو کا پانی ان کے ساتھ ہوتا، اس لئے وہ صاحب سوادِ رسول اللہ یعنی آپ کے میر ساماں کہے جاتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعود)

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی شب و روز آپ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کاشانہ نبوت میں تشریف لے جاتے تو وہ دراز ے پر بیٹھ جاتے کہ مبادا آپ کو کوئی ضرورت پیش آ جائے۔

ایک بار آپ نے ان کو تاہل (شادی کرنا) اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ بولے "یہ تعلق آپ کی خدمت گزاری میں خلل انداز ہوگا جس کو میں پسند نہیں کرتا لیکن آپ کے بار بار اصرار سے شادی کرنے پر مجبور ہو گئے۔" (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۵۸،۵۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آپ کے مستقل خدمت گزار تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ سفر میں آپ کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، ابواب شہر رمضان باب العقودتین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بچپن ہی سے ان کی والدہ نے آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جنہوں نے استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب حاصل ہوا۔

(ابوداؤد کتاب الطب باب الحجامہ)

حضرت سفینہ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں صرف کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تانفس واپسیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتا۔ (ابوداؤد کتاب العتق باب العتق علی الشرط)

ان بزرگوں کے علاوہ اکثر صحابہ جو آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ان کو بھی عموماً

Marfat.com

شرف خدمت حاصل ہوا کرتا تھا۔ ایک بار آپ رفع حاجت کے لئے بیٹھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پانی کا کوزہ لے کر کھڑے رہے، آپ نے پوچھا عمر کیا ہے؟ بولے کہ وضو کا پانی، فرمایا کہ ہر وقت اس کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً کتاب الطہارۃ باب فی الاستبراء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو ہمیشہ خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے ان کو اکثر یہ شرف ہوتا کہ جب آپ رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ کسی طشت یا کوزہ میں پانی لاتے اور آپ وضو کرتے۔

(ایضاً کتاب الطہارۃ رضی اللہ عنہ باب الرجل یدلک یدہ الارض اذا استنجٰی)

حضرت ابوالسبع رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ جب آپ غسل فرماتے تو وہ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جاتے اور آپ ان کی آڑ میں نہا لیتے۔

جب آپ نے حجۃ الوداع میں رمی جمرہ کرنا چاہی تو خدام بارگاہ میں حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما ساتھ ساتھ تھے، ایک کے ہاتھ میں ناقہ کی نکیل تھی اور دوسرے بزرگ آپ کے سر پر اپنا کپڑا تانے ہوئے چلتے تھے کہ آفتاب کی شعائیں چہرہ مبارک کو گرم نگاہوں سے نہ دیکھنے پائیں۔ (ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرم یظلل)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک میں تم کو تمہارے باپ، لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم لوگ مومن نہیں اور صحابہ کرام کو ایمان کا یہی درجہ کمال حاصل تھا۔ چنانچہ حضرت جابر کے والد جب غزوہ اُحد میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو بیٹے سے کہا کہ میں ضرور شہید ہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مجھ کو تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔ تم میرا قرض ادا کرنا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ (اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام)

اس کے علاوہ صحابہ کرام اور بھی مختلف طریقوں سے آپ کی محبت کا اظہار کرتے تھے۔

ایک بار ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جوش محبت میں آپ کی قمیص الٹ دی، اس کے اندر گھس گئے، آپ کو چوما، آپ سے لپٹ گئے۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب مالا یجوز بیعہ)

Marfat.com

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے۔ایک روز ہنسی مذاق کی باتیں کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو میں ایک چھڑی سے کونچ دیا، انہوں نے اس کا قصاص لینا چاہا۔آپ اس پر راضی ہو گئے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ کے بدن پر کرتا ہے، حالانکہ میرے بدن پر کرتا نہیں۔آپ نے کرتا بھی اٹھا دیا کرتے کا اٹھانا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے۔کروٹ کو بوسہ دیا اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہی مقصود تھا۔(ابوداؤد)

جب آپ کی خدمت میں وفد عبدالقیس حاضر ہوا تو سواری سے اترنے کے ساتھ ہی سب کے سب دوڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔

(ابوداؤد کتاب البیعت باب فی قبلۃ الجسد)

حضرت کردم نے حجۃ الوداع میں آپ کی زیارت کی تو آپ کے قدم چوم لئے اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ کی باتیں سنتے رہے۔(ایضاً کتاب النکاح باب تزویج من لم یولد)

حضرت زاہر ایک بدوی صحابی تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت رکھتے تھے۔اور آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے، آپ بھی ان سے محبت رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارے بدوی (دیہاتی) ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔

ایک دن وہ اپنا سودا فروخت کر رہے تھے، آپ نے پیچھے سے آ کر ان کو گود میں لے لیا، انہوں نے کہا کون ہے؟ چھوڑ دو! لیکن مڑ کر دیکھا اور معلوم ہوا کہ آپ ہیں تو اپنی پشت کو بار بار آپ کے سینہ سے چمٹاتے تھے اور تسکین نہیں ہوتی تھی۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

عرب میں یہ خیال تھا کہ اگر کسی کے پاؤں سن ہو جائیں اور وہ اپنے محبوب کو یاد کرے تو یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے، ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر کے پاؤں سن ہو گئے تو کسی نے کہا اپنے محبوب کو یاد کر لو، بولے یا محمداہ (ادب المفرد باب مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ)

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں، جب وہ آپ کا ذکر کرتیں تو فرط مسرت سے کہتیں بـــابـــی یعنی میرے باپ آپ پر قربان۔(نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض العیدین دعوۃ المسلمین)

عزت اور محبت کی وجہ سے صحابہ کرام آپ کے آرام و آسائش کا نہایت خیال رکھتے تھے

Marfat.com

اور آپ کی کسی قسم کی تکلیف کو گوارا نہیں کرتے تھے۔

آپ ایک سفر میں تھے جس میں ایک صحابی نہایت اہتمام کے ساتھ آپ کے لئے پانی ٹھنڈا کرتے تھے۔ (کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل)

ایک عورت تھی جو ہمیشہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی، اس کا انتقال ہوگیا تو صحابہ کرام نے اس کو دفن کر دیا اور آپ کو اطلاع نہ دی آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں خبر کی؟ بولے حضور روزے سے تھے اور قیلولہ فرمار ہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہ کیا اسی طرح ایک اور صحابی کا انتقال ہوگیا تو صحابہ کرام نے حضور کو خبر نہ کی اور کہا کہ اندھیری رات تھی حضور کو زحمت ہوتی۔ (سنن ابن ماجہ باب کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی القبر)

آپ کو جو چیز محبوب ہوتی وہ آپ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام کو بھی محبوب ہو جاتی۔ کدو آپ کو بہت مرغوب تھا اس لئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس کو نہایت پسند فرماتے تھے چنانچہ ایک روز کدو کھا رہے تھے تو خود بخود بول اٹھے، اے درخت! اس بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے محبت تھی تو مجھے کس قدر محبوب ہے۔ (ترمذی کتاب الاطعمہ باب ماجاء فی اکل الدباء)

آپ کی محبت نے صحابہ کرام کے نزدیک آپ کی ہر چیز کو محبوب بنا دیا تھا آپ کا معمول تھا کہ ہر کام کی ابتداء داہنے جانب سے فرماتے۔

ایک بار حضرت میمونہ کے گھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم آپ کے دائیں طرف حضرت خالد بن عباس بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، حضرت میمونہ دودھ لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر حضرت عبداللہ بن عباس سے فرمایا کہ حق تو تمہارا ہی ہے لیکن اگر ایثار کرو تو خالد کو دے سکتے ہو۔ بولے میں آپ کا جھوٹا کسی کو نہیں دے سکتا۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب مایقول اذا اکل طعاما)

ایک مرتبہ آپ نے پانی یا دودھ پی کر حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عنایت فرمایا میں اگر چہ روزے سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتی ہوں۔

(مسند ابن حنبل ج ۶ ص ۳۴۳)

ایک بار ایک صحابی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے آپ کھانا کھا رہے تھے ان کو بھی

Marfat.com

شریک کرنا چاہا، وہ روزے سے تھے اس لئے ان کو افسوس ہوا کہ ہائے رسول اللہ کا کھانا نہ کھایا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب فرض الطعام)

تکلیف کی وجہ سے آپ کو رنج ہوتا تو تمام صحابہ کو رنج ہوتا۔ آپ کو خوشی ہوتی تو تمام صحابہ بھی اس میں شریک ہوتے، آپ نے ایک مہینے کے لئے ازواجِ مطہرات سے علیحدگی اختیار کرلی تو تمام صحابہ نے مسجد میں آکر گریہ وزاری شروع کردی۔

(مسلم کتاب الرضاع باب فی الایلاء والاعتزال عن النساء)

آپ نے جب مرض الموت میں حضرت ابوبکر کو امام بنانا چاہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کو نہ دیکھیں گے تو خود روئیں گے اور تمام صحابہ بھی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الرسول فی مرضہ)

حضرت عمرو بن الجموح ایک فیاض صحابی تھے، ان کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ نکاح کرتے تو وہ آپ کی جانب سے دعوت ولیمہ کرتے۔

(اصابہ ج ۴ ص ۲۹۶ تذکرہ حضرت عمرو بن الجموح)

آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں۔

ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ (جاریہ سودہ) نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجائے کے گاؤں گی۔ (ترمذی وکتاب المناقب، ابی الحفص عمر بن الخطاب)

آپ عموماً فقر وفاقہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ صحابہ کرام کے سامنے آپ کی خانگی زندگی کا یہ منظر آجاتا تھا تو فرط محبت سے آبدیدہ ہوجاتے۔

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کاشانہ بنوت میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی بستر نہیں ہے۔

جسم مبارک پر تہبند کے سوا کچھ نہیں، پہلو میں چٹائی کے نشانات پڑے ہیں توشہ خانہ میں مٹھی بھر جو کے سوا اور کچھ نہیں، آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل آئے۔ ارشاد ہوا کہ عمر! کیوں روتے ہو۔ بولے کیوں نہ روؤں، آپ کی یہ حالت ہے اور قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے اڑا رہے

Marfat.com

ہیں فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ہمارے لئے آخرت اور ان کے لئے دنیا ہو۔

(مسلم کتاب الرضاع باب فی الایلاء واعتزال النساء وتخییر ہن)

آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کو جب آپ کی یہ حالت یاد آتی تھی تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تھے۔

ایک بار حضرت ابوہریرہ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو دیکھ کر رو پڑے کہ سرکار نے اپنی آنکھوں سے کبھی چپاتی نہیں دیکھی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ، باب رقاق)

ایک دن حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے دوستوں کو گوشت روٹی کھلایا تو رو پڑے اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہو گیا اور آپ نے پیٹ بھر جو کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے متمتع نہ ہو سکتے تو صحابہ کرام اس سے متمتع ہونا پسند نہ کرتے، آپ کا وصال ہوا تو آپ کے کفن کے لئے ایک حلہ خریدا گیا لیکن بعد کو آپ دوسرے کپڑے میں کفنائے گئے اور یہ حلہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے اس خیال سے لے لیا کہ اس کو اپنے کفن کے لئے محفوظ رکھیں گے لیکن پھر کہا کہ جب خدا کی مرضی نہ ہوئی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن ہو تو میرا کیوں ہو۔ یہ کہہ کر اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی۔

(مسلم کتاب الجنائز باب فی کفن المیت)

غزوہ تبوک سخت گرمیوں کے زمانے میں واقع ہوا تھا، حضرت ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ایک دن وہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ بیویوں نے ان کی آسائش کے لئے نہایت سامان کیا، بالا خانے پر چھڑکاؤ کیا ہے، پانی سرد کیا ہے عمدہ کھانا تیار کیا ہے لیکن وہ تمام سامان عیش دیکھ کر بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لو اور گرمی میں کھلے ہوئے میدان میں ہوں اور ابوخثیمہ سایہ، سرد پانی، عمدہ غذا اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ لطف اٹھائے، خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے، میں ہرگز .... بالا خانہ پر نہ آؤں گا چنانچہ اسی وقت زادِ راہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔ وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آتے تو صحابہ بے اختیار رو پڑتے۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۹ تذکرہ مالک بن قیس)

ایک دن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا' اور جمعرات کا دن کس

Marfat.com

قدر سخت تھا۔اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔حضرت سعید بن جبیر نے پوچھا جمعرات کا دن کیا؟ بولے اسی دن آپ کے مرض الموت میں شدت آئی تھی۔(مسلم کتاب الوصیہ باب ترک الوصیہ لمن لیس لہ شئی یوصی فیہ)

آپ کی مبارک صحبتوں کی یاد آتی تو صحابہ کرام کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے۔

ایک بار حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انصار کی ایک مجلس میں گئے تو دیکھا کہ سب لوگ رو رہے ہیں،سبب پوچھا تو بولے کہ ہم کو سرکار کی مجلس یاد آ گئی،علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی بیماری کے زمانہ کا ہے جس میں انصار کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر اس مرض میں آپ کا وصال ہوا تو پھر آپ کی مجلس میسر نہ ہوگی،اس لئے وہ اس غم میں رو پڑے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرماتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر)

قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ومحبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے صحابہ کرام اہلبیت کی بھی نہایت عزت ومحبت کرتے تھے۔

ایک بار حضرت امام محمد باقر حضرت جابر بن عبداللہ کے پاس حجۃ الوداع کی کیفیت پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوئے اس وقت اگرچہ وہ طالب العلمانہ اور نیازمندانہ آئے تھے تاہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہایت تپاک سے ان کا خیر مقدم کیا،پہلے ان کے سر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ان کے اوپر اور نیچے کے تکمے کھولے سینے پر ہاتھ رکھا اور مرحبا کہا پھر اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے کی اجازت دی۔

(ابوداؤد کتاب المناسک باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک بار ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ مچھر کا خون جو کپڑے پر لگ جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے،بولے ان کو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو تو شہید کر ڈالا اور مچھر کے خون کا سوال کرتے ہیں۔(ترمذی کتاب المناقب،مناقب الحسن والحسین)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چند روز بعد ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راستے سے گزرے، دیکھا کہ حضرت حسن علی جدہ علیہ السلام کھیل رہے ہیں، اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور یہ شعر پڑھا:

وابائی شبه النبی لیس شبیها بالعلی

''میرے باپ تم پر قربان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہو، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مشابہ نہیں، حضرت علی بھی ساتھ تھے وہ ہنس پڑے۔ (مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۸)

ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ امام حسن علیٰ جدہ علیہ السلام سے ملے اور کہا کہ ذرا پیٹ کھولئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا وہیں میں بھی بوسہ دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پیٹ کھولا اور انہوں نے وہیں بوسہ دیا۔ (مسند ابن حنبل ج ۲ ص ۴۲۷)

ایک بار بہت سے لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے، اتفاق سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آ نکلے اور سلام کیا سب نے سلام کا جواب دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص خاموش رہے جب سب چپ ہوئے تو با آواز بلند کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ کہہ کر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا، میں تمہیں بتاؤں کہ زمین کے رہنے والوں میں آسمان والوں کو سب سے محبوب شخص کون ہے؟ یہی جو جا رہا ہے، جنگ صفین کے بعد سے انہوں نے مجھ سے بات چیت نہیں کی، اگر وہ مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بہت بڑے حامی تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال کے بعد ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے دوست ابوالحسن کے غم میں تمہارا کیا حال ہے؟ بولے، موسیٰ (علیہ السلام) کے غم میں جو حال ان کی ماں کا تھا۔ (استیعاب تذکرہ حضرت ابوالطفیل)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ابوبکر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا مطالبہ کیا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے حقوق جتائے تو حضرت ابوبکر نے اس موقع پر جو تقریر کی اس میں خاص طور پر اہل بیت کی محبت کا بیان کیا اور کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی قرابت کے حقوق کا لحاظ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ ہے۔ ان لوگوں کو بھی ان کے حقوق کے لحاظ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری کتاب المناقب، مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک معاملہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا آپ کے پاس مسلمان ہو کر آتے تو آپ کیا کرتے، بولے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا، حضرت عباس نے کہا تو پھر میں رسول اللہ کا چچا ہوں، بولے "اے ابوالفضل آپ کی کیا رائے ہے، خدا کی قسم آپ کے باپ مجھے اپنے باپ سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور میں رسول اللہ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دیتا ہوں۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بنو ہاشم نے الگ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے الگ انصار کی تمام آبادیوں میں اس کا اعلان کروا دیا لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ کوئی شخص تابوت کے پاس نہیں جا سکتا تھا، خود بنو ہاشم کے لوگوں نے اس طرح گھیر لیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پولیس کے ذریعے سے ان کو ہٹایا۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ)

عرب میں جب قحط پڑتا تھا تو حضرت عمران کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ الٰہی! ہم پہلے اپنے پیغمبر کو وسیلہ بناتے تھے اور تو پانی برساتا تھا اور اب اپنے پیغمبر کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں ہمارے لئے پانی برسا۔" (بخاری کتاب المناقب ذکر عباس بن عبدالمطلب)

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شفاء بنت عبداللہ العدویہ کو بلا بھیجا، وہ آئیں تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اسید پہلے سے موجود ہیں، کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو ایک ایک چادر دی لیکن شفا کی چادر کم درجہ کی تھی۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ میں عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام اور آپ کی چچا زاد بہن ہوں، آپ نے مجھے خاص اس غرض کے لئے بلایا تھا اور عاتکہ تو یونہی آ گئی تھیں۔" بولے "میں نے یہ چادر تمہیں ہی دینے کے لئے رکھی تھی لیکن جب عاتکہ آ گئیں تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا لحاظ کرنا پڑا۔"

(اصابہ تذکرہ عاتکہ بنت اسید)

حضرت ہند بن ابی ہالہ حضرت خدیجہ کے بیٹے تھے، صرف اتنے تعلق سے کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش فرمائی تھی جب ان کے بیٹے کا بصرہ میں بمرض طاعون انتقال ہوا تو پہلے ان کا جنازہ نہایت کسمپرسی کی حالت میں اٹھایا گیا لیکن اس حالت کو دیکھ کر ایک عورت نے پکارا وا ھنـد بن ھنداہ وابن ربیب رسول اللہ (ہائے ہند بن ہند ہائے پروردہ رسول اللہ کے فرزند) یہ سننا تھا کہ لوگ اپنے مردوں کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر ان کے جنازہ میں شریک ہو گئے۔ (استیعاب تذکرہ ہند بن ابی ہالہ)

قبیلہ بنو زہرہ میں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نانہال تھی۔ اس لئے حضرت عائشہ اس قبیلہ کے پاس خاطر کا نہایت لحاظ کرتی تھیں، چنانچہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ناراض ہوئیں تو انہوں نے اسی قبیلہ کے چند بزرگوں کو شفیع بنایا۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و محبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں سے محبت رکھتے تھے صحابہ کرام بھی اُن کی نہایت توقیر و عزت کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید کا عطیہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر کا تین ہزار مقرر فرمایا تو انہوں نے اعتراض کیا کہ یہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر کیوں ترجیح دی، وہ تو کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہ رہے۔" بولے، اسامہ کے باپ تمہارے باپ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور اسامہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔ اس لئے میں نے اپنے محبوب پر رسول اللہ کے محبوب کو ترجیح دی۔

(ترمذی کتاب المناقب، مناقب زید بن حارثہ)

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے گوشے میں دامن پھیلا رہا ہے بولے یہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا! آپ ان کو نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر گردن جھکا لی اور زمین پر ہاتھ مار کر کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے تو ان سے محبت کرتے۔

(بخاری کتاب المناقب ذکر اسامہ بن زید)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف آپ کے دوستوں کی عزت کرتے تھے بلکہ آپ نے جن

Marfat.com

غلاموں کو آزاد کر کے اپنا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) بنایا تھا اِن کے ساتھ بھی نہایت لطف و مدارات کے ساتھ پیش آتے تھے۔

ایک بار آپ نے فرمایا: جن غلاموں کے ناک کان کاٹ لئے گئے ہیں یا ان کو جلا دیا گیا ہے وہ آزاد ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے مولیٰ ہیں۔ لوگ یہ سن کر ایک خواجہ سرا کو لائے جس کا نام سندر تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا، آپ کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت میں آتا تو دونوں بزرگ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے، اس نے ایک بار مصر جانا چاہا تو حضرت عمر نے حضرت عمرو بن العاص کو خط دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے موافق اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔ (مسند ابن حنبل ج ۳ ص ۲۲۵) دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر اس کی اور اس کے اہل وعیال کی بیت المال سے کفالت کرتے تھے اور حضرت عمر نے گورنر مصر کو لکھا تھا کہ اس کو کچھ زمین دے دی جائے لیکن اس روایت میں اس نام کی تصریح نہیں۔ ممکن ہے یہ کوئی دوسرا غلام ہو۔ (ص ۱۸۲ ج ۲)

شوقِ زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام کے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوقِ زیارت سے لبریز تھے۔ اس لئے جب زیارت کا وقت قریب آتا تو یہ جذبہ اور بھی ابھر جاتا اور اس کا اظہار مقدس نغمہ سنجیوں کی صورت میں ہوتا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ پہنچے تو سب کے سب ہم آہنگ ہو کر زبانِ شوق سے یہ رجز پڑھنے لگے

غدا نلقی الاحبہ محمدا و حزبہ

"ہم کل اپنے دوستوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملیں گے۔"

مصافحہ کی رسم سب سے پہلے ان ہی لوگوں نے ایجاد کی جو اظہار شوق ومحبت کا ایک لطیف ذریعہ ہے۔

دربارِ نبوت کی غیر حاضری صحابہ کے نزدیک بڑا جرم تھا۔

ایک دن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے پوچھا کہ تم نے کب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔ بولے، اتنے دنوں سے۔ اس پر انہوں نے ان کو برا بھلا کہا، تو

Marfat.com

بولے، چھوڑو میں حضور کی خدمت میں جاتا ہوں، ان کے ساتھ نماز مغرب پڑھوں گا اور اپنے اور آپ کے لئے استغفار کی درخواست کروں گا۔ (ترمذی کتاب المناقب فضائل الحسن والحسین)

آپ کے وصال کے بعد یہی شوق تھا جو صحابہ کرام کو آپ کے مزار کی طرف کھینچ لاتا تھا۔

ایک بار حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آئے اور مزار پاک پر اپنے رخسار رکھ دیئے۔ مروان نے دیکھا تو کہا کچھ خبر ہے یہ کیا کرتے ہو؟ فرمایا میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہوں۔ (مسند ابن حنبل ج ۵ ص ۴۲۲)

شوق دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ازدیاد ایمان کا باعث ہوتا تھا اس بنا پر صحابہ کرام اس کے نہایت مشتاق رہتے تھے جب سرکار ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو تشنگان دیدار میں جن لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا وہ آپ کو پہچان نہ سکے، لیکن جب دھوپ آئی اور حضرت ابوبکر نے آپ کے اوپر اپنی چادر کا سایہ کیا تو سب نے اس سایہ میں آفتاب نبوت کی دید سے اپنا ایمان تازہ کیا۔ (بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ)

حجۃ الوداع میں مشتاقان دیدار نے آفتاب نبوت کو ہالے کی طرح اپنے حلقے میں لے لیا، بدو آ کر شربت دیدار سے سیراب ہوتے تھے اور کہتے تھے یہ مبارک چہرہ ہے۔

(ابوداؤد کتاب المناسک باب المواقیت)

حضور نے مرض الموت کے زمانہ میں جب پردہ اٹھا کر جھانکا اور صحابہ کرام کی حالت نماز ملاحظہ فرما کر مسکرائے تو اس آخری دیدار سے صحابہ کرام پر مسرت کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ سوچا نماز ہی توڑ دیں اور اس جمال بے مثال کا آج جی بھر کر نظارہ کرلیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں:

کان وجهه ورقة مصحف مارأينا منظراً كان اعجب الينا من وجه النبی صلی الله علیه وسلم حین وضح لنا۔

آپ کا چہرہ قرآن کے ورق کی طرح صاف تھا ہم نے کوئی منظر ایسا نہ دیکھا جو ہمیں رخ انور کے اس منظر سے زیادہ خوشگوار ہو جب چہرہ مبارک ہم پر نمودار ہوا۔ (بخاری کتاب الصلوۃ باب اہل العلم والفضل احق بالامامہ)

Marfat.com

بعض صحابہ کو آنکھیں صرف اس لئے عزیز تھیں کہ ان کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوتا تھا لیکن جب خدا نے ان کو اس شرف سے محروم کر دیا تو آنکھوں سے بھی بے نیاز ہو گئے۔

ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں لوگ عیادت کو آئے تو انہوں نے کہا کہ ان سے مقصود تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار تھا لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا تو اگر میرے عوض تبالہ کی ہرنیاں اندھی ہو جائیں اور میری بینائی لوٹ آئے تب بھی مجھے پسند نہیں۔

(ادب المفرد باب العیادۃ من الرحد)

شوقِ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت ایک ایسی دولت جاودانی تھا جس پر صحابہ کرام ہر قسم کے دنیوی مال و متاع کو قربان کر دیتے تھے۔

ایک بار آپ نے حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں۔ خدا مالِ غنیمت دے گا تو تم کو متعد بہ حصہ دوں گا، بولے میں مال کے لئے مسلمان نہیں ہوا صرف اس لئے اسلام لایا ہوں کہ آپ کا فیض صحبت حاصل کروں۔

(ادب المفرد باب المال الصالح للمرء الصالح)

جو صحابہ دنیوی تعلقات سے آزاد ہو جاتے تھے وہ صرف آستانہ نبوت سے وابستگی پیدا کر کے آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے، حضرت قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہو گئیں تو بچوں کو ان کے چچا نے لے لیا، اب وہ تمام دنیوی جھگڑوں سے آزاد ہو کر ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھاتی رہیں۔

(طبقات ابن سعد، تذکرہ حضرت قیلہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی قدر دور مقام عالیہ میں رہتے تھے اس لئے روزانہ آپ کے فیض صحبت سے متمتع نہ ہو سکتے تھے۔ تاہم یہ معمول کر لیا تھا کہ ایک روز خود آتے تھے اور دوسرے روز اپنے اسلامی بھائی حضرت عتبان بن مالک کو بھیجتے تھے کہ آپ کی تعلیمات وارشادات سے محروم نہ رہنے پائیں۔ (بخاری کتاب العلم باب التناوب فی العلم لیکن روایت میں حضرت عتبان بن مالک کا نام بتصریح مذکور نہیں)

Marfat.com

دنیا میں آپ کا فیض صحبت اٹھانے کے ساتھ بعض صحابہ نے خواہش کی کہ آخرت میں بھی یہ دولت جاودانی نصیب ہو، حضرت ربیعہ بن کعب اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما نے یہی تمنا ظاہر کی اور مژدہ جانفزا سے سرفراز ہوئے۔

رسول اللہ کی صحبت کا اثر:

صحابہ کرام چونکہ نہایت خلوص و صفائے قلب کے ساتھ آپ کے ارشاد و ہدایت سے فیض یاب ہونے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس لئے ان پر آپ کی صحبت کا اثر شدت سے پڑتا تھا۔ ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوجاتے ہیں، زہد و آخرت کا خیال غالب ہوجاتا ہے پھر جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں، اہل و عیال سے ملتے جلتے ہیں اور بچوں کو سونگھتے ہیں تو وہ بات باقی نہیں رہتی۔" ارشاد ہوا کہ اگر یہی حالت قائم رہتی تو فرشتے خود تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کو آتے۔

(ترمذی ابواب صفۃ الجنۃ باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ ونعیمہا ص ۴۱۵)

ایک بار حضرت حنظلہ اسیدی حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہما) کے پاس سے روتے ہوئے گزرے، دریافت حال پر بولے، حنظلہ منافق ہوگیا' ہم رسول اللہ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ہمارے سامنے ان کی تصویر کھنچ جاتی ہے۔ پھر گھر میں آ کر اہل و عیال سے ملتے ہیں اور کھیتی باڑی کے کام میں مصروف ہوتے ہیں تو اس حالت کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ چلو خود حضور کے پاس چلیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو سرکار نے فرمایا: اگر وہ حالت قائم رہتی تو فرشتے تمہاری مجلسوں میں، تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں آ کر تم سے مصافحہ کرتے اس حالت کا ہمیشہ قائم رہنا ضروری نہیں۔ (ترمذی ابواب الزہد ص ۴۱۳)

استقبال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو آپ کے ساتھ طبل و علم، لاؤ لشکر، خیمہ و خرگاہ کچھ نہ تھا۔ صرف سواری کی دو اونٹنیاں تھیں اور ساتھ میں ایک جاں نثار رفیق سفر تھا لیکن یہ بے

Marfat.com

سروسامان قافلہ جس دن مدینہ میں پہنچا مدینہ مسرت کدہ بن گیا، عورتوں، بچوں اور لونڈیوں کی زبان پر یہ فقرہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ رسول اللہ آئے۔ ہجرت کی خبر پہلے سے مدینہ میں پہنچ گئی تھی اس لئے تمام مسلمان صبح تڑکے گھر سے نکل کر مدینہ کے باہر استقبال کے لئے جمع ہوتے۔ دوپہر تک انتظار کر کے واپس چلے جاتے۔

ایک دن حسب معمول لوگ انتظار کر کے چلے گئے تو ایک یہودی نے قلعہ سے دیکھ کر با آواز بلند پکارا کہ اے اہل عرب! لو تمہارا شاہد مقصود آ پہنچا، تمام صحابہ دفعۃً اہل پڑے اور ہتھیاروں سے سج سج کر گھروں سے نکل آئے۔ آپ قباء میں تشریف لائے، اور خاندان بنو عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو تمام خاندان نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، انصار ہر طرف سے آتے، اور جوش عقیدت سے سلام عرض کرتے۔ (طبقات جلد سیرت نبوی ص ۱۵۸)

انصار میں جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اب تک نہیں دیکھا تھا وہ شوق دیدار میں بے تاب تھے لیکن آپ کو پہچان نہیں سکتے تھے، حضرت ابوبکر نے دھوپ سے بچانے کے لئے آپ کے سر پر چادر تانی تو سب کو اس کے سایہ میں آفتاب نبوت نظر آیا۔

آپ قباء سے مدینہ کی خاص آبادی کی طرف چلے تو جاں نثاروں کا جھرمٹ ساتھ تھا، ایک مقام پر آپ ٹھہر گئے اور انصار کو طلب فرمایا، سب لوگ حاضر ہوئے سلام عرض کیا، اور کہا کہ سوار ہوئیے کہ کوئی خطرہ نہیں، ہم لوگ فرماں برداری کے لئے حاضر ہیں۔ آپ انصار کی تلوار کے سایہ میں روانہ ہوئے۔

قباء سے مدینہ تک دورویہ جاں نثاروں کی صفیں تھیں، راہ میں انصار کے خاندان آتے تو ہر قبیلہ سامنے آ کر عرض کرتا کہ حضور یہ گھر ہے، یہ مال ہے، یہ طاقت ہے کوکبۂ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم شہر کے متصل پہنچا تو ایک عام غل پڑ گیا، لوگ بالاخانہ سے جھانک جھانک دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ (بخاری باب ہجرۃ النبی وطبقات جلد سیرت نبوی ذکر ہجرت) پردہ نشین خواتین جوش مسرت میں یہ ترانہ گاتی تھیں:

طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع

کوہ وداع کی گھاٹیوں کے برج سے بدر کامل طلوع ہوا، جب تک دعا کرنے والے دعا

Marfat.com

کریں ہم پر شکر واجب ہے۔

جب آپ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی قبلہ بنو نجار کی لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گانے لگیں:

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

''ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اچھے ہمسایہ ہیں۔

(وفاء الوفاء ج ا ص ۱۸۷)

ضیافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اگر خوش قسمتی سے کبھی صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت ومیز بانی کا شرف حاصل ہو جاتا تھا تو وہ نہایت عزت ومحبت اور ادب و احترام کے ساتھ اس فرض کو بجالاتے تھے۔ ایک بار ایک انصاری نے خدمت مبارک میں گزارش کی کہ میں نہایت شحیم و سحیم آدمی ہوں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوسکتا، آپ میرے مکان پر تشریف لاکر نماز ادا فرمایئے تا کہ میں اسی طرح نماز پڑھا کروں، انہوں نے پہلے سے کھانا بھی تیار کر رکھا تھا، چنانچہ آپ تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الحصیر)

ایک بار آپ حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے، انہوں نے کھانا کھلایا، اور بیٹھ کر آپ کے سر سے جوئیں نکالیں۔ (ایضا کتاب الجہاد باب فی رکوع البحر فی الغزوہ)

ایک روز آپ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حضرت ابوالہیثم بن تیہان الانصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ باہر گئے ہوئے تھے، آئے تو آپ سے لپٹ گئے اور قربان ہونے لگے۔ پھر سب کو باغ میں لے گئے فرش بچھایا، اور کھجوریں توڑ کر آپ کے سامنے رکھ دیں کہ خود دست مبارک سے چن چن کر تناول فرمائیں۔ اس کے بعد اٹھے اور ایک بکری ذبح کی اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ (ترمذی، ابواب الزہد ص ۳۹۱)

ایک روز آپ نے حضرت جابر کے مکان پر تشریف لے جانے کا وعدہ کیا، انہوں نے نہایت اہتمام سے آپ کی دعوت کا سامان کیا اور بی بی سے کہا، دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے ہیں تمہاری صورت نظر نہ آئے، آپ کو کوئی تکلیف نہ دینا، آپ سے بات چیت نہ

Marfat.com

کرنا، آپ تشریف لائے تو بستر بچھایا، تکیہ لگایا، آپ مصروف خواب استراحت ہوئے تو غلام سے کہا کہ آپ کے جاگنے سے پیشتر بکری کے اس بچے کو ذبح کر کے پکالو، ایسا نہ ہو کہ آپ منہ ہاتھ دھونے کے ساتھ ہی روانہ ہو جائیں، آپ بیدار ہو کر منہ ہاتھ دھونے سے فارغ ہوئے تو فوراً دسترخوان سامنے آیا، آپ کھانا کھاتے تھے اور قبیلہ بنوسلمہ کے تمام لوگ دور ہی دور سے آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے کہ قریب آتے تو شاید آپ کو تکلیف ہوتی، آپ کھانے سے فارغ ہو کر روانہ ہوئے تو ان کی بیوی نے پردہ سے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر اور میرے شوہر پر نزول رحمت کی دعا کرتے جائیں، آپ نے فرمایا، خدا تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔ (مسند ابن حنبل ج۳ ص ۲۱۸)

ایک بار آپ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو غسل کرایا، نہانے کے بعد زعفرانی رنگ کی چادر اڑھائی پھر کھانا کھلایا، آپ رخصت ہوئے تو سواری حاضر کی اور اپنے بیٹے کو ساتھ کر دیا کہ گھر تک پہنچا آئیں۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب کم مرۃ سلیم الرجل فی الاستیذان)

کبھی کبھی آپ خود کسی چیز کی خواہش ظاہر فرماتے اور صحابہ کرام اس کو تیار کر کے پیش کرتے، ایک بار آپ نے فرمایا، کاش میرے پاس گیہوں کی سفید روٹی، گھی اور دودھ میں چپڑی ہوئی ہوتی، ایک صحابی فوراً اٹھے اور تیار کرا کے لائے۔

(ایضا کتاب الاطعمہ باب فی الجمع بین الکونین من الطعام)

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔

ایک بار حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آٹا چھانا، اور اس کی چپاتیاں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ بولیں ہمارے ملک میں اس کا رواج ہے میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اس قسم کی چپاتیاں تیار کروں لیکن آپ نے کمال زہد و شفقت سے فرمایا کہ آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الحواری)

نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

قرآن مجید کے مواعظ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ نے اگرچہ عہد صحابہ میں شاعری کے دفتر پر پانی پھیر دیا تھا تاہم بلبلان باغ قدس آپ کی مدح میں کبھی کبھی زمزمہ

Marfat.com

خواں ہو جاتے تھے اور چونکہ یہ اشعار سچے دل سے نکلتے تھے اور سچی تعریف پر مشتمل ہوتے تھے اس لئے دلوں پر اثر ڈالتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زہیر اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ خاص مشغلہ تھا، حضرت عبداللہ بن رواحہ کے چند مدحیہ اشعار بخاری میں مذکور ہیں:

وفینا رسول اللہ یتلوا کتابه اذا انشق معروف من الفجر ساطع

یعنی ہم میں خدا کا پیغمبر ہے، جب صبح نمودار ہوتی ہے تو خدا کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے۔

ارانا الهدیٰ بعدالعمی فقلوبنا به موقنات ان ماقال واقع

گمراہی کے بعد اس نے ہم کو راہ راست دکھائی، اس لئے ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ ضرور ہو کے رہے گا۔

یبیت یجافی جنبه عن فراشه اذا ستثقلت بالمشرکین المضاجع

وہ راتوں کو شب بیداری کرتا ہے حالانکہ اس وقت مشرکین گہری نیند میں سوتے ہیں۔

(بخاری ابواب التہجد باب فضل من تعار من اللیل فصلی)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' آپ کے سامنے پڑھا تو آپ نے اس کو سن کر صحابہ سے فرمایا کہ اس کو سنو۔

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس بن عبدالمطلب نے نعت سنانے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے پیش کی۔ اس طرح بہت سے صحابہ کرام نے نعت رسول کہی جن میں سے بہت سی نعتیں ''المدیح النبوی'' میں درج ہیں۔

رضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی سے سخت گھبراتے تھے اور اس سے پناہ مانگتے تھے۔

ایک بار کسی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد میں سے کسی کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ ہمارے

Marfat.com

مردوں کو برا بھلا نہ کہو جس سے ہمارے زندوں کے دل دکھیں۔ یہ سن کر صحابہ نے کہا کہ ہم آپ کی ناراضی سے پناہ مانگتے ہیں ہمارے لئے استغفار کیجئے۔

(نسائی کتاب الدیات باب العقود من اللطمہ)

ایک بار کسی نے آپ سے آپ کے روزے کے متعلق پوچھا جس پر آپ کو غصہ آ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا:

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمدنبینا نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ۔

ترجمہ: ہم نے خدا کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بنایا ہے اور خدا اور خدا کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتے ہیں"۔

اسی فقرے کو بار بار دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا غصہ اتر گیا۔

(ابوداؤد کتاب الصیام باب فی صوم الدہر تطوعا)

اس لئے اگر آپ کسی ناگوار واقعہ سے مکدر ہو جاتے تھے تو صحابہ کرام ہر ممکن تدبیر سے آپ کو راضی کرنا چاہتے تھے، آپ نے ازواجِ مطہرات سے ایلا کیا تو صحابہ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت عمر نے آپ کو راضی کرنا چاہا اور در دولت پر تشریف لے گئے دربان نے بے التفاتی کی تو سمجھے کہ شاید حضور کو یہ خیال ہے کہ لڑکی (حفصہ) کی خاطر آئے ہیں، اس لئے دربان سے کہا کہ اگر سرکار کا یہ خیال ہے تو کہہ دو کہ خدا کی قسم آپ حکم دیں تو حفصہ کی گردن اڑا دوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلے سے بار مل چکا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے کے لئے کہا کہ اگر بنت خارجہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی) مجھ سے نان ونفقہ طلب کرتیں تو میں اٹھ کے ان کی گردن توڑ دیتا، آپ ہنس پڑے اور ازواجِ مطہرات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ مجھ سے نفقہ ہی تو مانگ رہی ہیں۔ دونوں بزرگ اٹھے اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی گردن توڑنی چاہی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ (مسلم کتاب الرضاع باب بیان ان تخییر امرأته لا یکون طلاقا الا بالنیۃ و باب فی

Marfat.com

الایلاء واعتزال النساء وتخییر ہن وقولہ تعالیٰ وان تظاہرا علیہ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب آپ نے ناراض ہو کر قطع کلام کر لیا اور تمام صحابہ کو بھی یہی حکم دیا تو ان کو سب سے زیادہ آپ کی رضامندی کی فکر تھی۔ آپ نماز کے بعد تھوڑی دیر تک مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اس حالت میں وہ آتے اور سلام کرتے اور دل میں کہتے کہ لبہائے مبارک کو سلام کے جواب میں حرکت ہوئی یا نہیں؟ پھر آپ ہی کے متصل نماز پڑھتے اور کنکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتے جاتے۔ (بخاری کتاب المغازی ذکر غزوہ تبوک)

آپ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام بیبیاں ساتھ تھیں، سوءِ اتفاق سے راستے میں حضرت صفیہ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وہ رونے لگیں۔ آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھیں جب کسی طرح چپ نہ ہوئیں تو آپ نے ان کو سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروایا حضرت صفیہ کو خیال ہوا کہ آپ ناراض ہو گئے اس لئے آپ کی رضامندی کی تدبیریں اختیار کیں، اس غرض سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضے میں نہیں دے سکتی لیکن اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری آپ کو دیتی ہوں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا پھر اس پر پانی چھڑکا کہ خوشبو اور پھیلے، اس کے بعد آپ حضور کے پاس گئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا تو آپ نے فرمایا: عائشہ یہ تمہارا دن نہیں ہے، بولیں:

ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء ۔یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

(مسند ابن حنبل ج ۶ ص ۳۳۸)

آپ اکثر ناراضی کا اظہار علانیہ طور پر نہیں فرماتے تھے۔ لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ کے چشم و ابرو سے اس کا احساس ہو جاتا تھا تو فوراً آپ کو راضی کرتے تھے۔ ایک بار آپ ایک راستے سے گزرے، راہ میں ایک بلند قبہ نظر سے گزرا، تو فرمایا: یہ کس کا ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپ کو یہ شان و شوکت ناگوار ہوئی مگر اس کا اظہار نہیں

Marfat.com

فرمایا، کچھ دیر کے بعد انصاری بزرگ آئے اور سلام کیا لیکن آپ نے ناراضی کی وجہ سے منہ پھیر لیا، بار بار یہ واقعہ پیش آیا تو انہوں نے دوسرے صحابہ سے حضور کی ناراضی کی شکایت کی، ناراضی کا سبب معلوم ہوا تو انہوں نے قبہ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی البناء)

ناراضی کے بعد اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے تو گویا صحابہ کرام کو دولت جاوید مل جاتی، ایک بار آپ سفر میں تھے حضرت ابورہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اونٹنی آپ کے ناقہ کے پہلو بہ پہلو جا رہی تھی۔ حضرت ابورہم رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سخت چمڑے کے جوتے تھے۔ اونٹنیوں میں مزاحمت ہوئی، تو ان کے جوتے کی نوک سے سرکار کی ساق مبارک میں خراش آ گئی۔ حضور نے ان کے پاؤں کو کوڑا مار کر کہا، تم نے مجھے دکھ دیا، پاؤں ہٹاؤ، وہ سخت گھبرائے کہ کہیں میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے، مقام جعرانہ میں پہنچے تو اگرچہ ان کی اونٹ چرانے کی باری نہ تھی، تاہم اس خوف سے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے بلانے کے لئے نہ آ جائے، صحرا میں اونٹ چرانے کے لئے نکل گئے۔ شام کو پلٹے تو معلوم ہوا کہ آپ نے طلب فرمایا تھا، مضطربانہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا: مجھے تم نے اذیت پہنچائی اور میں نے بھی تمہیں کوڑا مارا، جس سے تمہیں اذیت پہنچی۔ اس کے عوض میں یہ بکریاں لو، ان کا بیان ہے کہ آپ کی یہ رضامندی میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھی۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ ابورہم غفاری)

غم ہجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کو جو محبت تھی اس کا اثر آپ کی زندگی میں جن طریقوں سے ظاہر ہوتا تھا اس کا حال اوپر گزر چکا لیکن آپ کی وفات کے بعد اس محبت کا اظہار صرف گریہ و بکا' آہ و فریاد اور نالہ و شیون کے ذریعہ سے ہو سکتا تھا اور صحابہ کرام نے آپ کے ماتم میں یہ دردانگیز صدائیں اس زور سے بلند کیں کہ مدینہ بلکہ کل عرب کے در و دیوار ہل گئے۔ آپ پر موت کے آثار بتدریج طاری ہوئے۔ جمعرات کے دن مرض میں اشتداد پیدا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ دن یاد آتا تھا تو کہتے تھے جمعرات کا دن! ہائے جمعرات کا دن؟ وہ جس میں آپ کے مرض میں ترقی ہوئی نزع کا وقت قریب آیا تو غشی

Marfat.com

طاری ہوئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حالت دیکھی تو بے اختیار چیخ اٹھیں، واکرباہ، ہائے میرے باپ کی تکلیفیں، آپ کا وصال ہوا تو یہ الفاظ کہہ کر آپ روئیں: یاابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنة الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ ۔ لوگ آپ کو دفن کر کے آئے تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نہایت دردانگیز لہجے میں پوچھا کیوں انس! کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈالنا تم کو گوارا ہوا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجھے کسی کا مرض الموت نہیں کھلتا۔

یہ تو اہل بیت کی حالت تھی، اہل بیت کے علاوہ اور تمام صحابہ کا حلقہ ماتم مسجد نبوی میں قائم تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو یقین دلا رہے تھے کہ ابھی آپ کا وصال نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حالت آ کر دیکھی تو کسی سے بات چیت نہیں کی سیدھے آپ کی لاش مبارک تک چلے گئے منہ کھول کر آپ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور روئے۔ وہاں سے نکل کر لوگوں کو سمجھایا تو سب کو آپ کی موت کا یقین آیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی)

ایک شخص صحابہ کے قلق واضطراب کا یہ عالم دیکھ کر مدینہ سے عمان آیا تو لوگوں کو آپ کے وصال کی خبر دی اور کہا کہ میں مدینہ کے لوگوں کو ایسے حال مین چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کے سینے دیگچی کی طرح ابال کھا رہے ہیں۔ (اصابہ تذکرہ خمیصہ) حضرت عبداللہ ابن ابی لیلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت میں بچہ تھا۔ لوگ اپنے سروں اور کپڑوں پر خاک ڈال رہے تھے اور میں ان کے گریہ وبکار کو دیکھ کر روتا تھا۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ)

مدینہ کے باہر جب یہ وحشتناک خبر پہنچی تو قبیلہ باہلہ کے لوگوں نے اس ماتم میں اپنے خیمے گرادیئے اور متصل سات دن تک ان کو کھڑا نہیں کیا۔ (اصابہ تذکرہ جہم بن کلدہ باہلی)

تفویض الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی ذاتی حیثیت بالکل فنا کردی تھی، اور اپنی ذات اور اپنی آل واولاد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کردیا تھا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا ایک صحابیہ تھیں۔ان سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو نہایت دولت مند صحابی تھے، نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی۔جن کی فضیلت یہ تھی کہ آپ نے فرمایا تھا: جو مجھے دوست رکھتا ہے چاہئے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی دوست رکھے۔لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور کہا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے جس سے چاہیں نکاح کر دیجئے۔(نسائی کتاب النکاح الخطبۃ فی النکاح)

حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنی تین لڑکیوں کے نکاح کے متعلق آپ کو وصیت کر گئے تھے جن میں آپ نے حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبیط بن جابر سے کر دیا۔(اسد الغابہ تذکرہ فریعہ بنت ابی امامہ)

انصاری کا یہ معمول تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی جانے بغیر اپنی بیواؤں کی شادی نہیں کرتے تھے۔ایک دن آپ نے ایک انصاری سے فرمایا تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔وہ تو منتظر ہی تھے، باغ باغ ہو گئے۔لیکن آپ نے فرمایا، میں اپنے لئے نہیں بلکہ جلیبب کے لئے پیغام دیتا ہوں، جلیبب ایک ظریف الطبع صحابی تھے، جو عورتوں کے ساتھ ظرافت اور مذاق کی باتیں کیا کرتے تھے۔اس لئے صحابہ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے جلیبب کا نام سنا تو بولے، اس کی ماں سے مشورہ کرلوں، ماں نے جلیبب کا نام سنا تو انکار کر دیا، لیکن لڑکی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نامنظور نہیں کی جاسکتی مجھے آپ کے حوالہ کر دو، آپ مجھے ضائع نہ کریں گے۔(مسند ج۴ ص۴۲۲)

ہیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار و عظمت کی بنا پر صحابہ کرام آپ کے سامنے اس قدر مرعوب ہو جاتے تھے کہ جسم میں رعشہ پڑ جاتا تھا۔

ایک بار ایک صحابی نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔لیکن دو شخص جو مسجد کے ایک گوشہ میں تھے شریک نماز نہیں ہوئے۔آپ نے ان کو باز پرس کے لئے طلب فرمایا تو وہ اس قدر مرعوب ہوئے کہ جسم میں لرزہ پڑ گیا۔(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فیمن صلی فی منزلہ ثم ادرک الجماعۃ یصلی معہم)

ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بات چیت کی۔لیکن ان پر اس

Marfat.com

قدر جلال نبوت طاری ہوا کہ جسم میں رعشہ پڑ گیا۔ آپ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، میں تو اس عورت کا بیٹا ہوں جو گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھایا کرتی تھیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب القدید)

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کو مسجد میں اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان پر آپ کے اس خشوع وخضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی جلسۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس رعب وداب کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام آپ کو کسی بات پر ٹوک نہیں سکتے تھے۔ ایک بار آپ کو عصر یا ظہر کی نماز میں سہو ہو گیا اور صرف دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ بہت سے صحابہ مسجد سے یہ کہتے نکل آئے کہ رکعات نماز میں کمی کردی گئی۔ جماعت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے لیکن آپ کی ہیبت سے کچھ پوچھ نہیں سکتے تھے۔ بالآخر حضرت ذوالیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ بھول گئے یا نماز میں کمی ہوئی۔ تمام صحابہ نے ان کی تائید کی لیکن زبان نہ ہل سکی۔ بلک اشاروں میں حضرت ذوالیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کی۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب السہو فی السجدتین)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر بڑے پایہ کے صحابی تھے لیکن ان کا بیان ہے کہ میں آپ کا حلیہ نہیں بیان کرسکتا کیونکہ میں نے آپ کو کبھی آنکھ بھر کر دیکھنے کی جرأت نہیں کی۔ (مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یہدم ما قبلہ وکذا الحج والہجرۃ)

صحابہ کرام کے بچوں تک کے رگ وریشہ میں آپ کا رعب وداب سرایت کر گیا تھا۔ ایک بار حضرت ایاد رضی اللہ عنہ بچپن میں باپ کے ساتھ حضور کی خدمت میں گئے۔ آپ کا دیدار ہوا تو ان کے باپ نے پوچھا کہ جانتے ہو کہ کون ہیں؟ ''بولے نہیں۔'' کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سننے کے ساتھ ہی ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ ان کا خیال تھا کہ آپ کی شکل وصورت آدمیوں سے مختلف ہوگی لیکن آپ کو نظر آیا کہ آپ بھی آدمی ہیں، اور آپ کے سر پر لمبے لمبے بال ہیں۔ (مسند ابن حنبل ج۲ ص۲۲۶)

اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام جس طوع ورضا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے تھے

Marfat.com

اس کے متعلق احادیث میں نہایت کثرت سے واقعات مذکور ہیں۔ ذیل کے چند واقعات سے اس کا انداز ہو سکے گا۔

ایک بار حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے کپڑے رنگوا رہی تھیں، آپ گھر میں آئے، تو الٹے پاؤں واپس گئے، آپ نے اگرچہ منہ سے کچھ نہیں فرمایا تھا تاہم حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی نگاہ عتاب کو تاڑ گئیں اور تمام کپڑوں کے رنگ کو دھو ڈالا۔

آپ نے ایک صحابی کو ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ناپسند فرمایا۔ فوراً گھر میں آئے اور اس کو چولہے میں ڈال دیا۔

(ابوداؤد کتاب اللباس باب فی الحمرۃ)

حضرت خریم اسدی رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو نیچا تہبند باندھتے تھے اور لمبے لمبے بال رکھتے تھے۔ ایک روز سرکار نے فرمایا، خریم اسدی کتنا اچھا آدمی تھا اگر لمبے بال نہ رکھتا اور نیچا تہبند نہ باندھتا۔ ان کو معلوم ہوا تو فوراً قینچی منگائی اس سے بال کترے اور تہبند اونچا کرلیا۔

(ایضاً باب ماجاء فی اسبال الازار)

بیوی سب کو عزیز ہے لیکن جب آپ نے تخلف غزوۂ تبوک کی بنا پر تمام مسلمانوں کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا اور آخر میں ان کو بیوی سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی تو بولے طلاق دے دوں یا اور کچھ؟ لیکن آپ کے قاصد نے کہا صرف علیحدگی مقصود ہے، چنانچہ انہوں نے فوراً بیوی کو میکے میں بھیج دیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک)

شادی کا معاملہ نہایت نازک ہوتا ہے لیکن صحابہ کرام کو اطاعت رسول نے ان معاملات میں غور وفکر کرنے سے بے نیاز بنا دیا تھا حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ ایک نہایت مفلس صحابی تھے، ایک بار آپ نے ان کو نکاح کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ جاؤ انصار کے فلاں قبیلہ میں نکاح کرلو، وہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے یہاں فلاں لڑکی سے نکاح کرنے کے لئے بھیجا ہے سب نے ان کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ناکام نہیں جا سکتا۔ چنانچہ فوراً انہوں نے ان کی تعمیل کی۔

(مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۵۸)

Marfat.com

پابندی احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو احکام وقتی ہوتے تھے، صحابہ کرام فوراً ان کی تعمیل کرتے تھے اور جو دائمی ہوتے ہمیشہ اس کے پابند رہتے تھے اور اس کے خلاف کبھی ان سے کوئی حرکت صادر نہیں ہوتی تھی آپ کے زمانے میں عورتیں بھی شریک جماعت ہوتی تھیں اس حالت میں اقتضائے کمال عفت و عصمت یہ تھا کہ ان کے لئے مسجد کا ایک دروازہ مخصوص کر دیا جائے' اس بنا پر آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا لو ترکنا ھذا الباب للنساء کاش ہم یہ دروازہ صرف عورتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شدت کے ساتھ اس کی پابندی کی کہ تادم مرگ اس دروازہ سے مسجد میں داخل نہیں ہوئے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب التشدید فی ذالک)

ایک بار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے ایک قریشی نوجوان آگے سے گزرنے لگا انہوں نے اس کو دھکیل دیا وہ باز نہ آیا پھر دھکیلا وہ نہ رکا، تیسری بار دھکیلا، نماز پڑھ چکے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کو اگرچہ کوئی چیز توڑ نہیں سکتی تاہم اگر کوئی آگے سے گزرے تو جہاں تک ممکن ہو اس کو دفع کرو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب من قال لایقطع الصلوۃ شیء)

ایک بار آپ نے فرمایا: جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال کو بھی خشک چھوڑ دیا اس پر دوزخ میں یہ عذاب ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس پر جس شدت سے عمل کیا اس کو خود انہوں نے بیان کیا ہے: فمن ثم عادیت راسی فمن ثم عادیت راسی۔ یعنی اسی دن سے میں نے اپنے سر سے دشمنی کر لی، دشمنی کر لی، (یعنی برابر بال ترشواتے رہے)

(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی غسل من الجنابۃ، حدیث میں ہے کہ یہ فقرہ انہوں نے تین بار فرمایا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لئے تین دن مقرر فرمائے تھے۔ صحابیات نے اس کی اس شدت سے پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہو گیا تو غالباً چوتھے دن انہوں نے خوشبو لگائی۔ اور کہا کہ مجھ کو خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے آپ سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم جائز نہیں، اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔''

Marfat.com

جب حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد اپنے رخساروں پر خوشبو ملی اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی صرف اس حکم کی تعمیل مقصود تھی۔

(ابوداؤد کتاب الطلاق باب اعداد المتوفی عنہا زوجہا)

پہلے یہ دستور تھا کہ جب صحابہ کرام سفر جہاد میں منزل پر قیام فرماتے تھے تو اِدھر اُدھر پھیل جاتے تھے ایک بار آپ نے فرمایا: یہ تفرق وتشتّت شیطان کا کام ہے اس کے بعد صحابہ کرام نے اس کی شدت سے پابندی کی کہ جب منزل پر اترتے تو اس قدر سمٹ جاتے تھے کہ اگر ایک چادر تان لی جاتی تو سب کے سب اس کے نیچے آ جاتے۔

(ایضاً کتاب الجہاد باب مایوسر من انضمام العسکر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے متعلق جو احکام جاری فرمائے تھے ان میں ایک یہ تھا لایبیع حاضر لباد شہری آدمی بدویوں کا مال نہ بکوائے (یعنی اس کا دلال نہ بنے)

ایک بار ایک بدوی کچھ مال لے کر آیا تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہاں اترا لیکن انہوں نے کہا کہ میں خود تو تمہارا سودا نہیں بکوا سکتا البتہ بازار میں جاؤ بائع کی تلاش کرو۔ میں صرف مشورہ دے دوں گا۔ (ایضاً کتاب البیوع باب فی النہی ان یبیع حاضر لباد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے مداین کے ایک رئیس نے چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا۔ انہوں نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو منع کیا تھا یہ باز نہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔

(ایضاً کتاب الاشربہ باب الشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یمن کی گورنری پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجا، حضرت معاذ بن جبل آئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری کے سامنے ایک مجرم کو دیکھا، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سواری سے اترنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے مجرم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہے؟ بولے یہودی تھا اسلام لے آیا پھر مرتد ہو گیا ہے۔ فرمایا جب تک خدا اور رسول کے حکم کے مطابق قتل نہ کر دیا جائے گا، میں نہ بیٹھوں گا۔ انہوں نے بیٹھنے پر اصرار کیا لیکن ان کا یہی جواب تھا چنانچہ جب وہ قتل ہو چکا تو سواری سے اترے۔ (ابوداؤد کتاب الحدود باب الحکم فی من ارتد لیکن اس

Marfat.com

کے بعد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے اس کو تقریباً بیس دن تک سمجھایا لیکن جب وہ راہ راست پر نہ آیا تو قتل کر دیا) ایک بار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں آئے۔ ایک شخص نے اٹھ کر ان کے لئے اپنی جگہ خالی کر دی تو انہوں نے اس کی جگہ بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (ایضاً کتاب الادب باب فی الحلق)

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا، انہوں نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا۔ پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو انہوں نے اس کو بٹھا کر کھانا کھلایا۔ لوگوں نے اس تفریق پر اعتراض کیا تو بولیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''انزلوا الناس منازلھم'' ہر شخص سے اس کے درجہ کے مطابق برتاؤ کرو۔

(ابوداؤد، کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلہم)

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ راستے میں مرد عورتیں مل جل کر چل رہے ہیں۔ عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں۔ اس کے بعد یہ حال ہو گیا کہ عورتیں اس قدر گلی کے کنارے سے چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی مشی للنساء فی الطریق)

حضرت محمد بن اسلم رضی اللہ عنہ نہایت کبیر السن صحابی تھے۔ لیکن جب بازار سے پلٹ کر گھر آتے تو چادر اتارنے کے بعد یاد آتا کہ انہوں نے مسجد نبوی میں نماز نہیں پڑھی تو کہتے کہ خدا کی قسم میں نے مسجد رسول میں نماز نہیں پڑھی حالانکہ حضور نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو شخص مدینہ میں آئے تو جب تک اس مسجد میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لے گھر کو واپس نہ جائے یہ کہہ کر چادر اٹھاتے اور مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کے گھر واپس آتے۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت محمد بن اسلم)

غزوہ احزاب میں سرکار نے حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ کفار کی خبر لائیں، لیکن اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں وہ آئے تو دیکھا کہ ابوسفیان آگ تاپ رہے ہیں، کمان میں تیر جوڑ لیا اور نشانہ لگانا چاہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آ گیا اور رک گئے۔

(مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب)

جو صحابہ رافع بن ابی الحقیق کو قتل کرنے گئے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا

Marfat.com

تھا کہ اس کے بچوں اور عورتوں کو نہ قتل کریں، ان لوگوں نے اس شدت کے ساتھ اس حکم کی پابندی کی کہ ابن ابی الحقیق کی عورت نے باوجودیکہ اس قدر شور کیا قریب تھا ان کا راز فاش ہو جاتا لیکن ان لوگوں نے صرف آپ کے حکم کی بنا پر اس پر ہاتھ اٹھانا پسند نہ کیا۔

(مؤطا امام مالک کتاب الجہاد باب النہی عن قتل النساء والولدان فی الغزو)

ادب حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا اس قدر ادب کرتے تھے کہ جب آپ کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سجدے میں گر پڑے، لوگوں نے کہا، آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرلیا کرو پھر ازواجِ مطہرات کی موت سے بڑھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب السجود عند الایات)

مقام سرف میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس بھی ساتھ تھے۔ بولے کہ یہ میمونہ ہیں ان کا جنازہ اٹھاؤ تو مطلق حرکت وجنبش نہ دو۔

(نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النکاح وازواجہ وما اباح اللہ عزوجل)

بعض صحابہ عزت ومحبت کی وجہ سے ازواجِ مطہرات پر اپنی جائیدادیں وقف کرتے تھے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات کو ایک جائیداد دی تھی جو چالیس ہزار پر فروخت کی گئی اور ایک باغ بھی وقف کیا تھا جو چار لاکھ پر فروخت کیا گیا۔

(ترمذی کتاب المناقب' مناقب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف)

خلفاء ازواجِ مطہرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ادب واحترام کا اس قدر لحاظ رکھتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ازواجِ مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے تیار کرائے تھے، جب ان کے پاس میوہ یا اور کوئی چیز آتی تو ان پیالوں میں کر کے تمام ازواجِ مطہرات کی خدمت میں بھیجتے تھے۔

(موطا امام مالک کتاب الزکوٰۃ باب جزیہ اہل الکتاب والمجوس)

۲۳ھ میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو

Marfat.com

بھی نہایت ادب و احترام کے ساتھ ہمراہ لے گئے۔ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سواریوں کے ساتھ کر دیا تھا۔ یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے اور کسی کو سواریوں کے قریب نہیں آنے دیتے تھے، ازواجِ مطہرات منزل پر اترتی تھیں تو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں قیام کرتی تھیں۔ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کسی کو قیام گاہ کے متصل آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف)

Marfat.com

حضور ﷺ کے وصال کا صحابہ پر ردِّعمل

حالت تحیر:

مسلمانوں کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی اطلاع ملی تو ششدر رہ ساکت رہ گئے۔ ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ حضور فوت نہیں ہوئے۔ صرف حالت بے ہوشی میں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسجد میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

''بعض منافقین یہ خبر اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے وہ حضرت موسیٰ بن عمران کی طرح اپنے ربّ کے پاس گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ بھی چالیس دن تک اپنی قوم سے غیر حاضر رہے تھے اور ان کی غیر حاضری میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ فوت ہو گئے لیکن جس طرح حضرت موسیٰ واپس آ گئے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئیں گے اور وہ لوگ جو آپ کی وفات کی خبر مشہور کر رہے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں قلم کریں گے۔''

انکشاف حقیقت:

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اور حضرت عمر سے کہا خاموش ہو جاؤ۔ لیکن وہ اپنی تقریر میں منہمک رہے۔ تب حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں سے کہا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سنو! سب لوگ متوجہ ہوئے حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا

Marfat.com

تھا تو یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں۔"

اس کے بعد سورہ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی محمد رسول اللہ قد خلت الخ ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل (کفر کی جانب) پھر جاؤ گے اور جو شخص ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کو ذرا سا بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ شکر گزار بندوں کو نیک بدلہ دے گا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انہوں نے کبھی پہلے یہ آیت سنی نہ تھی۔ اس وقت لوگوں نے ابو بکر سے اس آیت کو سن کر اپنی یاد تازہ کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے جس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے میں نے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پاؤں کٹ گئے میں کھڑا نہ رہ سکا۔ اسی وقت زمین پر گر پڑا اور میں نے جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

غم والم کے بادلوں کا چھا جانا:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سید فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اس غم والم کے موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے "میرے پیارے باپ نے دعوت حق کو قبول فرمایا اور فردوس بریں میں نزول فرمایا۔ آہ جبرئیل کو آنحضور کے انتقال کی خبر کون پہنچائے؟

الٰہی! روح فاطمہ کو روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دے۔ الٰہی! مجھے دیدار رسول سے مسرور بنا دے۔ الٰہی مجھے اس مصیبت کو جھیلنے کے ثواب سے بے نصیب نہ رکھنا اور روز محشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ فرمانا۔"

(۲) آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سانحہ عظیم پر اپنے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہائے افسوس وہ نبی جس نے فقر کو غنا پر اور مسکینی کو دولت مندی پر ترجیح دی۔ افسوس وہ معلم دین جو گنہگار امت کی فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا، ہم سے رخصت ہو گیا۔

Marfat.com

جس نے ہمیشہ صبر وثبات سے اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کیا۔
جس نے برائیوں پر کبھی توجہ نہ کی۔
جس نے نیکی اور احسان کے دروازے کبھی ضرورت مندوں پر بند نہ کئے۔
جس روشن ضمیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذا رسانی کا گردوغبار کبھی نہ بیٹھا۔

(۳) حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری غسل دیتے ہوئے جو تاریخی الفاظ کہے وہ ساری امت کے جذبات رنج وغم کے ترجمان ہیں:

"میرے ماں باپ آپ پر نثار، آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی وفات سے نہ گئی تھی یعنی نبوت اور غیب کی خبروں اور روحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کی موت صدمہ عظیم ہے۔ اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور آہ وزاری سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ پر آنسو بہا دیتے۔ پھر بھی اس درد کا علاج اور زخم کا اندمال نہ ہوتا۔"

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے اس کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہے اس کی ہر چیز اداس ہو گئی ہے اور ابھی دفن کر کے مٹی سے ہاتھ نہ جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا (کیونکہ اب انہیں مرشد کامل کی صحبت کے انوار کاملہ دکھائی نہ پڑتے تھے)

(۵) دربار رسول کے شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مرثیہ لکھا ہے اس کے چند پُر درد اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے جس سے ان کے رنج وغم کے گہرے اور سچے جذبات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تیری نیند کے اچاٹ ہونے کے سبب اس عظیم انسان کی جدائی ہے جو ہمارا ہادی ورہنما ہے۔ صد افسوس! کہ وہ جو زمین پر بہترین ہستی تھی آج زیر زمین مدفون ہے۔ اے میرے پیارے آقا! کاش ایسا ہوتا کہ میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد میں دفن ہو جاتا۔ میرے ماں باپ اس نبی کامل پر فدا ہوں جو پیر کے روز ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ مدینہ کی سرزمین مجھے ویران سنسان دکھائی دیتی ہے۔ کاش میں آج کے دن پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اے میرے

Marfat.com

محبوب! کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں رہ سکتا ہوں۔ آپ کی موت میرے لئے جام زہر سے تلخ تر ہے۔ میرے آقا آپ کا پاک وجود ایسا نور تھا جس نے تمام روئے زمین کو روشن کر رکھا تھا جس نے بھی اس نور سے فیض پایا اس نے ہدایت پائی۔

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پیارے رسول کے ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا کر دے۔ خدا کی قسم! جب تک میں زندہ رہوں گا اپنے محبوب آقا کے لئے روتا اور تڑپتا رہوں گا۔"

(۶) حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا ایک دن حضور کو یاد کر کے رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا رسول اللہ کے خدا تعالیٰ کے پاس (یہاں سے) بہتر نعمتیں موجود نہیں؟ انہوں نے بھی تصدیق کی لیکن اپنے رونے کا یہ سبب بتلایا کہ وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک گریہ وغم ہو گئے۔

(۷) الغرض صحابہ کرام اور امت محمدیہ میں سے ہر شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سوگوار تھا۔ اور گریہ و حرمان کی تصویر بنا ہوا تھا۔

(۸) فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر کے تاثرات:

حضرت صدیق اکبر کا خطاب سن کر جب فاروق اعظم کو یقین ہو گیا کہ سرکار کا وصال ہو چکا تو ایک وقت دیکھا گیا کہ حضرت عمر رو رہے ہیں اور یہ کلمات عرض کر رہے ہیں: السلام علیک یارسول اللہ بابی انت و امی لقد کنت تخطبنا علی جذع نخلة فلما کثر الناس اتخذت منبرا لتسمعهم فحن الجذع لفراقك حتی جعلت یدك علیه فسکن فامتك اولی بالحنین الیك لما فارقتها بالی انت و امی یارسول اللہ لقد بلغ من فضیلتك عنده ان جعل طاعتك طاعته فقال عزوجل: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (النساء۸۰)

بابی انت و امی یارسول اللہ لقد بلغ من فضیلتك عنده ان بعثك

Marfat.com

آخر الانبياء وذكرك في اولهم فقال عزوجل: واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ونكم ومن نوح و ابراهيم و موسٰى وعيسى ابن مريم واخذنا منهم ميثاقا غليظا (الاحزاب ۷)

بابى انت وامى يارسول الله لقد بلغ من فضيلتك عنده ان اهل النار يودون ان يكونوا قد اطاعوك وهم بين اطباتها يعذبون ويقولون ياليتنا اطعنا الله واطعنا الرسولا (الاحزاب ٦٦)

بابى انت وامى يارسول الله لئن كان موسى بن عمران اعطاه الله حجرا تفجر منه الانهار، فليس ذلك باعجب من اصابعك حين تبع منها الماء صلى الله عليك ياسيدى يارسول الله ۔

بابى انت وامى يارسول الله لئن كان عيسى بن مريم اعطاه الله احياء الموتى فما هذا باعجب من الشاة المسمومة حين كلمتك وهى مشوبة فقالت لك الذراع لاتاكلنى فانى مسمومة

ابى انت وامى يارسول الله لقد دعا نوح على قومه فقال ربّ لا تذر على الارض من الكافرين ديارا (نوح ٢٦)

ولو دعوت علينا بمثلها لهلكنا كلنا فلقد وطى ظهرك عقبة ابن ابى معيط وانت تصلى ادمى وجهك وكسرت رباعيتك يوم احدفابيت ان تقول الاخيرا فقلت اللهم اغفرلقومى فانهم لايعلمون ۔

بابى انت وامى يارسول الله لقد بلغ من تواضعك انك جالستنا وزوجت منا واكلت معنا والبست الصرف وركبت الدواب واردفت خلفك ووضعت طعامك على الارض تواضعا منك صلى الله عليك وسلم ۔

رضى الله عنك يا عمر يا من احببت رسول الله واحبك روسوله ۔

(ص ۷،۸ صورہ من عظمۃ الاسلام للشیخ عبدالحمید کشک ۔ طبع بیروت)

○ یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کھجور کے

Marfat.com

ایک تنے پر ہمیں خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے ایک منبر بنوایا تاکہ سب تک آواز پہنچا سکیں۔ آپ منبر پر رونق افروز ہوئے تو تنا آپ کی جدائی کے سبب نالہ کناں ہوا۔ آپ نے اپنا دست مبارک رکھا تو وہ سکون پذیر ہوا۔ جب کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو آپ کی امت کو آپ کے فراق پر نالہ شوق کرنے کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔

- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! خدا کے نزدیک آپ کی فضیلت اس حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ارشاد باری عزوجل ہوا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰) جس نے رسول کا حکم مانا تو بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! خدا کے نزدیک آپ کی فضیلت یہاں تک ہے کہ اس نے آپ کو آخری نبی بنا کر مبعوث کیا اور ذکر میں آپ کو سب سے اول رکھا کہ ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ (الاحزاب:۷)

اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا۔

- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! خدا کے یہاں آپ کی یہ فضیلت بھی ہے کہ اہل دوزخ جب طبقات جہنم میں عذاب دیئے جاتے ہوں گے اس وقت یہ آرزو کریں گے کہ کاش انہوں نے اطاعت کی ہوتی۔

يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝

کہتے ہوں گے ہائے! کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔

- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اللہ نے ایسا پتھر عطا کیا جس سے نہریں پھوٹتیں تو یہ آپ کی مبارک انگلیوں سے زیادہ عجیب نہیں جبکہ ان سے پانی کا چشمہ رواں ہوا۔

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ

- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مردے جلانے کا اعجاز بخشا تھا تو یہ زیادہ عجیب نہیں اس زہر آلود بکری سے جس نے بھنی ہوئی ہو کر آپ سے کلام کیا اس بکری کی دستی نے عرض کیا: مجھے نہ کھائیں کیونکہ میں زہر میں آلود ہوں۔"
- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا! بے شک حضرت نوح نے اپنی قوم کے خلاف دعا فرمائی تو عرض کیا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ○ (نوح:۲۶) اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

- اگر کہیں آپ بھی ہم پر ایسی بددعا کر دیتے تو یقیناً ہم سارے کے سارے ہلاک ہو جاتے۔ بے شک عقبہ ابن معیط نے آپ کی پشت مبارک پر بوجھ ڈالا جبکہ آپ حالت نماز میں تھے۔ جنگ اُحد کے دن آپ کا چہرہ پاک زخمی و خونریز کیا گیا' آپ کے دندان مبارک شہید کئے گئے پھر بھی آپ نے خیر کے سوا کچھ کہنا گوارا نہ کیا، آپ نے عرض کیا: "خدایا! میری قوم کو معاف فرما کہ وہ مجھے جانتی نہیں۔"
- یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کا تواضع و انکسار اس حد تک کو پہنچا ہوا تھا کہ آپ نے ہماری ہم نشینی اختیار کی، ہم میں نکاح کیا، ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایا، بھیڑ کے بالوں (اون) کا کپڑا پہنا، جانوروں کی سواری کی کسی کو اپنے پیچھے بھی سوار کرنا پسند کر لیا، اور اپنا کھانا زمین پر رکھنا گوارا کیا، یہ سب کچھ آپ کی تواضع تھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! اللہ آپ سے راضی ہو۔ اے عمر! اے وہ جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اور اے وہ جس نے خود اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھی۔

(۹) غم ہجر:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی۔ حضور کا جب وصال ہو گیا تو آپ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ کا پتا بتا دو۔ پھر آپ اسی غم ہجر میں مدینے کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ ایک سال کے بعد آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے آپ سے فرمایا: اے بلال! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا۔ حضرت بلال یہ خواب دیکھ کر لبیك یاسیدی اے آقا! غلام حاضر ہے کہتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے کو چل پڑے۔ رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال پہلے سیدھے مسجد نبوی پہنچے اور حضور کو ڈھونڈا مگر حضور کو نہ دیکھا پھر حجروں میں تلاش کیا جب وہاں بھی نہ ملے تب مزار انور پر حاضر ہوئے اور رو کر عرض کیا: یارسول اللہ! حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تب حضور پردہ میں چھپ گئے۔ یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہو کر قبر انور کے پاس گر گئے۔ بہت دیر میں جب آپ کو ہوش آیا تو لوگ قبر انور سے اٹھا کر باہر لائے۔ اس عرصہ میں بلال کے آنے کا سارے مدینہ میں غل ہوا کہ آج ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ سے اذان سنتے ہیں۔ نے مل کر بلال رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ اللہ کے لئے ایک دفعہ وہ اذان سنا دو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے۔ بلال فرمانے لگے: دوستو! یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ حضور کی اس دنیوی زندگی میں اذان دیتا تھا تو جس وقت اشهد ان محمدا رسول الله کہتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا۔ اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر حضرت بلال نے انکار ہی کیا۔
بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ بلال کسی کا کہنا نہیں مانیں گے تم کسی کو بھیج کر حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا لو اگر وہ آ کر بلال سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال ضرور مان جائیں گے کیونکہ حضور کے اہل بیت سے بلال کو عشق ہے۔ یہ سن کر ایک صاحب جا حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو بلا لائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آ کر بلال کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے بلال! آج ہمیں بھی وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت بلال نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر کہا۔ تم میرے محبوب کے جگر گوشہ ہو نبی کے باغ کے پھول ہو جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا۔ تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور کو مزار میں رنج پہنچے گا اور پھر فرمایا: حسین! مجھے لے چلو جہاں کہوں گے اذان

Marfat.com

کہہ دوں گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا شروع کی۔ اللہ اکبر! مدینہ منورہ میں یہ وقت عجب غم اور صدمہ کا وقت تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال فرمائے ہوئے ایک زمانہ ہوا تھا۔ آج مہینوں کے بعد اذانِ بلال کی آواز سن کر حضور کی دنیوی حیات مبارک کا سماں بندھ گیا۔ بلال کی اذان سن کر مدینہ منورہ کے بازار و گلی کوچوں سے لوگ آن کر مسجد میں جمع ہوئے۔ ہر ایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں باہر آ گئیں۔ اپنے بچوں کو ساتھ لائیں جس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اشهد ان محمدا رسول الله منہ سے نکالا ہزار ہا چیخیں ایک دم نکلیں اس وقت رونے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ عورتیں روتی رہیں بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ تم بتاؤ بلال مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آ گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کب تشریف لائیں گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اشهد ان محمدا رسول الله منہ سے نکالا اور حضور کو آنکھوں سے نہ دیکھا تو حضور کے غم ہجر میں بے ہوش ہو کر گر گئے اور بہت دیر کے بعد ہوش میں آ کر اٹھے اور روتے ہوئے ملک شام چلے گئے۔

(مدارج النبوۃ ص ۲۳۶ ج ۲، سچی حکایات ج ۲)

(۱۰) روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور آ کر عرض کیا: مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرا دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا انہوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا (شفا)

Marfat.com

حضور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی نظر میں

- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ باوقار تھے۔ آپ کی ہر ادا پُر وقار تھی۔ (حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ)
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی، حلم، قوت، تفکر اور تدبر کی آئینہ دار تھی۔ (حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ)
- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل وترسیل کی صفت تھی۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)
- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے زیادہ باحیاء تھے۔ جب آنحضور کسی چیز سے کراہت فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیتے۔ (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیاء کی وجہ سے کسی کے چہرے پر نظریں جما کر بات نہ کرتے تھے۔ آپ مکروہ باتوں کا ذکر اشارے کنائے میں فرما دیتے۔ (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے خوش کلامی فرماتے۔ ان میں مل جل کر بیٹھتے اور ان کے بچوں کو گود میں بٹھاتے اور پیار کرتے۔ (حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے مصافحہ فرماتے اور جو کوئی حاضر خدمت ہوتا اس کی عزت کرتے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ)
- صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاجت مند بن کر حاضر ہوتے شکم سیر ہو کر رخصت فرماتے اور فقیہ بن کر نکلتے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے مقدمات،

Marfat.com

فیصلے کے لئے لے جاتے۔ (حضرت ربیع ابن خثیم رضی اللہ عنہ)

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حال میں وصال فرمایا کہ آپ نے اور آپ کے اہلِ خانہ نے جو سے پیٹ نہ بھرا تھا۔ (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ)
- ہم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ ایک ایک مہینہ گھر میں آگ تک روشن نہ ہوتی تھی صرف کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا۔ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عبادت فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک متورم ہو جائے۔ (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ)
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ اتنی نمازیں کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ)

- ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا پک رہی ہو۔

(حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بہترین شخص کو منتخب کیا جو سب سے زیادہ عالی نسب، راست گفتار اور شریف النفس تھا اور وہ تمام عالم کا انتخاب تھا۔

(حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ)

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ گالی دینے والے تھے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت کرتے، جنازے کے ساتھ چلتے اگر کوئی غلام دعوت کرتا تو اسے قبول فرماتے۔ آپ سب لوگوں سے بہتر سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ)
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع وانکساری دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ رسول ہیں، بادشاہ نہیں۔ (حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور فیاض تھے اور آپ کی سخاوت کا

Marfat.com

ظہور رمضان مبارک میں سب سے زیادہ ہوتا تھا۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رحلت کے وقت) نہ کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم نہ بکری نہ اونٹ۔ (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ میں سوائے ہتھیاروں اور ایک خچر کے کچھ نہ چھوڑا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن حارث)
- میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسا شخص پایا جو نیکیوں کے کرنے کا اور شر سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ (حضرت انیس، برادر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما)
- جب گھمسان کا رن پڑتا اور لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا اس وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ لیا کرتے تھے اور آپ ہم سب سے آگے دشمن کی جانب ہوا کرتے تھے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اول نظر دیکھ لیتا اس پر رعب پڑتا اور جو آپ کی مجالس میں بیٹھتا اس کو آپ سے محبت ہو جاتی۔ اگر آپ کا مدح خواں یہ کہہ دے کہ آپ جیسا نہ کبھی پہلے دیکھا اور نہ آئندہ دیکھنے کی امید ہے تو کچھ مبالغہ نہیں۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

- عقلمندوں پر واضح ہو چکا ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ شاعر ہیں نہ جادوگر، ان کا کلام ربّ العٰلمین کی وحی ہے اور آپ کی اطاعت ہر شخص پر واجب ہے۔

(حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید)

- وہ ہر خوبی سے آراستہ ہیں، ہر خلق کریم سے ممتاز ہیں۔ طمانیت ان کا لباس نیکی ان کا شعار ہے۔ ان کا ضمیر تقویٰ ہے ان کا کلام حکمت ہے صدق و وفا ان کی فطرت ہے۔
- عفو و احسان ان کی عادت ہے، عدل ان کی سیرت ہے، سچائی ان کی شریعت ہے، ہدایت ان کی رہنما ہے، دین ان کا اسلام ہے اور احمد ان کا نام ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحابی رسول، صحیح بخاری)

Marfat.com

بارگاہِ رسالت ﷺ میں صحابہ کا خراج عقیدت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

لـمـا رايـت نبيـنـا متجندلا ضـافـت علي بعرضهن الدور
فـارتاع قلبي عند ذلك لهلكه والـعـظـم مني ماحييت كسير
يـاليتني من قبل يهلك صاحبي غيبـت في حدث علي صخور

ترجمہ: (۱) جب میں نے اپنے نبی کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔
(۲) اس وقت آپ کی وفات سے میرا دل لرز اٹھا اور زندگی بھر میری ہڈی شکستہ رہے گی۔
(۳) کاش! میں اپنے آقا کے انتقال سے پہلے قبر میں دفن کر دیا ہو گیا ہوتا اور مجھ پر پتھر ہوتے۔ (ص ۳۴۸ سیرت نبویہ از شیخ زینی دحلان)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

وقـد بـدانـا فـكـذبـنـا فقـال لنـا صـدق الـحـديث نبي عنده الخبر
وقد ظلمت ابنة الخطاب ثم هدى ربـي عشيتـه قـالـوا قـد صبا عمر
لـمـا دعت ربها ذا العرش جاهدة والـد مـع مـن عينها عجلان يبتدر
فـقـلـت اشهـد ان الله خـالـقـنـا وان احـمـد فيـنـا اليـوم مشتهـر
نبـي صـدق اتـى بـالحجة من ثقة وافـي الامـانة مـا فـي وعده خور

ترجمہ: (۱) اور ہم پر آپ نے آغاز تبلیغ کی جس سے ہم نے تکذیب کی تو خبر رکھنے والے نبی

Marfat.com

نے ہم سے سچی بات کہی۔

(۲) میں نے بنت خطاب پر زیادتی کی پھر میرے ربّ نے اس شام کو مجھے ہدایت دی جب لوگوں نے کہا کہ عمر آبائی دین سے نکل گیا ہے۔

(۳) اور پھر جب اس نے دلسوزی سے اپنے ربّ کو پکارا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بڑی تیزی سے رواں تھے۔

(۴) تو میں نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہمارا خالق ہے اور احمد مجتبیٰ آج ہمارے درمیان مشہور و متعارف ہیں۔

(۵) کہ وہ سچے نبی ہیں جو مستند دلیل و برہان لائے۔ اور وہ امانت دار ہیں ان کے وعدے کمزور نہیں۔ (ص ۶۳ سیرت ابن اسحاق)

○

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

رسول اللہ عظیم الشان یتلوا کتابہ   لـہ کـل مـن یبـغـی التلاوۃ وامق

مـحـب عـلـیـہ کـل یـوم حلاوۃ   وا ن قـال قـولا فالذی قال صادق

(۱) وہ عظیم المرتبت رسول اپنی اس کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں جسے جو بھی پڑھنا چاہے اس کا عاشق ہو گیا۔

(۲) وہ محبوب ہیں ان پر ہر روز حلاوت و تازگی ہے اور اگر کوئی بات کہیں تو یقیناً وہ سچی ہے۔

(ص ۱۰۹ سیرت ابن اسحاق)

○

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

فـامـسـی رسـول اللہ قـد عز نصرہ   وکـان رسـول اللہ ارسـل بـالعدل

فـجـاء بـفـرقـان من اللہ مـنـزل   مبیـنـۃ ایـاتـہ لـذوی الـعـقـل

فـامـن اقـوام بـذ الک ایـقـنـوا   فامسوا بحمد اللہ مجتمعی الشمل

Marfat.com

وانکر اقوام نزاغت قلوبھم   فزادھم ذوالعرش خبلا علی خبل

ترجمہ: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید ونصرت زوردار ہوگئی اور آپ عدل وانصاف کے ساتھ مبعوث کیے گئے تھے۔

(۲) وہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ فرقان حمید لے کر آئے جس کی آیات ارباب دانش کے لئے روشن وواضح ہیں۔

(۳) تو اس پر بہت سے لوگ ایمان لائے اور اس کا یقین کیا جس کی وجہ سے وہ بحمدہ تعالیٰ مربوط ومنظم ہوگئے۔

(۴) اور کچھ لوگ اس سے منکر ہوئے تو ان کے دلوں میں کجی آ گئی اور رب عرش نے بھی ان کی تباہیوں میں اضافہ کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام جزء دوم)

○

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حمدت اللہ حین ھدی فوادی   الی الاسلام والدین الحنیف

لدین جاء من ربّ عزیز   خبیر بالعباد بھم لطیف

اذا تلیت رسائلہ علینا   تحدر مع ذی اللب الحصیف

واحمد مصطفی فینا مطاعا   فلا تغشوہ بالقول العنیف

فلاو اللہ نسلمہ لقوم   ولما نقض فیھم بالسیوف

(۱) میں نے خدا کی حمد کی جب اس نے اسلام اور دین حنیف کی راہ دکھائی۔

(۲) وہ دین جو بندوں پر لطف فرمانے والے اور ان کی خبر رکھنے والے ربّ عزیز کا ہے۔

(۳) جب اس کے پیغام ہمیں سنائے گئے تو عقل والوں کے آنسو رواں ہوگئے۔

(۴) احمد مصطفیٰ ہمارے درمیان فرمانروا ہیں تو ان کے حضور سخت کلامی سے نہ پیش آ ؤ۔

(۵) خدا کی قسم! ہم انہیں مخالفین کے سپرد نہیں کریں گے ابھی تو ہم نے ان کے درمیان تلواروں کا فیصلہ بھی جاری نہ کیا۔ (ص ۱۰۳ سیرت ابن اسحاق)

○

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

واحسن منك لم ترقط عيني — واجمل منك لم تلد النساءُ
خلقت مبراءً من كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاءُ

ترجمہ: (۱) آپ سے زیادہ حسین نہ کبھی میری آنکھوں نے دیکھا اور نہ ہی آپ سے خوبصورت کسی ماں نے جنا۔

(۲) آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی خواہش کے مطابق ہوئی۔

○

وشق له من اسمه كي جله — خذو العرش محموب وهذا محمد
نبي اتانا بعد ياس و فترة — من الرسل والاوثان في الارض تعبد
فامسى سراجا مستنيرا وهاديا — يلوح كما لاح الصقل المهند
وانذرنا نارا ويبشر جنة — وعلمنا الاسلام فالله نحمد

ترجمہ: (۱) اس نے آپ کے اجلال واکرام کے لئے اپنے نام سے آپ کا نام مشتق کیا تو ربّ عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

(۲) یہ نبی بڑی ناامیدی اور رسولوں کے ایک طویل وقفہ کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

(۳) تو آپ روشن چراغ اور ہادی و رہبر بن گئے اس طرح چمکے جیسے صیقل کردہ ہندی تلوار چمکتی ہے۔

(۴) ہمیں جہنم سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی تو ہم خدا کی حمد بیان کرتے ہیں۔ (ص ۲۰ دیوان حسان)

○

هجرت محمدا واجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء
اتهجوه ولست له بكف — فشر كما لخير كما فداء

Marfat.com

هجوت مباركا براحنيفا — امين الله شيمته الوفاء
امن يهجو رسول الله منكم — ويمدحه وينصره سواء
فان ابى ووالده و عرضى — لعرض محمد منكم وقاء

ترجمہ:(۱) تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے اس کی طرف سے تمہیں جواب دیا اور خدا کے یہاں اس میں اجر وثواب ہے۔

(۲) تو ان کی ہجو کرتا ہے جبکہ تو ان کے برابر نہیں تم میں کا برا (یعنی تو) بھلے پر (یعنی حضور پر) قربان ہو۔

(۳) تو نے ایسے کو برا کہا جو مبارک، پاکباز، حنیف خدا کے امین ہیں جن کی خصلت وفاداری ہے۔

(۴) کیا تم میں کا جو رسول خدا کی ہجو کرے اور جو ان کی مدح وستائش اور ان کی حمایت کرے دونوں برابر ہیں؟

(۵) میرے باپ دادا، میری عزت وآبرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کے لئے ڈھال ہے۔ (ص ۴۲۴ سیرت ابن ہشام جلد دوم)

○

وهل عدلت يوما رزيته هالك — رزيته يوم مات فيه محمد
نبوركت ياقبر الرسول وبوركت — بلاد ثوى فيها الرشيد المسدد
وما فقد الماضون مثل محمد — ولا مثله حتى القيامة يفقد
وليس هواى نازعا من ثنائه — لعلى به فى جنة الخلد اخلد
مع المصطفىٰ ارجوا بذاك جواره — وفى نيل ذاك اليوم اسعى واجهد

ترجمہ:(۱) کیا کسی مرنے والے کی مصیبت کا دن اس دن کے برابر ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔

(۲) تجھے مبارکباد ہے اے قبر رسول اور اس شہر کو بھی جس میں ہدایت ودرستی والے رسول آسودہ خاک ہیں۔

(۳) نہ زمانہ ماضی والوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے (عظیم وجلیل) کی وفات کا صدمہ ہوا نہ

Marfat.com

قیامت تک کسی کو ایسا صدمہ ہوگا۔

(۴) میرا دل ان کی نعت سے باز رہنے والا نہیں شاید اسی کے صدقے مجھے جنۃ الخلد میں دوام نصیب ہو۔

(۵) اسی کے سبب تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا امیدوار ہوں اور وہی دن پانے کے لئے میں کوشش و محنت کر رہا ہوں۔ (ص ۶۶۹ سیرت ابن ہشام جلد دوم)

○

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت ... بانه خير مولود من البشر

عمت فضائله كل العباد كما ... عم البرية ضوء الشمس والقمر

انی تفرست فيك الخيرا عرفه ... والله يعلم عن ما خانني البصر

انت النبی فمن يحرم شفاعته ... يوم الحساب فقد ازری به القدر

فثبت الله ما اتاك من حسن ... تثبيت موسٰی و نصرا كالذی نصروا

(۱) میری روح اس پر قربان جس کے اخلاق اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ خیر البشر ہے۔

(۲) آپ کے احسانات سارے بندوں پر عام ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب کی روشنی ساری مخلوق کو عام ہے۔

(۳) میں نے غور کر کے آپ کے اندر بھلائی دیکھ لی جسے میں پہچانتا ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے مجھ سے خیانت نہیں کی۔

(۴) آپ نبی ہیں جو شخص بروز قیامت آپ کی شفاعت سے محروم ہوا اسے قسمت نے ذلیل و رسوا کر دیا۔

(۵) اللہ نے آپ کو جو بھلائی دی اسے قائم رکھے جیسے موسیٰ کے ساتھ ہوا اور آپ کی مدد کرے جیسے ان کی مدد ہوئی۔ (ص ۳۷۴ سیرت ابن ہشام جلد دوم)

○

Marfat.com

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

نبئت ان رسول الله اوعدنی والعفو عند رسول الله مامول

فقد اتیت رسول الله معتذرا والعذر عند رسول الله مقبول

ان الرسول النور یستضاء به مهند من سیوف الله مسلول

ترجمہ:(۱) مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قتل کی وعید فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں عفو و درگزر کی بھی امید ہے۔

(۲) تو میں رسول خدا کے یہاں معذرت کے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں اور معذرت رسول اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

(۳) بیشک رسول اللہ ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور وہ خدا کی تلواروں میں سے ایک بے نیام ہندی تلوار ہیں۔ (ص ۱۰ اسیرت ابن ہشام جلد دوم)

○

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ

یا خاتم الانبیاء انك مرسل بالحق کل هدی السبیل هدا کا

ان الا له بنی علیك محبة فی خلقه و محمدا سما کا

ترجمہ:(۱) اے خاتم الانبیاء! آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے راہ حق کی ہدایت آپ ہی کی ہدایت ہے۔

(۲) اللہ نے آپ کے اوپر اپنی مخلوق میں محبت کی بنیاد رکھی[۱] اور آپ کا نام محمد رکھا۔

(سیرت ابن ہشام ص ۴۶۰ جلد دوم)

○

---

[۱] فرمادو اگر تم لوگ خدا کی محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں اپنی محبت سے نوازے گا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

Marfat.com

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ

ما ان رایت ولا سمعت بمثله — فی الناس کلهم بمثل محمد
اوتی واعطی للجزیل اذا اجتدی — ومتی تشاء یخبرك عما فی غد

(۱) سارے انسانوں میں محمد جیسا کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا۔
(۲) جب ان سے مانگا جائے تو خوب دینے والے ہیں اور تم جب چاہو وہ تمہیں آئندہ کی خبر دے دیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

○

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

لقد عظمت مصیبتنا وجلت — عشیة قیل قد قبض الرسول
فقد ناالوحی والتنزیل فینا — یروح به ویغد و جبرئیل
نبی کان یجلو الشك عنا — بما یوحی الیه وما یقول
ویهد ینا فلا نخشی ضلالا — علینا والرسول لنا دلیل
افاطم ان جزعت نذاك عذر — وان لم تجزعی ذاك السبیل
فقبرا بیك سید کل قبر — وفیه سید الناس الرسول

(۱) اس شام ہم پر بڑی مصیبت آئی جب کہا گیا کہ رسول اللہ وفات پا گئے۔
(۲) وحی وتنزیل جسے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام صبح وشام لاتے تھے ہم اس سے محروم ہو گئے۔
(۳) وہ نبی خدا کی وحی اور اپنے اقوال سے ہمارا شکوک دور فرماتے تھے۔
(۴) اور ہماری رہبری کرتے تھے تو جب کہ خود رسول ہمارے رہبر ورہنما ہیں ہمیں اپنے اوپر گمراہی کا خوف نہ ہوتا۔
(۵) اے فاطمہ! آپ روئیں تو معذور ہیں اور نہ روئیں تو بھی بہتر راہ ہے۔
(۶) آپ کے والدگرامی کی قبر ہر قبر کی سردار ہے اور اس میں انسانوں کے سردار رسول باوقار آرام فرما ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (اسد الغابہ)

Marfat.com

کلامِ اعرابی

یاخیر من دفنت فی التراب اعظمه فطاب من طیبهن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه فیه العفاف وفیه الجود والکرم

(۱) اے سب سے بہتر ان میں جن کی ہڈیاں مٹی میں دفن ہوئیں تو ان کی خوشبو سے چٹیل میدان اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے مہلک اٹھے اور

(۲) میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں۔ اسی میں عفت پاک دامنی اور جودوکرم ہے۔ (ص ۲۸۲ شرح مواہب زُرقانی)

○

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

فلوسمعوا فی مصر او صاف خده لما بذلوا فی سوم یوسف مزنقد

لواحی زلیخا لور راین جبینه لا ثرن بالقطع القلوب علی الایدی

(۱) اگر آپ کے رخسار مبارک کے اوصاف اہل مصر سن پاتے تو جناب یوسف کی قیمت لگانے میں سیم وزر نہ بہاتے۔

(۲) اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کی جبین انور دیکھ پاتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔ (ص ۲۳۴ شرح مواہب زُرقانی جز سوم)

○

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ماذا علی من شم تربة احمد الایشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام عدن لیا لیا

(۱) جس نے قبر رسول کی خاک سونگھ لی اگر وہ زمانے بھر گراں قیمت عطروں اور خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کوئی نقصان کی بات نہیں (لہٰذا میرے لئے وہی خوشبو کافی ہے اور کسی خوشبو سے اب مجھے کوئی سروکار نہیں)

(۲) (حضور کی جدائی میں) مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پر ٹوٹتے تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ (ص ۲۹۳ شرح مواہب زُرقانی جز ششم)

Marfat.com

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

الا یارسول اللہ کنت رجاءنا وکنت بنا براولم تك جانیا
وكنت رحیما ھادیا ومعلما لبیك علیك الیوم مركان باكیا
فدا الرسول اللہ امی و خالتی وعمی وآبائی و نفسی وما لیا

ترجمہ:(۱) یارسول اللہ! آپ ہماری امید اور ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے بدسلوکی والے نہ تھے۔
(۲) آپ مہربان، رہنما اور معلم تھے۔آج آپ پر روئے وہ جو رونے والا ہے۔
(۳) میری ماں، میری خالہ، میرے چچا، میرے آباؤ اجداد، میری جان و مال رسول اللہ پر قربان ہوں۔(ص ۳۰۷ شرح مواہب زُرقانی جز ہشتم)

○

بنات مدینہ رضی اللہ عنہن

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشكر علینا ما دعا للہ داع
ایها المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ترجمہ:(۱) وداع کی گھاٹیوں سے بدرکامل طلوع ہوا۔
(۲) ہم پر شکر بجالانا واجب ہوا جب تک خدا کے لئے کوئی دعوت دینے والا دعوت دیتا رہے۔
(۳) اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والے آپ وہ حکم لے کر تشریف لائے جس کی اطاعت کی جائے۔

نوٹ: عہد صحابہ اور زمانہ مابعد کی عربی نعتوں کا ایک دلکش انتخاب (بلا ترجمہ) ''المدیح النبوی'' میں ملاحظہ کریں۔تالیف: مولانا یٰسین اختر مصباحی، شائع کردہ شعبہ نشریات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔یہ کتاب عربی ادب کے نصاب میں بھی شامل ہے۔

محمد اکرم رضوی

Marfat.com

سلام

رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے عاصیوں کی لاج والے

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلواۃ اللہ علیک

ہوا جب تیرا اشارا کیا چاند کو دو پارا
حق کے تم ہو حق تمہارا عاصیوں کو ہو سہارا

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلواۃ اللہ علیک

اک اور عرض کریں ہم میرے مولا جب مریں ہم
کلمہ آپ کا پڑھیں ہم اور بعد اس کے یہ کہیں ہم

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلواۃ اللہ علیک

از طفیل غوث اعظم بادشاہ ہر دو عالم
صدقۂ امام اعظم دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلواۃ اللہ علیک

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول
یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

Marfat.com

سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئیں دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

دور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاک گذر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

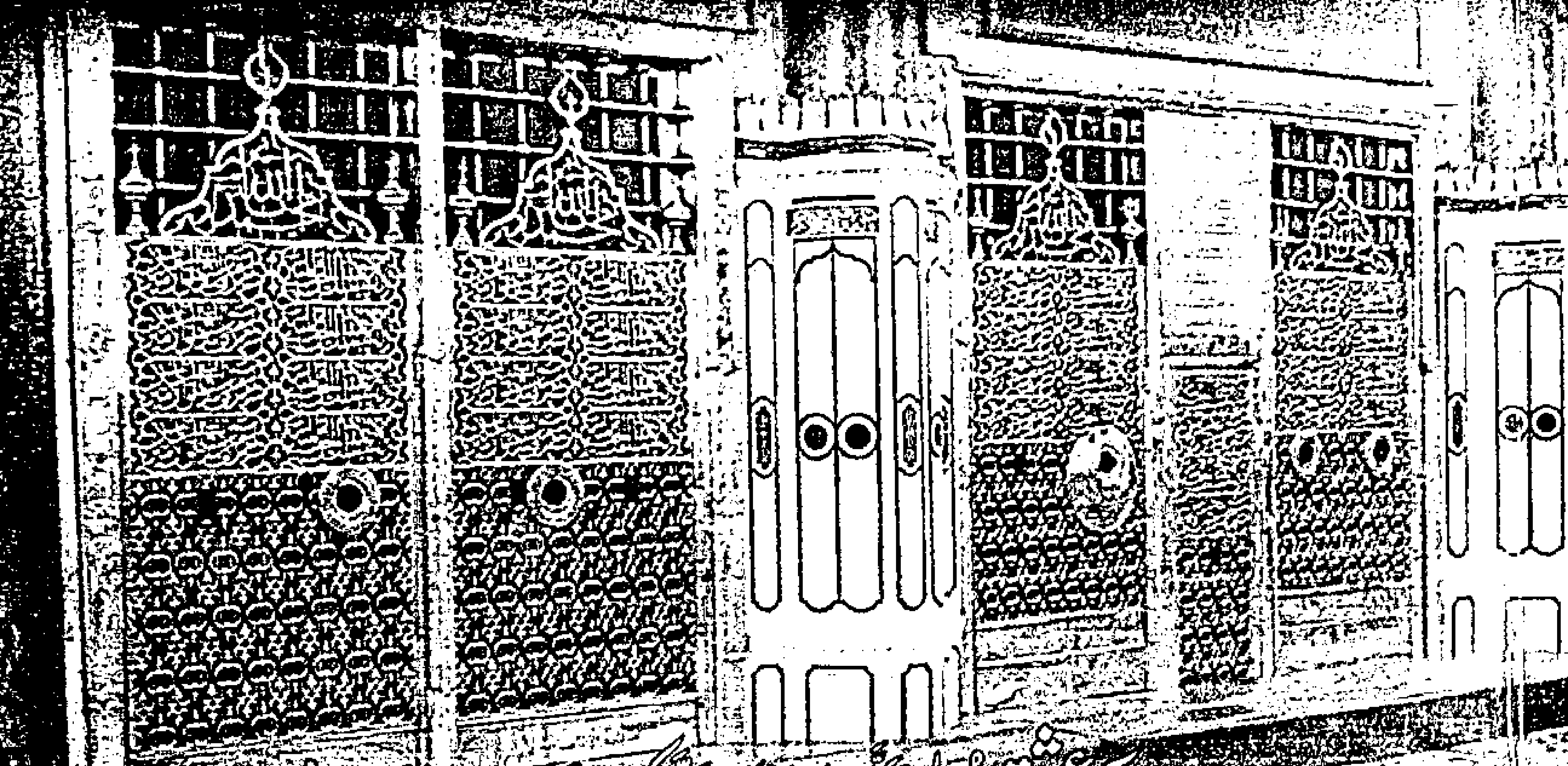

صحابہ رضی اللہ عنہم کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بے مثال تحفہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

صوفی محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com